1056

۲۔حنتم ۔وہ گھڑا جس پر سبز لیپ کر دیا گیا ہوتا کہ مسام بند ہو جائیں۔

۳۔نقیر۔درخت کے تنے کو کھوکھلا کر کے گھڑا بنایا گیا ہو۔

۴۔لزفت ۔جس برتن پر تارکول کا لیپ کیا گیا ہو۔

ان برتنوں میں وہ شراب بناتے تھے ۔ابتداء میں ان کی حرمت نازل ہوئی تا کہ ان کو دیکھ کر شراب کا شوق نہ ابھرے۔بعد میں ان کی حرمت (جبکہ یہ لوگ احکام خدا کی بجا آوری میں مستحکم ہو گئے اور انہیں شراب کا شوق جاتا رہا تو) باقی نہ رہی۔(ضیاء النبی ۴۔ ۶۷۳ تا ۶۶۸۔السیرۃ النبویہ۔(احمد زینی دحلان) ۳۔ ۲۴۔زاد المعاد ۳۔ ۵۔ ۶)

وفد بنی حنیفہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں بنی حنیفہ کا سترہ رکنی وفد نو ہجری کو حاضر ہوا۔بنی حنیفہ کا علاقہ یمامہ تھا۔اور نجد میں واقع تھا۔ یہ ایک بہت بڑا علاقہ تھا۔انہی لوگوں میں ان لوگوں نے ایک شخص کو چادر میں چھپایا ہوا تھا اور یہ آدمی مسلمہ کذاب تھا۔

ان لوگوں کو مدینہ طیبہ میں ٹھہرایا گیا صحیحین کے مطابق حضور ﷺ ان مہمانوں کی ہدایت کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے ۔اس وقت حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ تھے ۔حضور ﷺ کے پاس چھڑی تھی ۔ان لوگوں نے حضور ﷺ کو بتایا کہ سلمہ کا خیال ہے کہ اگر اس کو نبوت میں شریک کر لیا جائے تو یہ (اور اس کے دوسرے پیروکار سب) حضور ﷺ کی اطاعت کر لیں گے ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو میری جانشینی کے خواب دیکھ رہا ہے اگر تو مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگے تو بھی میں اسے تجھ کو نہ دوں گا''۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔میں سو رہا تھا۔میرے پاس روئے زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنائے گئے ۔ یہ چیز مجھ پر بڑی گراں گزری ۔تو میری طرف وحی کی گئی کہ ان دونوں کڑوں کو پھونک مار کر اڑادوں میں نے دونوں کو پھونک ماری ۔دونوں غائب ہو گئے میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ دو جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے اور میں ان دونوں کے درمیان ہوں گا۔اور ان دو جھوٹے نبیوں سے مراد صنعا کا باشندہ اسود عنسی اور دوسرا یمامہ کا باشندہ مسلمہ کذاب ہے''۔

مسلمہ کذاب نے حضور ﷺ کو جا کر ایک خط بھی لکھا کہ اسے نبوت میں شریک کر لیا جائے جس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا اس شخص پر سلامتی ہو۔ جو ہدایت کی پیروی کرنے والا ہے اما بعد زمین کا مالک اللہ تعالیٰ ہے ۔اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے ۔اور متقین کے لئے ہی بہترین انجام ہے''۔

مسلمہ کذاب کا فتنہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں اپنے اختتام کو پہنچا اور وحشی جس نے سیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا۔جب وہ اسلام لے آیا تو اس نے مسلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں شرکت کی اور اسی حربہ کو تاک کر مسلمہ کذاب کو مارا۔جس سے یہ گر پڑا اور ایک انصاری نے اس کی گردن اڑادی۔

دوسرا شخص اسود عنسی کذاب یمامہ کے شہر صنعا میں ظاہر ہوا۔حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے صحابی تھے ان دنوں صنعا گئے ہوئے تھے اس نے آپ کو طلب کیا اور کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں ۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہاری بات نہیں سن رہا۔ پھر اس نے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ

تعالیٰ کے رسول (علیہ السلام) ہیں۔آپ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول (1056ﷺ) ہیں۔اس نے تین دفعہ جب اپنے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں سن رہا اور جب حضور ﷺ کے متعلق پوچھا تو آپ نے حضور ﷺ کے سچا رسول ہونے کی گواہی دی اس نے اپنے پیروکاروں کو لکڑیاں اکٹھی کرنے اور ان کو آگ لگانے کا حکم دیا جب آگ خوب روشن ہوگئی تو اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ ان کو دہکتی آگ میں ڈال دو اور اِن کو پکڑ کر آگ میں پھینک دیا گیا لیکن لوگ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ آگ نے ان کا بال بھی بیکا نہ کیا اور ان کے کپڑے بھی صحیح و سالم رہے۔اس کے لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو یہاں سے نکال دو کہیں اور لوگ ان کی طرف متوجہ نہ ہوجائیں۔لہٰذا ان کو یہاں سے نکال دیا گیا۔یہ واقعہ حضور ﷺ کے رحلت فرمانے کے بعد کا ہے۔

جب یہ صحابی مسجد نبوی میں تشریف لائے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو مل کر رونے لگے اور فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ’’اس نے مجھے مرنے سے پہلے اس شخص کی زیارت کروادی جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح آگ میں ڈالا گیا۔لیکن آگ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکی‘‘۔(سبل الہدیٰ جلد ۶ صفحہ ۴۹۸)

وفد طے

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں اس قبیلہ کا امیر زید الخیل قبیلہ بنی اسود کے ہمراہ حاضر ہوا۔اس کا قد اتنا لمبا تھا کہ وہ اپنے پانچ قد آور گھوڑوں میں سے سب سے بڑے گھوڑے پر بھی بیٹھتا تو بھی اس کے پاؤں زمین پر گھسیٹتے تھے حضور ﷺ نے اِس سے ملاقات فرمائی اور فرمایا کہ میرے سامنے جس کی بھی تعریف کی گئی جو کچھ اس کے متعلق سنا تھا اسے اس سے کم تر پایا‘ لیکن جو تمہارے متعلق سنا تھا تمہیں اس سے بڑھ کر پایا‘‘۔

یہ بہت سخی آدمی تھا۔حضور ﷺ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا تو اس نے دعوت کو فوراً قبول کر لیا اور اسلام لے آیا۔حضور ﷺ نے اس کو بارہ اوقیہ چاندی اور دو جاگیریں عطا فرمائیں اور اس کے لئے سند تحریر لکھ دی۔

اسے دیکھ کر حضور ﷺ بہت خوش ہوئے تھے اور فرمایا کہ ساری تعریفیں اس خدائے پاک کے لئے ہیں۔جو تجھے دشوار گزار گھاٹیوں اور ناہموار میدانوں سے گزار کر لے آیا۔اور ایمان قبول کرنے کیلئے تیرے دل کو ہموار کیا پھر حضور ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ تم کون ہو۔اس نے عرض کی کہ میں زید الخیل ہوں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم بلکہ زید الخیل نہیں بلکہ زید الخیر ہو۔‘‘

حضور ﷺ نے اس کا نام زید الخیل کی بجائے زید الخیر رکھ دیا‘‘۔

(زینی دحلان السیرۃ النبویہ ۳۔۲۴۔سبل الہدیٰ ۶۔۵۴۵۔خاتم النبیین ۲۔۱۱۱۳۔ضیاء النبی ۴۔۶۷۹)

اس کے علاوہ وفد عدی بھی حاتم طائی کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

1056

وفد عدی بن حاتم طائی

عدی بن حاتم طائی کے ایمان لانے کا واقعہ پہلے درج کیا جا چکا ہے۔

وفد عروہ المرادی

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ لوگ حاضر ہوئے ان کے قبیلے کا نام مراد تھا۔ اور ان کے امیر کا نام عروہ تھا۔ یہ پہلے کندہ کے شاہی دربار کا ساتھ دیتے تھے۔ لیکن اب یہ ان کو چھوڑ کر حضور ﷺ کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔

اسلام کے آنے سے پہلے ان کی ہمدان قبیلے کے ساتھ جنگ ہوئی تھی اور ان کے بہت سے آدمی مارے گئے تھے۔ حضور ﷺ نے اس نقصان پر اِن کو دلاسہ دیا اور حضرت خالد بن سعید کو اِن کے ہمراہ صدقات وغیرہ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔

وفد بنی زبید

حضور ﷺ کے پاس بنی زبید کا وفد عمرو بن معدیکرب اپنے سردار کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ یہ بہت بہادر تھا اور ''فارس العرب'' کے نام سے مشہور تھا۔ یہ سب لوگ حضور ﷺ کو دیکھتے ہی آپ ﷺ پر ایمان لے آئے۔ اس کا ایک بھتیجا قیس بھی تھا۔ جو اس کے ساتھ نہیں آیا تھا اور اس نے اس کی مخالفت کی تھی۔ لیکن بعد میں یہ بھی مسلمان ہو گیا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۹)

وفد کندہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں کندہ کا ساٹھ یا اَسی رکنی وفد اپنے کمسن خوبصورت سردار اشعث بن قیس کی سربراہی میں حاضر ہوا۔ کندہ یمن میں ایک قبیلہ تھا جو اپنے دادا کندہ کے نام سے مشہور تھا۔ حضور ﷺ کی ایک دادی اس قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور وہ حضور ﷺ کے ایک دادا کی والدہ تھیں۔ یہ لوگ خوب تیاری کے ساتھ ریشمی کنارے والے جبوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے۔

حضور ﷺ بھی وفود سے ملاقات کے وقت بہترین لباس زیب تن فرماتے اور اپنے دوسرے صحابہ کرام کو بھی بہترین لباس پہننے کی ترغیب فرماتے تھے اس روز حضور ﷺ نے یمن کا بنا لباس زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ جسے ''حلہ ذی یزن'' کہتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اسی قسم کے جبے پہنے ہوئے تھے۔

انہوں نے حضور ﷺ کو ''ابیت اللعن'' جاہلانہ سلام عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔ میں

محمد بن عبداللہ (فداؑ و امی و ابی) (علیہ السلام) ہوں ۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم آپ کو آپ کے نام سے پکارنے کی جرات نہیں کر سکتے ۔ہمیں اپنا کوئی لقب ارشاد فرمایئے ۔حضور ﷺ نے انہیں اپنی کیفیت ابوالقاسم (علیہ السلام) بتائی ۔ انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم (علیہ السلام) ہم نے آپ کے لئے ایک چیز چھپا رکھی ہے ۔

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ ایسی باتیں تو کاہنوں سے پوچھی جاتی ہیں ۔انہوں نے عرض کی کہ پھر کیسے معلوم ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ۔حضور ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور فرمایا کہ یہ کنکریاں گواہی دیں گی کہ میں اللہ کا رسول ہوں ۔

پس تمام کنکریوں نے حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دی ۔ یہ سنتے ہی یہ سب فوراً پکار اٹھے کہ "نشھد انك رسول الله" ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کے رسول (علیہ السلام) ہیں ۔

حضور ﷺ نے ان کے سامنے ''سورۃ الصافات'' کی تلاوت ''رب المشارق والمغرب'' تک فرمائی ۔

پھر ان سے پوچھا کہ یہ ریشمی کنارے والے جبے کیوں پہنے ہیں ۔انہوں نے فوراً ان کناروں سے ریشم اتار دیا ۔

وفد ازدشنوء

حضور ﷺ کے پاس قبیلہ ازدشنوء کا وفد صرد بن عبداللہ الازدی کے ساتھ حاضر ہوا ۔

حضور ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے قرب و جوار میں مشرکین کے ساتھ جنگ کریں اور قبیلہ ازد پر صرد بن عبداللہ الازدی کو مقرر فرمایا ۔

چنانچہ انہوں نے مشرکین کے شہر ''جرش'' کا محاصرہ کرلیا جو ایک مہینہ تک جاری رہا لیکن مشرکین نے لڑائی کی جرأت نہ کی ۔ایک مہینہ بعد جب یہ محاصرہ اٹھا کر واپس ہوئے اور وہ پہاڑ کے قریب پہنچے تو انہوں نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کو بے خبری میں جا لیا اور انہیں موت کے گھاٹ اتارنے لگے یہ پہاڑ شکر نامی تھا ۔ان کے دو آدمی اس وقت حضور ﷺ کے پاس حاضر تھے ۔حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ شکر نامی پہاڑ کہاں واقع ہے ۔انہوں نے کہا کہ یہ پہاڑ ہمارے علاقے کشر میں واقع ہے ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کا نام شکر ہے انہوں نے عرض کی کہ آپ علیہ السلام اِس کا کیوں ذکر فرما رہے ہیں ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے اونٹ ذبح کئے جا رہے ہیں یعنی تمہاری قوم کے افراد کو قتل کیا جا رہا ہے ۔

یہ بات سن کر وہ اٹھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ گئے ۔آپ نے انہیں واپس بھیجا اور فرمایا جاؤ اور حضور ﷺ سے اپنی قوم کی سلامتی کی دعا کراؤ ۔ یہ واپس آقا ﷺ کے پاس گئے اور اپنی قوم کی سلامتی کی دعا کروائی ۔جب یہ واپس پہنچے تو دیکھا کہ اسی روز حضور ﷺ کے پاس حاضری کے وقت یہاں یہ لوگ قتل ہوئے تھے ۔(ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۸۳)

1056

حارث بن کلال

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حارث بن کلال، نعمان معافر اور ہمدان نے اپنا ایک قاصد حضور ﷺ کی خدمت میں اپنا ایک خط دے کر روانہ کیا اور اپنے اسلام لانے کے متعلق خوشخبری دی۔ حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور انہیں جوابی گرامی نامہ اپنی خوشنودی کے متعلق تحریر فرمایا۔

فروہ بن عمرو الجذامی

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں انہوں نے اپنا قاصد اپنے خط کے ساتھ روانہ کیا اور اپنے اسلام لانے کی خوشخبری سنائی اور ایک سفید فضہ نامی خچر ایک دراز گوش (گدھا) جس کا نام ''یعفور'' تھا۔ ایک ''طرب'' نامی گھوڑا حضور ﷺ کے لئے ایک پوشاک اور سونے کی تاروں سے مزین ایک قبا بھی بھیجی۔

فروہ معان شہر کا قیصر روم کا گورنر تھا۔ قیصر روم اس کے اسلام لانے کے سبب اس سے بہت ناراض ہوا اور عہدے سے معزول کر کے قید کر دیا اور دوبارہ ترغیب دی کہ اگر عیسائیت قبول کرو تو عہدے پر بحال کر دیئے جاؤ گے۔

خروہ نے قیصر روم کو جواب دیا کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ﷺ ہیں اور تم اس کا ذکر اپنی کتابوں میں بھی پڑھتے ہو اور تم صرف اپنی بادشاہی کے زائل ہونے کے خوف سے ان پر ایمان نہیں لا رہے۔

قیصر روم نے فروہ کی گردن کاٹ دی۔ انہوں نے بادشاہی دے کر شہادت کو قبول کر لیا اور حضور ﷺ اور اسلام کے دامن رحمت کو نہ چھوڑا۔ (ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۸۴)

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

(العبد سکین: نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ، دربار پیر خانہ از جینڈر شریف نزد کڑیانوالہ ضلع گجرات، پاکستان)

وفد حارث بن کعب

حضور ﷺ کی خدمت میں جب یہ حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں تم کس طرح فتح حاصل کیا کرتے تھے۔انہوں نے عرض کیا کہ ہم باہم اختلافات بھلا کر دشمن کے ساتھ جنگ کرتے اور کسی پر ظلم نہیں کیا کرتے تھے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا۔اس سے پہلے حضور ﷺ نے ان لوگوں کی گوشمالی کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا جس کے نتیجے میں ان کا وفد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گیا تھا۔

وفد رفاعہ بن زید الخزاعی

حضور سرور کائنات رونق بزم دو جہاں آقا دو جہاں ﷺ کی خدمت عالیہ میں رفاعہ بن زید الخزاعی حاضر ہوئے تھے۔یہ اپنے ساتھ ایک غلام لے آئے۔اسے حضور ﷺ کی نذر کیا۔یہ حضور ﷺ پر ایمان لے آئے۔جب یہ واپس جانے لگے تو حضور ﷺ نے انہیں مکتوب گرامی ان کی قوم کی طرف دیا اس میں تحریر تھا۔

"یہ مکتوب محمد رسول اللہ (ﷺ) نے رفاعہ کے لئے تحریر کیا ہے۔میں اسے امیر بنا کر بھیج رہا ہوں۔تاکہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول (علیہ السلام) کی طرف بلائے۔جو ان کی دعوت قبول کرے گا۔تو وہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے گروہ میں داخل ہو جائے گا اور جو انکار کرے گا۔اسے غور و فکر کے لئے دو ماہ کی مہلت دی جائے گی"۔

رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت اسلام پر سب قبیلہ والوں نے لبیک کہا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے۔اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے حضور ﷺ کے ذریعے اس کو ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔

وفد ہمدان

حضور ﷺ نے اس خوش قسمت قبیلہ والوں کے لئے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا:

نعم الحی الھمدان وما اسرعھا الی النصر۔

"قبیلوں میں ہمدان بہترین قبیلہ ہے۔مدد کرنے کے لئے وہ کس تیز رفتاری سے آگے بڑھتے ہیں۔اور جہد و مشقت کے وقت وہ کس صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔اس میں اسلام کے ابدال و اوتار ہیں۔(ضیاء النبی ۶۸۷۔سبل الھدیٰ ۶۵۷)

ہمدان کے یہ لوگ حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں مالک بن نمط جو کہ ایک بہت بڑا شاعر تھا کے ساتھ 1056 حاضر ہوئے۔ یہ لوگ حضور ﷺ کی غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد حاضر خدمت ہوئے۔ اس آدمی نے حضور ﷺ کی خدمت میں اپنے چند شعر پیش کئے۔ اس وقت انہوں نے یمنی لکیر دار چادریں اوڑھی تھیں اور عدنی عمامے باندھے ہوئے تھے۔

(ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۸۵،۶۸۶،سبل الہدیٰ جلد ۶ صفحہ ۶۵۷)

وفد تجیب

حضور سرور دوعالم ﷺ کی خدمت عالیہ میں ان کا تیرہ رکنی وفد حاضر ہوا۔ یہ لوگ بھی کندہ کے قبائل میں سے تھے۔ یہ لوگ اپنے ہمراہ اپنے مالوں کے صدقات اور زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ انہیں واپس لے جا کر اپنے ہی غرباء میں تقسیم کر دو۔

کتنا اچھا حضور ﷺ نے ہمیں طریقہ سکھایا ہمارا نظام مقرر فرمایا جس سے معاشرے میں سب کجیاں سب گمراہیاں دور ہو جاتی ہیں۔ ہر قسم کی محرومیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

دنیا کے تمام گروہوں اور فرقوں میں جس نے اسلام کے اس اصول کو اپنایا۔ وہ قوم دنیاوی لحاظ سے کامیاب و کامران ہوگئی۔ ان لوگوں نے قرآن پاک اور سنتوں کو سیکھنے میں بڑے ذوق وشوق کا مظاہرہ کیا۔ حضور ﷺ نے بھی ان پر خصوصی توجہ فرمائی۔

جب یہ جانے لگے تو ان کا دامن عطیات و نوازشات سے بھر دیا۔ اور ان میں ایک نوجوان تھا جس نے عرض کی کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے دل کو غنی کر دے اور مجھ پر رحم فرمائے اور مجھے بخش دے حضور ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔

اللھم اغفر له وارحمه واجعل غناه فی قلبه

اے اللہ اس کی مغفرت فرما۔ اس پر رحم کر (رحمت نازل فرما) اور اس کے دل کو غنی کر دے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور جس کے لئے بھلائی کا ارادہ نہیں فرماتا اس کی آنکھوں کے سامنے فقر و تنگدستی کو کرتا رہتا ہے۔ وہ اسے دیکھتا ہے اور پریشان رہتا ہے۔

حضور ﷺ نے بعد میں منیٰ میں جب ان کے لوگوں سے ملاقات فرمائی تو اس نوجوان کے بارے میں دریافت فرمایا۔ لوگوں نے اس کے استغناء کی بڑی تعریف کی۔ یمن میں جب اکثر لوگ منکر ہو گئے تو یہ نوجوان ثابت قدم رہا۔

(السیرۃ النبویہ احمد زینی دحلان جلد ۳ صفحہ ۳۵،۳۶)

1056

وفد بنی ثعلبہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ چار لوگوں کا وفد مدینہ منورہ میں اس وقت حاضر ہوا تھا جب آقا ﷺ جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم فرما کر واپس لوٹے تھے۔

یہ اس وقت حاضر ہوئے جب نماز تیار تھی۔اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت شروع کی تو حضور ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے کیونکہ عموماً حضور ﷺ حی الصلوۃ حی علی الفلاح کے الفاظ کے دوران اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لاتے تھے اور صحابہ کرام آقا ﷺ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جاتے تھے۔

ان لوگوں نے حضور ﷺ کو دیکھتے ہی عرض کی۔کہ ہم لوگ اپنی قوم کے بھیجے ہوئے ہیں اور اپنے اسلام لانے کا اقرار کرتے ہیں۔اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔"لا اسلام لمن لا ھجرۃ لہ جس نے ہجرت نہیں کی اس کا اسلام معتبر نہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

حیث ما کنتم واتقیتم اللہ فلا یضرکم۔

جہاں کہیں تم ہو۔اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔تمہیں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

یہ بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی۔حضور ﷺ نماز ادا فرما کر گھر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد آقا ﷺ دوبارہ باہر تشریف لائے۔اور ہم سے ہمارے علاقے کے متعلق پوچھا ہم نے عرض کی کہ ہمارا علاقہ نہایت زرخیز اور سرسبز ہے۔کچھ دنوں کے بعد جب ہم جانے لگے تو حضور ﷺ نے ہمیں پانچ پانچ اوقیہ چاندی عنایت فرمائی۔

(ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۸۹)

وفد سعد ہذیم بن قضاعہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں بنی سعد بن قضاعہ کا وفد حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس وقت حاضر ہوا جب کہ حضور ﷺ کا تسلط سارے علاقہ پر پھیل چکا تھا اور جو لوگ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ بھی مسلمانوں سے خوفزدہ تھے۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حاضر ہوئے تو حضور ﷺ اپنے کسی صحابی کی نماز جنازہ پڑھا رہے تھے ہم لوگ ایک طرف ہو کر کھڑے ہو گئے۔حضور ﷺ نے فارغ ہو کر ہم سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کون ہو۔ہم نے عرض کی بنی قضاعہ کی شاخ سعد بن ہذیم سے ہیں۔

حضور ﷺ نے ہم سے دریافت فرمایا کہ تم نے نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی۔ہم نے عرض کی کہ ہم نے آقا ﷺ کی

بیعت کے بغیر جنازہ پڑھنا مناسب خیال نہیں کیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں۔بلکہ جب اور جہاں تم نے کلمہ شہادت پڑھا 1056 تم مسلمان ہو گئے۔

یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ پھر جب ہم واپس اپنے خیموں میں آئے جو ہم نے مدینہ منورہ کے ایک کونے میں لگائے تھے۔تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں دوبارہ بلا بھیجا۔ہم حاضر خدمت ہوئے تو اب ہم اپنے ساتھ سب سے کمسن آدمی جس کو ہم اپنے سامان کے پاس پہلے چھوڑ گئے تھے کو بھی ساتھ لے آئے۔اس نے بھی حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیعت سے شرف حاصل کیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:"**اصغر القوم خادمهم**"۔ جو سب سے کم عمر ہوتا ہے وہ قوم کا خادم ہوتا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ بارک اللہ فیہ۔اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں سے تمہیں نوازے۔اس دعا کی برکت سے وہ علم و فضل میں ہم سب سے برتر ہو گیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے واپسی پر ہمیں پانچ پانچ اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی۔ہم نے واپس جا کر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔تو سارا قبیلہ اسلام لے آیا۔

(ضیاء النبی ۴۔۶۸۹،السیرۃ النبویہ احمد زینی دحلان،۳۷ ۔سبل الہدیٰ ۔۶۔ ۵۲۳)

وفد سلاماں

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت عالیہ میں یہ وفد بعض علماء کے نزدیک ماہ صفر اور بعض کے نزدیک ماہ شوال دس ہجری میں حاضر ہوئے۔اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیبہ سے باہر ایک صحابی کے جنازے کو ادا کرنے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سلام عرض کیا۔آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواب دیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا۔

"**من انتهم**؟ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کی کہ قبیلہ سلاماں سے ہیں۔اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیعت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو وفود کے ٹھہرانے کی جگہ ان کو ٹھہرانے کا حکم دیا۔جب آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز ظہر کے بعد حجرہ شریف اور منبر شریف کے درمیان تشریف فرما ہوئے تو انہوں نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔یہ لوگ تین دن تک آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں حاضر رہے۔اس دوران ایک دن انہوں نے اپنے علاقہ میں قحط اور خشک سالی کی التجا کی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اتنے بلند فرمائے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔

واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے اس قلیل چاندی کی معذرت بھی کی۔انہوں نے عرض کی کہ یہ تو بہت زیادہ اور پاکیزہ انعام ہے"۔

جب یہ وطن واپس پہنچے تو انہوں نے یہاں لوگوں سے سنا کہ جس وقت جس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بارش کی دعا کی تھی اسی وقت اسی دن خوب بارش برسی۔

1056

وفد غامد

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں یہ دس ہجری میں دس کی تعداد میں حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دین کے مسائل سیکھے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک تحریر بھی عطا فرمائی انہوں نے ایک آدمی بقیع مرقد میں اپنے خیموں میں اپنے سامان کی حفاظت کے لئے چھوڑا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا آدمی سوگیا ہے اور ایک آدمی تھیلا لے گیا ہے۔ایک آدمی نے کہا کہ یہ تھیلا میرا ہے تھوڑی دیر بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا تھیلا اسے مل گیا ہے جب یہ لوگ اس کے پاس گئے تو اس نے بتایا کہ میں واقعی سوگیا تھا اور کوئی میرا تھیلا لے گیا۔میں باہر نکلا تو میں نے ایک آدمی کو میں نے دیکھا۔میں اس کی طرف گیا تو اس نے دوڑ لگا دی۔میں نے اس کو جا لیا اور اس نے تھیلے کو جہاں زمین میں دبایا ہوا تھا اس کو نکال لیا۔واپس آ کر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ہو بہو جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واپسی کے وقت ان کو بھی عطیات عطا فرمائے۔اور جب تک یہ مدینہ طیبہ میں رہے۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو قرآن پاک کی سورتیں یاد کرواتے رہے۔

(ضیاء النبی ۴۔۶۹۳ تا ۶۹۰) (السیرۃ النبویہ۔احمد بن زینی دحلان ۳۔۴۶ تا ۴۷، زاد المعاد ۳۔۶۷۱)

وفد آزد

حضور آقا ﷺ (فداوامی وابی) مکین لامکان ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں یہ لوگ بڑی خوبصورت شکلیں بنا کر اور پاکیزہ لباس زیب تن کر کے حاضر ہوئے۔حضور ﷺ نے ان کو پسند فرمایا اور دریافت فرمایا تم کون لوگ ہو۔انہوں نے اپنے متعلق بتایا اور مزید کہا کہ ہم ایماندار لوگ ہیں۔حضور ﷺ ان کی یہ بات سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا کہ ہر بات کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہے۔تمہاری اس بات کی کیا حقیقت ہے۔انہوں نے عرض کی کہ ہم میں پندرہ خصلتیں ہیں جن میں سے پانچ آپ ﷺ کے لوگوں نے پانچ خود آپ ﷺ نے سکھائی ہیں اور پانچ خصلتیں زمانہ جاہلیت سے ہم میں ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ کون سی

انہوں نے عرض کی کہ پانچ خصلتیں جو آپ ﷺ کے لوگوں نے ہمیں سکھلائی ہیں ان میں اللہ پر۔اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر' اس کے رسولوں پر اور یوم قیامت اور قدر پر ایمان ہے اور جو خود آقا ﷺ نے ہمیں سکھلائی ہیں اُن میں اس بات کا اقرار کہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ۔ اور نماز کو قائم کرنا ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔زکوٰۃ ادا کرنا۔اور استطاعت ہو۔تو حج کرنا۔اور زمانہ جاہلیت کی پانچ خصلتیں۔

خوشحالی کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔

مصیبت میں صبر کرنا۔

اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلہ پر راضی رہنا۔

دشمن سے مقابلہ کے وقت ثابت قدم رہنا۔

اور دشمن کو اس کی مصیبت پر مطعون نہ کرنا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ حکماء وعلماء ہیں آقا ﷺ نے فرمایا کہ میں ان میں پانچ مزید خصلتوں کا اضافہ کرتا ہوں تا کہ یہ بیس ہو جائیں۔

فلو تجمعو ما لا تاکلون ولا تبنو مالا تسکون ولا تنافسو فی شیءٍ و انتم عدًا عنه زائلون و اتقو الله الذی الیه ترجعون وارغبو فیما علیه تقدمون و فیه تخلدون۔

۱۔ وہ خوردنی چیزیں جنہیں تم نے کھانا نہیں ان کے ڈھیر نہ لگاؤ۔

۲۔ بغیر ضرورت مکانات نہ تعمیر کرو کہ جن میں تم نے رہنا نہیں۔

1056

۳۔ ایسی چیز کے حصول میں سبقت نہ لے جاؤ جس سے کل تمہیں دستبردار ہونا پڑے۔

۴۔ اللہ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے اور جس کے روبرو تمہیں پیش ہونا ہے۔

۵۔ اس چیز کی رغبت کرو جہاں تم نے جانا ہے اور ہمیشہ رہنا ہے۔

حضور ﷺ نے ان کو بہت سے عطیات دے کر واپس لوٹایا۔

(خاتم النبین ۲۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۱۔ زاد العاد ۳۔ ۶۷۲، ضیاء النبی ۴۔ ۶۹۴)

وائل بن حجر

حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی خدمت عالیہ میں وائل بن حجر اپنا تخت و تاج آرام و آسائش محلات باغات غلام وغیرہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جونہی اس کو حضور ﷺ کے متعلق اطلاع ملی چلا آیا۔ اور بخوشی حضور ﷺ کے دین میں داخل ہوگیا۔ یہ حضرموت کے بادشاہوں کی اولاد میں سے تھا۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے اس کے لئے اپنے ہاتھوں مبارک سے اپنی چادر بچھائی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس پر اسے بٹھایا۔ اس کے بعد حضور ﷺ جب منبر پر تشریف فرما ہونے لگے تو منبر پر اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو بتایا۔

''اے لوگو یہ وائل بن حجر ہے۔ جو بڑے دور دراز کے علاقے حضرموت سے تمہارے پاس آیا ہے اور اپنی آزاد مرضی سے آیا ہے۔ کسی نے اس کو مجبور نہیں کیا۔ یہ اللہ کی رضا اور اس کے رسول (ﷺ) کی رضا کا طلبگار بن کر آیا ہے۔ یہ بادشاہوں کی باقی ماندہ اولاد سے ہے''۔

حضور ﷺ نے لوگوں کو اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا۔

اس نے عرض کی کہ حضور ﷺ میں نے اپنی بادشاہی اپنے محلات و باغات و آرام و آرائش صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے چھوڑے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ''صدقت'' تو نے سچ کہا ہے۔ اس نے شکایت کی کہ اس کے خاندان والوں نے اس سے مملکت چھین لی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس سے دوگنی مملکت کا سربراہ تمہیں بنا دوں گا۔

صحابہ کرام نے وائل بن حجر کو بتایا کہ حضور ﷺ نے آپ کی آمد کے متعلق ہمیں تین دن پہلے ہی بتا دیا تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اِسے ایک مکان میں ٹھہرانے کے لئے ساتھ لے جانے کا حکم فرمایا۔ راستے میں وائل بن حجر کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ننگے پاؤں ہونے کی وجہ سے گرم گرم سنگریزوں کے اوپر چلنا پڑا تو انہوں نے حضرت وائل بن حجرؓ کو اپنی سواری کے پیچھے بٹھانے کے لئے کہا۔ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو۔ جنہیں بادشاہ اپنے پیچھے بٹھاتے ہیں انہوں نے پھر عرض کی کہ تم اپنے جوتے ہی (تھوڑی دیر کے لئے) مجھے دے دو۔ انہوں نے کہا کہ جوتے تو اب میں نے پہن لئے ہوئے ہیں۔ انہیں نہیں اتار سکتا۔ تم میری اونٹنی کے سائے میں چلتے رہو۔

1056

تمہارے لئے یہی شرف کافی ہے۔

(ضیاء النبی ۴۔ ۶۹۶ خاتم النبیین ۲۔ ۱۱۵۲،سبل الہدیٰ ۶۔ ۶۶۵۔دلائل النبوۃ۔ ۵۔ ۳۴۹۔اسرۃ النبویہ ۴۔ ۱۵۴)

حضور ﷺ نے اپنی نبوت کے نور سے وائل بن حجر کی طبیعت کو پہچان لیا تھا۔ اور اسی لئے ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس میں سے یہ بھی بات نکلتی ہے کہ بعض لوگ نیک ہونے کے باوجود اپنی طبیعت کے ہاتھوں بعض دفعہ مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان سے درگزر کرنا چاہئے بلکہ زندگی میں ہر ایک سے درگزر کرنا چاہئے۔ ایک دن میں صاحبزادہ بشیر الدین معظمی قمر العلوم گجرات میں جو کہ شیخ الحدیث اور عالم ہیں کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو آپ فرمانے لگے کہ آدمی کو چاہئے کہ اگلے کا پورا حق ادا کرے اور اپنا حق معاف کر دے۔

اور میرے پیرو مرشد خواجہ گوہر الدین قدس سرہ رضی اللہ عنہ کے پوتے خواجہ میاں محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا وصال فرما گئے ہیں کے پاس جب بھی کوئی بھی جاتا تو اس کی اتنی خاطر مدارت کرتے کہ وہ ان کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ اور ہمیشہ اس سے اتنی محبت سے پیش آتے اس کے مسائل بڑی ہمدردی سے سنتے اور بحر بے کراں کی طرح سخاوت فرماتے تھے اور اس کی کمزوریوں غلطیوں سے ہمیشہ درگزر فرماتے تھے۔ (السیرۃ النبویہ،ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۵۴) (از دربار جیینڈ شریف گجرات)

وفد النخع

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ دوسو افراد کا وفد جو یمن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر پہلے بیعت ہوگیا ہوا تھا۔ آقا ﷺ کی بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ یہ وفد محرم میں گیارہ ہجری کو حاضر ہوا۔ اس کو رملہ بن حارث کے گھر میں ٹھہرایا گیا۔ زیادہ تر مہمان انہی کے گھر میں ٹھہرائے جاتے تھے اس کو دارالاضیاف کہتے تھے یہاں تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد یہ وفد حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور سب نے حضور ﷺ کے دست مبارک پر دوبارہ بیعت کی ان میں سے ایک آدمی زرارہ بن عمرو نے آقا علیہ السلام سے اپنے ایک خواب کے متعلق عرض کیا کہ اس نے ایک خواب دیکھا ہے کہ اس کی گدھی نے ایک سیاہی مائل بچہ جنا ہے اور اس نے نعمان بن منذر کو بڑے خوبصورت لباس اور کانوں میں آویزے اور ہاتھوں میں کڑوں کے ساتھ دیکھا ہے اور ایک بوڑھی عورت کو زمین سے باہر نکلتے دیکھا ہے۔ اور زمین سے آگ نکلتی دیکھی ہے جو میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان حائل ہوگئی ہے۔

حضور ﷺ نے اس کو نزدیک کر کے پوچھا کہ کیا تمہارے جسم پر کوئی برص کا نشان ہے جسے تم ہمیشہ چھپاتے رہتے ہو۔ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ہیں۔ اس برص کا میرے سوا کسی اور کو پتہ نہیں تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی جو حاملہ کنیز چھوڑ کر آئے تھے اس نے تمہارا سیاہی مائل سرخ بچہ جنا ہے اور اس کی یہ

رنگت تمہارے برص کے داغ کی وجہ سے ہے۔اور نعمان بن منذر کو جو تو نے شان وشوکت سے دیکھا ہے۔اس سے مراد ملک عرب ہے۔جو اپنی شان وشوکت سے ظہور پذیر ہوگا۔اور بوڑھی عورت جو زمین سے نکل رہی ہے یہ دنیا کی باقی ماندہ عمر ہے اور جو آگ تو نے زمین سے نکلتی دیکھی ہے۔وہ فتنہ ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا اور تیرے اور تیرے بیٹے کے درمیان حائل ہو جائے گا اگر تیرا بیٹا مرگیا تو تو اس فتنہ کو پائے گا اور اگر تو مرگیا تو تیرا بیٹا اس فتنہ کو پائے گا انہوں نے عرض کی کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں اس فتنہ کو نہ پاؤں حضور ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔"اے اللہ اس فتنہ سے اس کو بچانا" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس فتنہ سے بچا لیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا اس فتنہ میں مبتلا ہوگیا۔اور وہ فتنہ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سے شہید کرنے کے بعد ہٹانے کا تھا اس کے متعلق حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اپنے امام کو قتل کریں گے اور آپس میں ایک دوسرے سے لڑیں گے اور جو بدکار ہے وہ اپنے آپ کو صالح ترین سمجھے گا اور مومن کا خون مومن کے نزدیک پانی سے بھی ارزاں ہو جائے گا۔(ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۹۶،۶۹۷)

یارسول اللہ ﷺ اُمت مرحومہ پر کرم فرمائیں

اور اگر اس وقت یہ حالت ہوگئی تھی تو آج کا تو اللہ ہی حافظ ہے وہ تو حضور ﷺ کا قریب ترین زمانہ تھا اور آج تو چودہ سو سال سے بھی اوپر وقت گزر چکا ہے۔یارسول اللہ ﷺ اب ہم کس کے دامن میں پناہ لیں۔کون ہمیں بچائے گا۔ہم کس کے دروازے پر جا کر دستک دیں کون ہم بےکسوں' بے آسروں کو تھامے گا یارسول اللہ ﷺ آپ کی امت در بدر ٹھوکریں کھا رہی ہے۔اغیار اس پر ہنس رہے ہیں اس کے خون کے درپے ہیں۔اور ہم مسلمانوں کے لئے بھی ایک دوسرے کا خون ٹھنڈے پانی سے بھی مرغوب تر ہوگیا ہوا ہے ہم بدکار لوگ اپنے آپ کو نیک ترین لوگ سمجھ رہے ہیں۔سخت ترین طوفانوں کی آندھیوں میں ہم تنکوں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں وہ جدھر چاہتی ہیں ہمیں اڑا اڑا کر لے جا رہی ہیں۔یارسول اللہ ﷺ آپ ہی تو ہمارے آخری نبی ﷺ ہیں آپ کے ہوتے ہوئے ہم کس کے دروازے پر جائیں۔آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر ایک کو سنتے ہیں اور تمام حالات آپ کے سامنے ہیں۔اپنی امت کی بےکسی پر رحم فرمائیں اور اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری مغفرت کے لئے التجا فرمائیں۔یہ وہی امت مرحومہ ہے جس کے لئے آپ ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے رہتے ہوئے اپنے پاؤں سجا لیتے تھے۔

آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ یقیناً آپ ﷺ کے صدقے میں ہمارے گناہوں کی ہمیں معافی عطا فرمائے گا اور اس امت مسلمہ کو ایک دفعہ پھر انشاء اللہ بلند فرمائے گا کہ ان کو دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو پھر خوش فرما دے گا اور یہ سب کچھ آپ ﷺ کی دعا کی وجہ سے ہی ہوگا اور قیامت کو آپ ﷺ کے صدقے میں ہی انشاء اللہ تعالیٰ اس گناہ گار امت کو بخش دے گا۔

یا اللہ ہمارے آخری نبی حضرت محمد ﷺ جو ہمارے آقا و مولہ ہیں اور جن کے نام کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ 1056 جو تیرے محبوب ﷺ ہیں کو ہمارا وسیلہ بنا دے اور ان کے درجات کو بلند سے بلندتر فرما اور قیامت کو حضور علیہ السلام کو اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہم کو قیامت کے دن ان کی شفاعت سے سرخرو فرما۔ تو یقیناً اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا یا اللہ اگر ہم سے کوئی بھول چوک یا عمداً گناہ ہو جائے تو اس پر ہماری گرفت نہ فرما۔ یا اللہ جو بوجھ تو نے پہلی امتوں پر ڈالا تھا وہ بوجھ ہم پر نہ ڈال۔ اور یا اللہ جس بوجھ کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں وہ بوجھ بھی ہم پر نہ ڈال۔ ہمیں معاف فرما۔ ہمیں بخش دے۔ ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مولا ہے اور کافروں کے خلاف ہماری مدد فرما۔ آمین بجاہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ وصلما تسلیما کثیراً کثیرا برحمتک یا ارحم الرحمین۔ یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین۔

(احقر العباد نثار النبی بن محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ، از دربار جیبنڈ شریف گجرات)

واثلہ بن اسقع

یہ حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں اس وقت حاضر ہوئے جب آقا ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ انہوں نے پچھلی صف میں نماز ادا کی۔ نماز کے بعد حضور ﷺ نے ان سے فرمایا ماحاجتک۔ تم کس مقصد کے لئے آئے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ اسلام قبول کرنے کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے پھر آقا ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم ہجرت کا ارادہ رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کی، بیشک فرمایا کون سی ہجرت! کیا تم اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے اہل خانہ کے پاس واپس چلے جاؤ گے یا ادھر ہی رہو گے انہوں نے عرض کی کہا جونسی اچھی صورت ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ہمیشہ ادھر رہو۔ یہ ہجرت بہتر ہے پھر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا۔

"علیك بالطاعة فی عسرك و یسرك و منشك و مكرهك"

''تنگ دستی اور خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار رہو اور خوشی اور ناپسندیدگی کی حالت میں بھی'' (اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار رہو) انہوں نے عرض کی کہ بیشک حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بیعت کے لئے بڑھایا اور فرمایا کہ کہو کہ "فیما استطعت" کہ جتنی میری طاقت ہوگی۔ (ضیاء النبی ۴۔۶۹۸۔سبل الھدیٰ ۶۔۶۶۷)

اشعریوں اور اہل یمن کی آمد

صحیح بخاری شریف کے مطابق حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں قبیلہ بنی تمیم کے چند افراد حاضر خدمت ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اے بنی تمیم تمہیں بشارت ہو۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہمیں بشارت دی ہے تو مال بھی دیں۔ ان کے اس طرح گستاخانہ جواب کو سن کر حضور ﷺ کے چہرے کی رنگت تبدیل ہوگئی۔

کچھ دیر بعد یہ اہل یمن کا وفد حاضر ہوا تو آقا ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں نے بنو تمیم کو بشارت دی۔ لیکن انہوں نے 1056 اس بشارت کو قبول نہیں کیا۔ اب میں تمہیں بشارت دیتا ہوں تم اس کو قبول کرو انہوں نے عرض کی کہ ہم بصد شوق حضور ﷺ کی دی ہوئی بشارت قبول کرتے ہیں۔

انہوں نے دین کی تعلیم حاصل کرنے کا شوق ظاہر فرمایا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ م یہ فرمائیں کہ اس کائنات کی تخلیق کی ابتدا کس طرح ہوئی؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ پہلے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ تھی۔ اس کے علاوہ اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اور اس کا عرش پانی کے اوپر تھا اور اس نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں تحریر کر دیا تھا۔

حضور ﷺ کو اہل یمن سے بہت محبت تھی۔ کیونکہ مدینہ منورہ کے اصلی رہائشی اوس وخزرج قبیلہ والوں کا اصل مسکن یمن ہی تھا۔

اہل یمن کے آنے سے پہلے حضور ﷺ نے ان کے متعلق بشارت دی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایسی قوم آنے والی ہے جن کے دل تم سب سے زیادہ رفیق اور نرم ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

جاء اهل اليمن هم ارق سے مطلع الشمس تک۔

اہل یمن آ گئے ہیں۔ ان کے دل بڑے نرم اور رقیق ہیں۔ ایمان بھی یمنیوں کا ہے اور حکمت و دانائی بھی یمنیوں کا حصہ ہے۔ تسکین وطمانیت بکریاں پالنے والوں میں ہے اور اونٹوں کے مالکان میں فخر وغرور زیادہ ہوتا ہے۔ اور ان کا مسکن مشرقی طرف ہے۔ (زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۶۱۸، خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۱۱۵)

وفد دوس

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں قبیلہ دوس کا سردار طفیل بن عمرو دوسی مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا تھا۔ یہ واقعہ پہلے مکہ مکرمہ کے حالات میں تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔ مکہ کے کفاروں نے ان کو حضور ﷺ کے پاس جانے سے منع کیا کہ ان کا جادو (نعوذ باللہ) تم پر چل جائے گا تو انہوں نے کانوں میں روئی ٹھونس لی لیکن ایک دن حضور ﷺ کی تلاوت مسجد حرم میں نماز کے دوران سنی تو آقا ﷺ کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے آپ ﷺ کے گھر مبارک جا پہنچے اور حضور ﷺ سے اسلام کے متعلق سنا اور قرآن پاک کی تلاوت سنی تو اس وقت کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھ کر ایمان لے آئے۔ اس کے بعد اپنے قبیلہ والوں کو اسلام کی دعوت دی اور حضور ﷺ سے قبیلہ والوں کی ہدایت کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آقا ﷺ نے ان کے لئے

دعا کی تو سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ 1056

پھر یہ غزوہ خیبر کے موقع پر اپنے قبیلہ کے ستر گھرانے والوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے۔حضور ﷺ نے ان کو مال غنیمت سے بھی حصہ عنایت فرمایا۔

حضور ﷺ کی رحلت کے بعد قبیلہ دوس نے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر طلیحہ اسدی کو شکست دی۔اور اس کے بعد یہ قبیلہ مسلمہ کذاب کے لشکر کے خلاف دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر معرکہ آراء ہوا۔اور اس کو شکست دی۔اسی جنگ میں حضرت طفیل بن عمرو دوسی شہادت کے منصب پر فائز ہوئے اور ان کے بیٹے کو شدید زخم آئے جو کہ بعد میں عہد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں جنگ پر موق میں شہید ہوئے۔

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنے لئے پسند فرما لیتے ہیں اور جو ان کی طرف رجوع کرتا ہے اس کو اپنی راہیں بتاتیں ہیں۔ ہدایت عطا فرماتے ہیں۔(زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۶۲۲ تا ۶۲۸)

وفد مزنیہ

آ قا دو جہاں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں خزاعی بن عبد سہم دوسرے نو لوگوں کے ساتھ حاضر ہوا یہ کل دس افراد تھے جو ایمان لائے اور یہ اپنے قبیلہ میں جا کر تبلیغ کرتے رہے۔ پہلے تو ان کے قبیلہ والوں نے صاف انکار کر دیا لیکن پھر یہ آہستہ آہستہ مسلمان ہونے لگے۔ دوسری دفعہ چار سو کی تعداد میں اس قبیلہ کا وفد حاضر خدمت ہوا اور اسلام کی تعلیمات حاصل کیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے زیبا سے اپنی آنکھوں کو سیراب کیا اور اپنے دلوں میں ایمان کی حکمت کو بھرا۔

جب یہ واپس جانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کو راستے کے لئے (زاد راہ کے طور پر) کچھ دینے کے لئے حکم فرمایا۔ آپ نے عرض کی کہ میرے پاس تو بہت تھوڑی کھجوریں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ان کو حکم دیا کہ جائیں اور ان کے زاد راہ کا بندوبست کریں۔

یہ ان کو لے کر جب اپنے گھر کی دوسری منزل پر پہنچے تو کھجوروں کا ایک ڈھیر پڑا ہوا پایا۔ خاکروبی رنگ کا ایک اونٹ بیٹھا ہوا ہے۔ سب لوگوں نے اپنے تھیلے وغیرہ بھر لئے۔ اور اس ڈھیر میں سے گویا ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت تھی۔ (خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۱۰۱، ۱۱۰۲)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آج بھی ویسی ہی برکت کا سوال کرتے ہیں ہم سب کی جھولیوں کو بھر دیں۔ یا برکت النبی تعالیٰ و آنزلی ثم لا ترتحلی۔

''اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت تو آ اور ہم پر ایسی نازل ہو کہ پھر تو کبھی واپس نہ جا''۔

(نثار النبی بن محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ، دربار جیبنڈ شریف گجرات پاکستان)

وفد فزارہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں یہ وفد تقریباً دس یا پندرہ افراد کے ساتھ عیینہ بن حصن کے کمسن بھتیجے حسن بن قیس کے ساتھ حاضر خدمت ہوا اور اسلام لا کر اپنی روحوں کو سیراب کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کر کے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھائی۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے علاقہ کی قحط سالی کے متعلق عرض کی کہ مویشی ہلاک ہو رہے ہیں اور سبزے کا نام ونشان نہیں ہے۔ اور کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں۔ خدارا ہم پر رحم فرمائیں۔

ان کی حالت زار کو دیکھ کر رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رقت طاری ہوگئی۔ آپ منبر پر تشریف لے آئے اور اپنے ید بیضاء

اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کے لئے دراز فرما دیئے۔ رحمت الٰہی دوڑ کر آئی اور ان کے علاقوں میں اتنی بارش ہوئی کہ قحط کا نام و نشان مٹ گیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

اللهم اسق بلادك و بهائمك وانشر رحمتك و احی بلادك الميته۔ اللهم اغثنا مغيثا مريعًا و اسقا عاجلا غير اجل نافعًا غير ضارً اللهم اسقيًا رحمة الاسقياء و لا عذاب ولا معد ولا غرق ولا محق اللهم اسقنا الغيث وانصرنا على الاعدآءِ۔

''اے اللہ اپنے شہروں اور مویشیوں کو سیراب فرما۔ اپنی رحمت کو اپنی مخلوق پر پھیلا دے اور قحط سالی سے مردہ بستیوں کو دوبارہ زندہ فرما دے۔ اے اللہ ہم پر ایسی بارش نازل فرما۔ جو فریاد رسی کرنے والی ہو آرام پہنچانے والی ہو، سرسبز و شاداب کرنے والی وسیع خطے پر ہو جو جلدی ہو، تاخیر سے نہ ہو۔ نفع دینے والی ہو، ضرر دینے والی نہ ہو۔ اے اللہ یہ تیری رحمت کا باعث ہو۔ عذاب کا باعث نہ ہو۔ اس سے مکان نہ گریں۔ مویشی نہ ڈوبیں۔ اور کوئی چیز جل نہ جائے۔ اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب فرما اور دشمنوں پر غلبہ عطا فرما۔''

یہ دعا خاص کر سیلاب زدہ علاقوں کے لوگوں تک پہنچانی چاہیے۔

سبحان اللہ حضور ﷺ ہمیشہ ایسے جامع الفاظ میں دعا فرماتے تھے۔ ایسے محبت کے الفاظ استعمال فرماتے تھے کہ ہر ہر چیز کی تفصیل اس میں شامل ہوتی تھی۔ آج بھی ہماری قوم اللہ تعالیٰ کے حضور میں حضور ﷺ کی دعاؤں کا وسیلہ رکھ کر معافی مانگتی رہے اور گناہوں سے باز آ جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم پر بے اندازہ نازل ہو اور اللہ تعالیٰ ہمیں دشمنوں کے خلاف فتح عطا فرما دیں اور حضور ﷺ کی دعاؤں کے صدقے میں ہمیں آسمانی اور زمینی بلاؤں سے نجات عطا فرمائیں اور ہر قسم کے حادثات سے محفوظ رکھیں اور ہمارے دیہاتوں اور شہروں کو سیلاب اور ہر قسم کی آفتوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین بجاہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ۔

وفد بہرا

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ تیرہ افراد پر مشتمل یہ وفد حاضر ہوا۔ یہ سب سے پہلے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچے۔ آپ نے اسی وقت وہ حلوہ جو اپنے گھر والوں کے لئے بنایا ہوا تھا سارے کا سارا ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ انہوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ یہ پھر بھی بچ گیا۔ پھر ان کے تمام گھر والوں نے کھایا پھر بھی بچ گیا۔ پھر اس حلوے کو انہوں نے اپنی لونڈی سدرہ کے ہاتھ حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں بھیجا۔ اس وقت آقا ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے ہاں تشریف فرما تھے۔آ قا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی نوش فرمایا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کھلایا۔ یہ پھر بھی بچ گیا۔ 1056 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا ضباعہ نے بھیجا ہے اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہمانوں کے متعلق پوچھا انہوں نے عرض کی کہ وہ ہمارے ہاں تشریف فرما ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچا ہوا حلوہ مہمانوں کے لئے لے جانے کا حکم دیا۔آپ فرماتی ہیں کہ میں نے حلوے کا پیالہ اپنی مالکن کو پیش کیا جتنے دن مہمان ہمارے ہاں رہے۔وہ یہ مزیدار حلوہ تناول کرتے رہے۔

لیکن وہ جوں کا توں رہا۔آخر انہوں نے پوچھ لیا کہ اتنا لذیذ حلوہ آپ لوگ دن میں کئی دفعہ ہمیں کھلاتے ہیں۔ہم تو یہ لذیذ کھانے کبھی کبھار کھاتے ہیں۔ان کو بتایا گیا کہ اس حلوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیاں لگی ہیں اور یہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی برکت ہے کہ یہ ختم نہیں ہو رہا۔ یہ سن کر سب نے بے اختیار پڑھا۔

نشھد انه رسول الله۔

ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

وہ وقت جو ان کے مقدر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کا لکھا تھا تمام کرنے کے بعد یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہونے لگے۔تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بھی انعام واکرام سے سرشار فرمایا۔

کتنے خوش قسمت تھے وہ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور ایمان وحکمت کو اپنے دلوں میں بھرتے رہے۔(خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۱۳۹)

وفد بہراء

یہ لوگ یمن کے علاقہ بہراء سے حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حاضری کے لیے آئے۔ یہ تعداد میں تیرہ تھے۔ یہ سیدھے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔اس دن آپ نے ایک نہایت ہی لذیذ حلوہ پکا کر حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں سدرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نامی خاتون کے ہاتھ بھیجا۔اس وقت آقا علیہ السلام ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے۔حضور علیہ السلام نے سب اہلِ خانہ اور سدرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی حلوہ کھلایا۔اور خود بھی نوش فرمایا اور بقیہ حلوے کو واپس مہمانوں کے لیے بھیج دیا۔حضور علیہ السلام کی برکت سے یہ مہمان جب تک مدینہ طیبہ رہے یہ حلوہ کھاتے رہے۔وہ حیران ہو کر کہتے کہ ہم نے تو مدینہ میں خوراک کی قلت کے متعلق سنا تھا لیکن یہ سب حضور علیہ السلام کی برکت ہے وہ بار بار کہتے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

وہ جب تک مدینہ طیبہ رہے۔قرآن پاک کی سورتیں یاد کرتے رہے۔الوداع کے وقت حضور علیہ السلام نے ان کو بھی دوسروں کی طرح انعام واکرام سے نوازا۔(خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۱۴۰،زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۶۵۶)

1056

وفد بنی عذرہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں صفر نو ہجری میں بارہ افراد کا وفد حاضر خدمت ہوا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کس قوم سے ہیں۔ انہوں نے اپنے متعلق بتایا کہ وہ عذرہ کی اولاد سے ہیں اور عذرہ ماں کی طرف سے قصی کا بھائی تھا۔ حضور علیہ السلام نے ان کو مرحبا کہا اور فرمایا کہ تم اپنے گھر والوں کے پاس آ گئے ہو۔

حضور ﷺ نے ان کو شام کے علاقے کی فتح کی خوشخبری سنائی۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ یرموک میں یہ فتح ہوا اور ہرقل شاہ روم کو شکست فاش ہوئی۔

حضور ﷺ نے ان کو کاہنوں وغیرہ کے پاس جانے سے منع فرمایا۔ (خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۱۴۱)

وفد بلی

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ وفد ابوخبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ربیع الاول نو ہجری کو حاضر ہوا۔ اور یہ لوگ اپنے رشتہ دار ردیفع بن ثابت البلوی کے گھر ٹھہرے۔ یہ اپنی قوم کے لوگوں کو ساتھ لے کر بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مرحبا بک و بقومک۔ میں تمہیں اور تمہاری قوم کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ان سب لوگوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت فرمائی اور اسلام قبول کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

الحمد للہ الذی ھداکم للاسلام۔

میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی حمد وثنا کرتا ہوں جس نے تم لوگوں کو دین اسلام کی ہدایت بخشی۔

آقا ﷺ نے مزید فرمایا ''جو شخص بھی دین اسلام کو قبول کئے بغیر مرے گا وہ دوزخ کا ایندھن بنے گا''۔

ابوحبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے مہمانوں کی ضیافت کا بڑا شوق ہے۔ کیا مجھے اس پر ثواب ملے گا۔ آقا ﷺ نے فرمایا ''ہر اچھا کام جو تم کسی امیر یا غریب کے ساتھ کرو۔ اس کا تمہیں ثواب ملے گا''۔

اس نے عرض کی کہ (مہمانی کی) ضیافت کی مدت کتنی ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ تین دن۔ اس کے بعد صدقہ ہے۔ مہمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمہارے پاس تین دن سے زیادہ قیام نہ کرے''۔ (تا کہ میزبان کو تکلیف نہ ہو)

پھر اس نے عرض کی کہ گمشدہ بھیڑ بکری اگر جنگل سے مل جائے تو کیا حکم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ گے یا تمہارا بھائی ورنہ بھیڑیا اسے اچک لے جائے گا۔ پھر اس نے گمشدہ اونٹ کے بارے میں جو جنگل سے ملے حکم پوچھا۔ آقا ﷺ نے فرمایا مالک ولہ ''تیرا اس سے کیا واسطہ'' اسے چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ خود اس کا مالک اسے پالے''۔

جتنے دن یہ مدینہ میں رہے حضور ﷺ اکرم ان کے پاس کھجوروں کا تحفہ لے کر حضرت ردفیعؓ کے گھر جایا کرتے تھے اور فرماتے کہ اپنے مہمانوں کی میزبانی میں ان کھجوروں کو بھی استعمال کرو۔ (ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۷۰۸، ۷۱۰)

وفد زومرہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں زومرہ کا تیرہ رکنی وفد بھی دوسرے وفود کے آگے پیچھے ہی حاضر خدمت ہوا۔ ان کا سردار حارث بن عوف تھا۔ ان لوگوں نے عرض کی۔ کہ ہمارا جداعلیٰ غالب بن لوی ہی تھا اس طرح ہمارا نسب بھی آپ ﷺ سے جا ملتا ہے ہم لوگ بھی آپ ﷺ کے خاندان سے ہی ہیں۔ حضور ﷺ ان کی بات سن کر مسکرا دیئے۔ انہوں نے اپنے علاقے میں قحط کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے بارش کی دعا فرمائی۔

اللهم اسقهم الغيث۔

اے اللہ جل شانہٗ انہیں بارش سے سیراب فرما۔

اللہ تعالیٰ نے فوراً اپنے پیارے حبیب پاک ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور اسی وقت ان کے علاقے میں اتنی بارش ہوئی کہ پانی کے تالاب بھر گئے۔ ہر طرف جل تھل ہوگئی اور سبزہ ہی سبزہ اگ آیا اور قحط کا نام ونشان نہ رہا۔

واپسی پر حضور ﷺ نے ان سب کو دس دس اوقیہ اور ان کے سردار حارث بن عوف کو بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔

(خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۱۴۳، زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۶۶۱)

وفد حولان

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں ان کا دس رکنی وفد ماہ شعبان دس ہجری میں حاضر خدمت رہا۔ ان کا قبیلہ پہلے ہی مسلمان ہوگیا تھا۔ یہ بڑی دور دراز کی مسافتیں طے کر کے حاضر خدمت ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کو ان کے اونٹوں کے ہر قدم کے بدلے میں نیکی کی خوشخبری عطا فرمائی۔ اور فرمایا کہ جو شخص بھی میری زیارت کیلئے مدینہ منورہ آئے گا وہ جنت میں میرے پڑوس میں ہوگا۔

حضور ﷺ نے ان سے ان کے بت ''عم انس'' کے بارے میں دریافت فرمایا۔

انہوں نے عرض کی کہ چند ایک بوڑھی عورتوں کے دلوں میں ابھی تک اس کی محبت ہے۔ ان لوگوں نے واپسی پر سب سے پہلے اس بت کو پاش پاش کیا۔

ایمان لانے سے پہلے یہ لوگ اس بت کے نام کے اور اللہ تعالیٰ کے نام کے الگ الگ مویشی ذبح کرتے تھے اور بت کے نام کا اور اللہ تعالیٰ کے نام کا کھیتی میں سے بھی حصہ رکھتے تھے۔ اور اگر بت کے نام کی کھیتی کا نقصان ہو جاتا تو اللہ کے

نام کی کھیتی اس میں ڈال دیتے اور اگر بت کے نام کے مویشیوں کا نقصان ہو جاتا تو اللہ کے نام کے مویشی اس 1056 ڈال دیتے۔اور اللہ تعالیٰ کے نام کی کھیتی یا اللہ تعالیٰ کے نام کے مویشیوں میں وہ بتوں کے نام کی کھیتی یا بتوں کے نام کے مویشیوں کو نہیں ملاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سورۃ الانعام میں اس کا ذکر فرمایا۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ (سورۃ الانعام،۱۳۶)

ترجمہ: اور انہوں نے بنا رکھا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے اس سے اس سے جو پیدا فرماتا ہے۔فصلوں اور مویشیوں سے مقررہ حصہ اور کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

ان کے خیال میں اور یہ شریکوں کے لئے ہے تو وہ حصہ جو ہو اِن کے شریکوں کے لئے وہ نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ کو اور جو حصہ ہو۔اللہ تعالیٰ کے لئے وہ پہنچ جاتا ہے ان کے شریکوں کو۔کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں‘‘۔

جب یہ ایمان لائے تو پھر انہوں نے یہ کام چھوڑ دیئے اور سچے دل سے تائب ہو گئے۔

حضور ﷺ نے انہیں وعدہ پورہ کرنے امانت کو جوں کی توں اپنے مالک کو واپس لوٹانے اور پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھنے کا حکم فرمایا۔

اور یہ بھی فرمایا کہ کسی پر ظلم نہ کریں کیونکہ جس پر ظلم کیا جائے گا تو روز قیامت وہ ظلم تہہ در تہہ اندھیروں میں ظاہر ہو گا واپسی پر حضور ﷺ نے ان کو عطیات عطا فرمائے۔(ضیاء النبی ۴۔۱۴۷۔خاتم النبین ۲۔۱۱۴۴۔زاد المعاد ۳۔۶۶۲)

وفد محارب

حضور ﷺ عکاظ کے میلے میں مکہ مکرمہ میں تبلیغ کے دوران جب اس قبیلہ والوں کے پاس گئے تو ان قبیلہ والوں نے نہایت سختی سے حضور ﷺ کی تبلیغ کو جھٹلا دیا اور ان میں سے ایک آدمی نے حضور ﷺ سے بدکلامی بھی کی۔آج انہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ جل شانہ حضور ﷺ کے قدموں میں لے آیا۔

سن دس ہجری میں یہ سب وفود سے آخر میں آقا ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری کے لئے آئے۔یہ سب قبیلہ بھی مسلمان ہوگیا۔اور ان میں سے دس آدمی حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور آقا ﷺ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔حضرت بلال دوپہر اور شام کو سرکاری مہمان خانہ میں ان کی تواضع فرماتے رہے حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے ایک دن آقا ﷺ ان کے پاس عصر سے شام تک رہے اور ایک آدمی کو غور سے دیکھتے رہے۔گویا اس کو کہیں دیکھا

ہو وہ آدمی پہچان گیا اور عرض کرنے لگا کہ میں نے حضور ﷺ کو عکاظ کے میلے میں دیکھا تھا۔ جب آپ ﷺ ہمارے پاس 1056 تشریف لائے تھے۔ اور ہم لوگوں نے حضور ﷺ کی تعلیم کو سختی سے ٹھکرا دیا تھا اور میں نے اپ سے بدکلامی کی تھی۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے میری اس بدکلامی کیلئے مغفرت طلب فرمائیں۔ میں اس خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہوں جس نے مجھے اتنی مہلت دی کہ میں آج آقا ﷺ پر ایمان لے آیا۔ میرے ساتھ جو دوسرے لوگ تھے وہ شرک کی حالت میں ہی مر گئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ "یہ دل اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دست قدرت میں ہیں۔ اور "جب انسان کفر و شرک کو ترک کر کے سچے دل سے اسلام قبول کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے بڑے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے"۔

کچھ دنوں کے بعد یہ لوگ اپنے دامن میں حضور ﷺ کی برکتیں سمیٹے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

(زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۶۶۳)

وفد صداء

امام بغوی بیہقی صدائی وغیرہ نے بہ روایت حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدائی سے کی ہے۔ حضور ﷺ سرور دو عالم نے صدا کے لوگوں کی طرف ایک لشکر جس کی تعداد چار سو تھی۔ روانہ فرمایا اس کی قیادت حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے یہ لشکر آٹھ ہجری میں جعرانہ میں غنیمتیں تقسیم فرمانے کے بعد روانہ فرمایا۔ تو یہاں زیاد بن حارث صدائی حاضر خدمت ہوئے انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد عرض کی کہ لشکر کو واپس بلا لیں۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ میری قوم اسلام قبول کر لے گی۔

حضور ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور اس لشکر کو کہو کہ انہیں حضور ﷺ نے حکم دیا ہے کہ واپس آ جائیں۔ زیاد بن حارث نے عرض کی کہ میری سواری کا اونٹ تھکا ہوا ہے۔ چنانچہ آقا ﷺ نے ایک اور آدمی بھیجا جو انہیں قناۃ کے مقام سے واپس لایا۔ انہوں نے اپنی قوم کو اسلام لانے کے متعلق لکھا۔ تو ساری قوم نے اسلام قبول کر لیا۔ امام بغوی بیہقی اور ابن عساکر زیاد بن حارث صدائی سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا "کہ اے صدا قبیلہ کے بھائی کیا تیری قوم تیری اطاعت کرتی ہے"۔ میں نے عرض کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت دی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اپنی قوم کا امیر بنا دوں میں نے عرض کی کہ جیسے حضور مہربانی فرمائیں۔ حضور ﷺ نے میری امارت کے لئے فرمان لکھ دیا۔ پھر میں نے عرض کی کہ حضور ﷺ صدقات وصول کرنے کا بھی مجھے اختیار عطا فرما دیں چنانچہ آقا ﷺ نے یہ اختیار بھی مجھے عطا فرما دیا اور اس کے لئے الگ تحریر لکھ دی۔

مدینہ کی طرف واپسی کے وقت ایک آدمی نے اپنے عامل کے متعلق شکایت کی کہ وہ ہم پر بہت زیادتی کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کے متعلق تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ "لا خیر فی الدمارۃ یر جل مومن"۔

مرد مومن کیلئے امارت میں کوئی بھلائی نہیں‘‘ 1056

ایک اور آدمی حاضر خدمت ہوا اور اس منصب کے لئے عرض کی کہ مجھے عنایت فرما دیں۔حضورﷺ نے فرمایا کہ ’’جو غنی ہو اور پھر لوگوں سے سوال کرے وہ اس کے سر میں درد اور شکم میں بیماری ہے‘‘۔

حضور سرور دو جہاںﷺ جعرانہ سے مدینہ منورہ واپسی میں ساری رات سفر کرتے رہے اور زیاد بن حارث کہتے ہیں میں آقاﷺ کے ساتھ رہا صبح کی اذان میں نے دی۔حضورﷺ سفر فرماتے رہے جب صبح صادق طلوع ہونے لگی تو آقاﷺ سواری سے نیچے تشریف لائے۔قضائے حاجت سے فراغت کے بعد وضو فرمانے کے لئے مجھ سے پانی طلب فرمایا۔میں نے عرض کی نہایت قلیل مقدار میں ہے۔مجھے اسی کو لانے کا حکم دیا گیا۔حضورﷺ نے اس تھوڑے سے پانی میں اپنی انگلیاں رکھ دیں۔تو اس میں سے پانی کے چشمے ابلنے لگے اور یہ چشمے حضورﷺ کی انگلیوں میں سے ابل رہے تھے۔تمام لشکر نے بھی اس سے وضو کیا۔پھر اقامت کے لئے حضرت بلال نے عرض کی تو حضورﷺ نے فرمایا کہ اذان صداء قبیلہ کے بھائی نے دی ہے اور جو اذان دے وہی اقامت کہے‘‘

جب حضورﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو میں دونوں تحریریں لے کر حاضر خدمت ہوا جن میں حضورﷺ نے مجھے امارت سونپ دی تھی اور عرض کی کہ میں ان امارتوں سے استعفا دیتا ہوں۔حضورﷺ نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔میں نے عرض کی کہ میں نے سنا ہے کہ ’’مرد مومن کے لئے امارت میں کوئی بھلائی نہیں‘‘ اور میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا چکا ہوں۔اس لئے امارت کو پسند نہیں کرتا۔حضورﷺ نے فرمایا کہ جیسے تمہاری مرضی۔چاہے تو ان عہدوں کو برقرار رکھ۔چاہے تو استعفا دے دے۔میں نے استعفا دیدیا۔حضورﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایسا آدمی بتاؤ جو اس ذمہ داری کو قبول کر لے۔میں نے ایک آدمی کے بارے میں عرض کر دی۔پھر میں نے عرض کی کہ ہمارا ایک کنواں ہے جس میں سردیوں میں پانی ہوتا ہے اور گرمیوں میں نہیں ہوتا اور ہمارے قبیلہ والوں کو اردگرد کے کنواں پر جا کر ڈیرہ لگانا پڑتا ہے۔اور دشمن قبائل سے ہمیں ڈر لگا رہتا ہے۔حضورﷺ نے فرمایا کہ سات کنکریاں لاؤ۔میں سات کنکریاں لے کر آیا۔آقاﷺ نے انہیں ہاتھوں میں ملا اور دعا فرمائی اور فرمایا کہ ان کنکریوں کو اس کنویں میں ڈال دینا۔چنانچہ واپس جا کر میں نے ایسا ہی کیا۔اس کنویں کا پانی لبالب بھر گیا اور پھر ختم نہ ہوا۔

حضورﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد صدائی قبیلہ کے پندرہ آدمی حاضر خدمت ہوئے اور بیعت فرمائی اور دین اسلام سیکھا اور واپس جا کر اسلام کی تبلیغ فرمائی ان کے ہاتھ پر یمن کے بے شمار لوگوں نے دین اسلام قبول کیا اور پھر دس ہجری میں حجتہ الوداع کے سال انہی ایک سو لوگوں کا وفد بیعت کے لئے حاضر خدمت ہوا۔اور اپنی جھولیوں کو فیوض و برکات سے بھر کر واپس لوٹا۔(سبل الھدیٰ جلد ۶ صفحہ ۵۳۲، زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۶۶۳)

1056

طارق بن عبداللہ اپنے ساتھیوں سمیت

حضور ﷺ کی طارق بن عبداللہ سے پہلی ملاقات مکہ مکرمہ میں سوق کے بازار میں ہوئی۔حضور ﷺ نے اس وقت ایک جبہ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔اور اسلام کی تبلیغ فرما رہے تھے اور ابولہب پیچھے پیچھے آقا ﷺ پر پتھر برسا رہا تھا اور بک رہا تھا کہ ان کی بات کوئی نہ مانے جب بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تو یہ مدینہ منورہ کی طرف اپنے ساتھ بہت سے لوگوں کو لئے ہوئے نکلے تاکہ یہاں سے کھجوریں خریدیں۔جب یہ مدینہ کے نخلستانوں کے قریب پہنچے اور مدینہ منورہ میں داخلہ سے پہلے اپنے لباسوں کو تبدیل کرنے لگے کہ اچانک ایک بہت ہی نورانی صورت ظاہر ہوئی اور ہمیں سلام کیا۔ہم نے جواب دیا۔انہوں نے دریافت فرمایا کہ کہاں سے آئے ہیں۔ہم نے عرض کی کہ ربذہ سے پھر انہوں نے دریافت فرمایا کہ کدھر کا ارادہ ہے۔ہم نے عرض کی اس شہر میں جا رہے ہیں انہوں نے دریافت فرمایا کہ کیا کام ہے ہم نے عرض کی کہ یہاں کی کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں۔ہمارے ساتھ ایک سرخ رنگ کا اونٹ تھا۔انہوں نے فرمایا کیا تم یہ اونٹ بیچنا چاہتے ہو ہم نے عرض کی کہ ہاں۔ہم اتنے صاع کھجوروں کے بدلے اس کو بیچیں گے۔انہوں نے اس قیمت میں سے ایک پیسہ بھی کمی کی خواہش نہ کی۔اور ہمارے ہاتھ سے اونٹ کی مہار پکڑی اور اسے لے کر نخلستان کی کھجوروں میں ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے تو ہم آپس میں لڑنے لگے کہ ہم نے ایک ایسے آدمی کے ہاتھ اونٹ فروخت کر دیا جسے جانتے ہی نہیں۔ایک خاتون جو ہمارے ساتھ سفر کر رہی تھی کہنے لگی کہ میں نے اتنی پاکیزہ اور نورانی چودھویں کے چاند جیسی صورت دیکھی ہے میں تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں"۔

تھوڑی دیر بعد ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا بھیجا ہوا ہوں یہ تمہاری کھجوریں ہیں۔انہیں خوب شکم سیر ہو کر کھاؤ اور انہیں پورا پورا ناپ لو۔ہم نے وہ ناپیں تو وہ بالکل پوری تھیں۔

جب ہم مدینہ منورہ میں مسجد میں داخل ہوئے تو ہم نے اسی نورانی صورت کو منبر پر جلوہ افروز دیکھا وہ لوگوں کو خطبہ فرما رہے تھے جو ہمارے دل میں اتر گیا ان اِن سے آپ ﷺ یہ بھی فرما رہے تھے "کہ صدقہ دیا کرو۔صدقہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والا ہاتھ سے بہت بہتر ہے۔ابتداء اپنی ماں سے کرو۔پھر اپنے باپ سے پھر بہن سے پھر بھائی سے پھر دوسرے قریبی رشتہ دار درجہ بدرجہ ہیں۔(ضیاء النبی ۴۔ ۷۲۰۔زاد المعاد ۳۔ ۶۳۸۔سبل الہدیٰ ۶۔ ۵۴۳)

وفد بنی اسد

حضور سرور کائنات ﷺ کی خدمت عالیہ میں بنی اسد کا دس رکنی وفد جن میں وابصہ بن معبد طلحہ بن خویلد بھی تھے حاضر ہوا اور یہ لوگ حضور ﷺ پر احسان جتلانے لگے کہ ہم لوگ آپ پر اور آپ کے خدا پر بغیر آپ کے بلانے کے ایمان لے آئے ہیں اور ہم اپنے پیچھے والے لوگوں کے بھی ذمہ دار ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فوراً قرآن پاک کی آیت نازل فرمائی۔

یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ 1056
هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: ’’وہ احسان جتلاتے ہیں کہ وہ اسلام میں آئے فرمایئے مجھ پر مت احسان جتلاؤ اپنے اسلام کا بلکہ اللہ نے احسان فرمایا ہے تم پر کہ تمہیں ایمان کی ہدایت بخشی اگر تم (اپنے ایمان کے دعویٰ) میں سچے ہو۔‘‘

(سورۃ الحجرات آیت ۱۷)

حضور ﷺ نے انہیں عیافہ یعنی پرندوں کے ناموں آوازوں اور گزرنے سے فال پکڑنا۔کہانت یعنی مستقبل کے حالات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا۔اور کنکریاں پھینکنے سے منع فرمایا۔انہوں نے مباح چیز کے متعلق پوچھا تو آقا ﷺ نے ان سے رمل کے مباح ہونے کے بارے میں فرمایا۔کیونکہ اس کی تعلیم اللہ کے نبی ﷺ کو دی گئی تھی۔لیکن علماء اس کی تصریح میں فرماتے ہیں چونکہ ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں کہ ان خطوط کو اس نبی ﷺ کے خطوط سے مطابقت ثابت کر سکیں۔اس لئے آج کی دور میں یہ مباح نہیں بلکہ اس کی ممانعت ہے۔(ضیاء النبی ۴۔۲۱،زاد المعاد ۳۔۶۵۴)

ایک دفعہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ ایک لشکر پر حملہ کرنے لگے۔تو کسی آدمی نے تیروں کی فال نکالنے کے لئے کہا۔آپ نے فرمایا کہ اگر میں فال نکالوں اور میرا تیر حملہ کرنے کے حق میں آئے۔اور پھر مجھے فتح ہو۔تو فوراً میرا یقین تیر پر اۓ گا اور خدا تعالیٰ کی ذات پر نہیں آئے گا۔اس لئے میں تیروں کی فال نہیں نکالوں گا۔

وفد غسان

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں غسان کے قبیلہ کے تین افراد حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔انہوں نے عرض کی کہ ہمارے لوگ قیصر کا قرب اور اپنی حکومت چاہتے ہیں اس لئے ہم ان کے اسلام لانے کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔واپسی پر آقا ﷺ نے حسب معمول ان کو بھی انعام و اکرام سے نوازا۔جب یہ لوگ واپس ہوئے تو انہوں نے اپنی قوم کو اسلام کی نصیحت کی۔لیکن ان کی قوم نہ مانی انہوں نے اپنے اسلام کو ان لوگوں سے خفیہ رکھا۔(سبل الہدیٰ جلد ۶ صفحہ ۶۶۹)

وفد بنی عبث

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ بھی تین لوگ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ ہم نے آپ ﷺ کے علماء سے سنا ہے کہ جس نے ہجرت نہیں کی اس کا اسلام قبول نہیں۔اگر آپ ﷺ ہمیں حکم دیں تو ہم اپنا مال مویشی سب کچھ فروخت کر کے حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں آ حاضر ہوں۔حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

اتقوا اللہ حیث کنتم فلن یلتکم من اعمالکم شیئا۔

''جہاں کہیں بھی تم ہو۔اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔تمہارے اعمال میں ذرا کمی نہیں آئے گی۔(عیون الاثر جلد ۲ صفحہ 156)

جریر بن عبدالبجلی

طبرانی۔بیہقی ابن سعد۔اور امام احمد نے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ منبر شریف پر بیٹھے خطبہ فرمارہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب اس دروازے سے ایک ایسا آدمی داخل ہوگا جو تمام اہل یمن سے بہتر ہے اور اس کے چہرے پر جہانبانی کے آثار ہیں۔تھوڑی دیر بعد فوراً جریر حاضر ہوئے۔

حضرت جریر بن عبدالبجلی فرماتے ہیں۔کہ مدینہ منورہ میں جب میں داخل ہوا تو میں نے اپنا لباس تبدیل کیا اور حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضری کے لئے آیا تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ آقا ﷺ نے تیرے بارے میں بڑے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے۔

جب میں آقا ﷺ کے پاس آیا تو حضور ﷺ نے میرے لئے اپنی چادر بچھادی۔اور میرے سر،چہرہ اور سینے پر ہاتھ پھیرا اور مجھے بیعت فرمایا۔

حضور ﷺ نے مجھے فرمایا۔

''میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم یہ گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ گواہی دو کہ میں اللہ کا رسول (ﷺ) ہوں۔اللہ تعالیٰ۔یوم آخرت اور تقدیر خیر وشر پر ایمان لے آؤ فرض نماز ادا کرو۔فرض زکوٰۃ ادا کرو۔فرض رمضان کے روزے رکھو اور ہر مسلم کیلئے خیر خواہی کرو اور ہر والی کی اطاعت کرو اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو''۔

وفد رہاوین

آقا دو جہاں سرکار دو عالم رسول مکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں رہاوی قبیلہ کے تیرہ افراد حاضر خدمت ہوئے ان کے ساتھ قتادۃ الراوی بھی تھے ان کو رملہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ٹھہرایا گیا۔جہاں اکثر وفود کو ٹھہرایا جاتا تھا۔انہوں نے حضور ﷺ کو چند تحائف کے علاوہ ایک گھوڑا بھی پیش کیا اس گھوڑے کے مالک نے حضور ﷺ کو گھوڑا کے چند کرتب اور رقص بھی دکھائے جنہیں آقا ﷺ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

حضور ﷺ نے قتادۃ الراوی کو ان کی قوم کا امیر مقرر فرمایا۔ان سب کو انعام واکرام سے نوازا ہر ایک کو پانچ سے لے کر بارہ اوقیہ چاندی تک مرحمت فرمائی اور ان کو دعاؤں سے نوازا۔حضور ﷺ کے دست مبارک کو الوداع کے وقت قتادۃ الراوی نے پکڑ لیا تو حضور ﷺ نے ان کو دعا دی۔

جعل اللہ التقویٰ سے ماتکون تک۔

''زندگی کے اس سفر میں اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تیرا زادراہ بنائے تیرے گناہوں کو الہ تعالیٰ معاف فرمادے اور جہاں کہیں بھی تم ہو۔تمہارے رخ کو خیر کی طرف پھیر دے''۔(ضیاء النبی ۴۔ ۷۲۵۔سبل الہدیٰ ۶۔ ۴۷۵)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بطور امیر الحج

حضور ﷺ نے رمضان میں غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد نو ہجری میں ذی الحج کے مہینے میں تین سو افراد کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر الحج بنا کر بھیجا۔

حضور ﷺ نے قربانی کے لئے بیس اونٹ ساتھ بھیجے اور ان کے قلاوے خود اپنے دست مبارک سے ان کے گلوں میں ڈالے۔اس کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اپنے قربانی کے پانچ جانور بھی ساتھ لئے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تشریف لے گئے تو اس کے بعد حضور ﷺ پر سورہ براۃ نازل ہوئی۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝۲ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ

(سورۃ التوبہ: ۳۔۱)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بیزاری (اور دست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے صلح دامن کا معاہدہ کیا تھا (اور وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے تھے) پس (اے مشرکو) تم زمین میں چار ماہ تک گھوم پھر لو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بے شک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔(یہ آیات) اللہ اور اس کے رسول (علیہ السلام) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حج اکبر کے دن اعلان (عام) ہے۔کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول (ﷺ) بھی (ان سے بری الذمہ ہے)۔

حضور ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ کسی اہم اعلان کے لئے کسی اہم آدمی کو اپنی کوئی خاص نشانی مرحمت فرما کر بھیجتے تھے۔

پس حضور ﷺ نے بھی اس اہم ترین اعلان کے لئے اپنے ہی گھر کے فرد سیدنا حضرت علی کرم اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرمایا اور انہیں اپنی خاص نشانی اپنی اونٹنی قصوا پر سوار فرما کر بھیجا تا کہ مسلمانوں کو سورۃ برآۃ کے نازل ہونے والے احکام سے آگاہ کریں اور ساتھ اور چار باتوں کے اعلان کا بھی حکم دیا۔

۱۔ مومن کے بغیر کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

۲۔ کوئی بھی مرد یا عورت برہنہ ہو کر طواف نہیں کرے گا۔

۳۔ جس کے ساتھ حضور ﷺ کا کوئی معاہدہ ہے۔مدت پوری ہونے کے بعد وہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔

۴۔ اس سال کے بعد کسی بھی مشرک کو حج کی اجازت نہیں ہو گی۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی ذاتی اونٹنی قصوا پر سوار ہوئے اور تیزی سے سفر فرماتے ہوئے مقام ''عرج'' یا ''دجنان'' پر قافلے سے جا ملے۔اس وقت سیدنا حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز پڑھانے لگے تھے اور ابھی تکبیر تحریمہ شروع ہونے والی تھی کہ حضور ﷺ کی اونٹنی کی آواز سنائی دی۔حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔یہ آواز رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی ہے۔تھوڑی دیر بعد سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹنی پر نمودار ہوئے۔آپ اونٹنی سے اتر کر جب تشریف لائے تو سب سے پہلے حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ سوال فرمایا کہ ''امیر او مامور''۔امیر بنا کر بھیجے گئے ہیں یا مامور ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔بل مامور'' بلکہ میں مامور ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔آپ کے تشریف لانے کے بعد حضور ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورۃ برآۃ نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے اس اہم اعلان کے کرنے کے لئے مجھے بھیجا ہے۔تا کہ حج کے موقع پر لوگوں کو سورہ برآۃ کے احکام سے آگاہ کروں اور ساتھ چار اور باتوں سے بھی آگاہ کروں۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ تمام وقت مدینہ منورہ واپسی تک حضرت سیدنا ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہی نمازیں ادا فرماتے رہے۔

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ ایام حج میں ہر روز ہر مقام پر خطبہ ارشاد فرماتے اور لوگوں کو حج کے مسائل سے آگاہ فرماتے اور بعد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو کر لوگوں کو سورۃ برآۃ پڑھ کر سناتے اور لوگوں کو اس کے احکامات سے آگاہ فرماتے اور حضور ﷺ کی چار باتیں بھی لوگوں کے ذہن نشین کرواتے کہ بغیر مومن کے کوئی جنت میں داخل نہیں ہو گا۔کوئی بھی برہنہ ہو کر طواف نہیں کرے گا۔مشرکین کے ساتھ معیاد ختم ہوتے ہی تمام معاہدے فوراً ختم ہو جائیں گے اور آج کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا۔

(ضیاء النبی ۴۔۳۰۔۲۸۔۷، سیرت الرسول ڈاکٹر طاہر القادری ۶۔۷۰۔۳۔۳۶۹۔رحمت دارین ۶۹۳ ۷ نبی رحمت ۲۔۱۱۸۔اصح السیر بحوالہ ابن اسحاق ۴۰۰۔سیرۃ ابن ہشام ۲۔۵۴۳ تا۵۴۶۔زاد المعاد ۲۔۱۲۶۔ا تاریخ الخمیس ۲۔۱۴۰)

نجران کی طرف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا سریہ

حضور سرور کائنات ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کی طرف چار سو مجاہدین کے لشکر کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ربیع الاول دس ہجری میں روانہ فرمایا۔آقا ﷺ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ ان سب کو تین تین بار اسلام قبول کرنے

کی دعوت دینا۔ اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو وہیں کچھ وقت رہنا اور انہیں قرآن پاک کی تعلیمات اور سنت مطہرہ سے آگاہ 1056 اور بصورت دیگر ان سے جنگ کرنا۔

نجران کے یہ سب لوگ عیسائی تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہاں پہنچے تو آپ نے اپنے لشکر کو چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں بانٹ کر ان کی مختلف بستیوں کی طرف بھیجا۔

حضور ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ان کو ہدایت نصیب فرما دی اور یہ سب لوگ ایمان لے ائے اور مسلمان ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہیں کچھ عرصہ تشریف فرما رہے اور ان کو قرآن پاک اور سنت مبارک کی تعلیمات دیتے رہتے۔ دریں اثناء انہوں نے حضور ﷺ آقا دو جہاں ﷺ کو ایک خط تحریر فرمایا اور تمام اہل علاقہ کے اسلام لے آنے کے بارے میں خوشخبری ارسال فرمائی۔ حضور ﷺ سن کر بہت خوش ہوئے اور جوابی خط تحریر فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائی اور ان کو یہ بھی تحریر فرمایا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بشارت دیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرائیں اور مدینہ طیبہ واپس آتے وقت ان کا ایک وفد اپنے ہمراہ لائیں اور تم سب پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت اور برکتیں ہوں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامیابی سے واپس تشریف لائے اور ان کا ایک وفد بھی ہمراہ لائے۔ حضور ﷺ نے بنو حارث بن کعب کے وفد پر قیس بن حصین کو امیر مقرر فرمایا۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو سیراب کیا اور واپس اپنے علاقے میں تشریف لے آئے۔ (محمد رسول اللہ، محمد رضا صفحہ ۳۴۳)

حضور ﷺ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات

حضور ﷺ نبی رحمت ﷺ کی خدمت عالیہ میں حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عمر ابھی صرف سولہ ماہ تھی کی بیماری کے متعلق عرض کیا گیا آقا ﷺ یہ سن کر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کی گود میں دیا گیا۔ اس وقت آپ آخری ہچکیاں لے رہے تھے ان کو دیکھ کر حضور ﷺ کا دل بھر آیا اور آنکھوں مبارک سے آنسو رواں ہو گئے۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر آقا ﷺ کی آنکھوں سے آنسوؤں کو بہتے دیکھ کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضور ﷺ کو روتا دیکھ کر لوگ بھی رونا شروع کر دیں گے۔ آپ ﷺ تو ایسے موقع پر رونے دھونے سے منع فرمایا کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تو لوگوں کو بین کرنے سے منع کرتا ہوں اور متوفی کی وہ خوبیاں جو اس میں نہیں ہوتیں بیان کرنے سے روکتا ہوں۔ آقا ﷺ نے فرمایا۔

وَاِنَّا عَلَيْهِ لَمَحْزُوْنُوْنَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُوْلُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ۔

ترجمہ: ہم ابراہیمؓ کی وفات پر غمگین ہیں۔ آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں۔ دل مغموم ہے۔ لیکن ہم اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکالتے جو ہمارے رب کی ناراضگی کا باعث ہو۔

حضورﷺ نے خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ اور اس پر پانی چھڑکا گیا۔ 1056
ان کی وفات پر سورج گرہن لگا تو حضورﷺ نے فرمایا کہ یہ گرہن اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ یہ کسی کی وفات پر نہیں لگا کرتا۔ (محمد رسول اللہ، از محمد رضا صفحہ ۳۵۶)

حضرت ابوموسیٰ اور حضرت معاذ بن جبل کی یمن روانگی

حضورﷺ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زبید اور عدن کا والی بنا کر بھیجا۔ ان کا نام عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ یہ اولین ایمان لانے والوں میں سے تھے اس کے علاوہ حضورﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی یمن کی طرف والی بنا کر بھیجا اور حکم دیا کہ عنقریب تمہاری ملاقات جب اہل کتاب سے ہو۔ تو ان کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کی دعوت دینا۔ اگر وہ یہ دعوت قبول کرلیں تو ان کو بتانا کہ تم پر زکوٰۃ فرض ہے جو تمہارے غنی لوگوں سے لی جائے گی اور فقراء میں بانٹ دی جائے گی اور جب وہ یہ بھی مان لیں تو زکوٰۃ لیتے وقت ان کا بہترین جانور نہ لینا اور مظلوم کی بد دعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بد دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا۔

حضورﷺ نے ان سے پوچھا کہ کسی مقدمے کا فیصلہ تم کس طرح کرو گے انہوں نے جواب دیا کہ کتاب الٰہی کے مطابق فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ تو پھر؟ عرض کی حضورﷺ کی سنت کے مطابق۔ فرمایا اگر اس میں بھی اس کا جواب تلاش نہ کرسکو تو؟ عرض کی کہ میں خود اس کا جواب تلاش کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔

حضورﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس نے اپنے رسول (ﷺ) کے فرستادہ کو اس بات کی توفیق دی جس سے اس کا رسول (ﷺ) خوش ہوتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضورﷺ کو بہت پیار تھا۔ آپ سے کئی ایک احادیث بھی مروی ہیں۔ آپ اٹھارہ سال کی عمر میں ایمان لے آئے تھے آپ انصار۔ خزرج قبیلہ سے تھے جن چار آدمیوں سے قرآن سیکھنے کے متعلق حضورﷺ نے فرمایا آپ ان میں سے ایک تھے۔ اور بہت سخی تھے اس لئے اکثر مقروض رہتے تھے۔

حضورﷺ ان کی یمن روانگی کے وقت ان کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے رہے۔ یہ اس وقت سوار تھے حضورﷺ نے ان سے فرمایا کہ شاید اس سال کے بعد تو مجھ سے ملاقات نہ کرسکے اور تمہارا گزر میری مسجد اور میری قبر پر ہو۔ یہ سن کر آپ رونے لگے۔

واقعی جس وقت آپ واپس آئے تو اس وقت مسند خلافت پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے یہ تھوڑے دن رہ کر شام تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔ (سیرۃ النبویہ ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۹۸)

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

1056

سیدنا حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک دن حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔حضور ﷺ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ مسجد میں آتے ہی دو رکعت پڑھا کرو۔حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے چند سوالات پوچھے۔حضور ﷺ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے راستہ میں جہاد سب اعمال سے پسندیدہ ہے وہ مومن جس کا اچھا اخلاق ہو۔اس کا ایمان زیادہ کامل ہے۔(مسلمانوں میں وہ افضل ہے) جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔(وہ ہجرت افضل ہے) جس نے بدی کو ترک کر دیا۔

(قرآن پاک میں) آیت الکرسی سب سے افضل ہے۔

(انبیاء کی تعداد) ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔

(رسولوں کی تعداد) تین سو تیرہ ہے۔

حضور ﷺ نے ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت فرمائی کہ اس کا تقویٰ تمہارے حالات کو مزین کر دے گا اور خاموشی اختیار کرنے اور زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرنے کی وصیت فرمائی کہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتے ہیں اور چہرے کی نورانیت جاتی رہتی ہے اور مسکینوں کے پاس بیٹھنے اور ان کی محبت کو محبوب رکھنے کا حکم فرمایا اور سچ بولنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے کی نصیحت فرمائی۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یمن کی طرف روانگی

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلی مرتبہ فتح مکہ کے بعد آٹھ ہجری میں یمن روانہ فرمایا تھا۔دوسری مرتبہ حضور ﷺ نے ان کو دس ہجری میں تین سو سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا۔

آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔لیکن انہوں نے مسلمانوں پر تیروں اور پتھروں سے حملہ کر دیا مسلمانوں نے جب مذحج قبیلہ کے بیس جوانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو ان کی ہمت جواب دے گئی اور یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمدان قبیلہ کو دعوت اسلام دی تو سب لوگ ایمان لے آئے۔حضور ﷺ نے ہمدان قبیلہ کے ایمان لانے کی بابت سنا تو بہت خوش ہوئے اور سجدہ شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی۔اور قبیلہ ہمدان کے لئے سلامتی کی دعا فرمائی۔

اس معرکہ سے فراغت کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے حجتہ الوداع کے موقع پر مکہ شریف میں آ ملے۔(محمد رسول اللہ از محمد رضا،صفحہ ۳۴۷)

1056

حضرت جبرائیل علیہ السلام

ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بہت خوبصورت شکل میں، بہت اچھا لباس زیب تن کئے حضور ﷺ کے پاس جب کہ آقا علیہ السلام صحابہ کی جامعیت میں تشریف فرما تھے حاضر خدمت ہوئے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے گھٹنے حضور ﷺ کے گھٹنوں سے ملا کر بیٹھ گئے اور حضور ﷺ سے چند سوالات دریافت فرمائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم ان کو نہیں پہچانتے تھے ان کے بال کالے سیاہ تھے اور ان کے چہرے پر سفر کا کوئی نشان نہیں تھا۔اور ان کے کپڑوں پر کوئی گرد وغیرہ بھی نہیں تھی۔انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اسلام کے بارے میں ارشاد فرمایئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ﷺ

''اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفی (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔تو نماز ادا کرے، زکوٰۃ دے۔رمضان کے روزے رکھے اور استطاعت ہو۔تو بیت اللہ کا حج کرے''۔

انہوں نے عرض کی کہ ''صدقت'' آپ نے سچ فرمایا مسلمان حیران ہوئے کہ اجنبی خود سوال کرتا ہے اور خود ہی اس کی تصدیق کرتا ہے۔

پھر انہوں نے پوچھا کہ ایمان کی حقیقت کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ایمان لاؤ۔اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر اور اس کی خیر وشر کی تقدیر پر۔

انہوں نے عرض کی ''صدقت''۔

پھر انہوں نے احسان کی حقیقت کے بارے دریافت کیا۔حضور ﷺ نے فرمایا۔

''کہ اللہ تعالیٰ کی تو اس طرح عبادت کرے گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو (دل میں یہ یقین پختہ کرو) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔پھر انہوں نے عرض کی کہ قیامت کب قائم ہوگی۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسئول (جس سے سوال پوچھا گیا ہے) سائل (سوال کرنے والے) سے زیادہ نہیں جانتا پھر انہوں نے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں پوچھا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''کنیز اپنی مالکہ کو جنے گی اور تو ان لوگوں کو دیکھے گا جن کے پاؤں میں جوتا نہیں جن کے جسم پر لباس نہیں وہ ایک دوسرے سے اونچی عمارتیں تعمیر کرنے کی کوشش کریں گے''

پھر جب یہ شخص چلا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) تھے جو تمہیں دین اسلام سکھانے کے لئے آئے تھے۔صحابہ اکرام کی کیا شان تھی کہ خود جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں ان کو دین اسلام سکھانے کے لئے آقا ﷺ کے پاس تشریف لائے۔''رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوعنہ''۔(ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۷۳۸)

حجۃ الوداع

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لئے اپنا دین مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔

حضور سرور کائنات رحمت دو جہاں تسکین قلب حزین آسرا بے آسراں۔ دلیل ہستی باری تعالیٰ۔ رؤف الرحیم ﷺ کی ذات پاک کو اللہ رب العزت نے ازل میں ہمیشہ سے اپنا محبوب چنا ہوا تھا۔ اور کائنات کی ہستی کو آقا ﷺ کے لئے سجایا اور تمام انبیاء علیہ السلام کو حضور ﷺ کے متعلق سب کو خبر دینے کیلئے حکم فرمایا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۱)

ترجمہ: اور جب لیا (ازل میں) اقراء اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا کہ جو کچھ دیا میں نے تم کو کتاب اور علم۔ پھر آوے تمہارے پاس رسول (حضرت محمد ﷺ) کہ سچ بتا دے تمہارے ساتھ والی کو تو اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۱)

ترجمہ: فرمایا کہ تم نے اقرار کیا؟ اور اس شرط پر لیا میرا ذمہ بولے ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا اب شاہد (گواہ) رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہد (گواہ) ہوں۔

کسی نبی علیہ السلام کو کوئی خاص معجزہ اور کسی نبی علیہ السلام کے لئے کوئی اور خاص معجزہ تخصیص فرمایا لیکن حضور ﷺ کے لئے جس چیز کے متعلق حضور ﷺ نے چاہا اسے ہی معجزہ بنا دیا۔

حضور ﷺ کے نور مبارک کو سب سے اولین پیدا فرمایا گیا۔ اور حضور ﷺ کی بعثت سب انبیاء اکرام علیہ السلام اجمعین کے بعد ہوتی اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کو حضور ﷺ کی آمد کی بشارت دیتے رہے۔

پہلے پہل دنیا کی تمام قوموں میں سے زیادہ تر عرب لوگ اجڈ اور گنوار اور نہایت سخت خو تھے اور خاص کر بتوں کے 1056 پجا ان کے دلوں میں گر کر چکی تھی زنا، چوری، بدکاری، شراب، جوا عام تھا۔ فاحشہ عورتیں دیدہ دلیری سے اپنے گھروں کی چھتوں پر جھنڈے نصب کرتی تھیں ۔کعبہ شریف کے اندر بھی تین سو ساٹھ بت نصب تھے کہ مرد وعورت برہنہ ہو کر بھی کعبے شریف کا طواف کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم لوگ دوزخ کے گڑے پر پہنچ چکے تھے تو تم کو (اپنی رحمت سے) بچا لیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تا کہ ان لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی توحید سے منور کریں ان کے نفوس کو پاک کریں ان کو قرآن پاک کی کتاب کی تعلیم دیں اور حکمت سکھائیں۔

اور آج جو پیغام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کی طرف سے لے کر تشریف لائے تھے۔ وہ حجتہ الوداع کے بعد مکمل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پوری فرما دی اور دین اسلام کو لوگوں کے لئے پسند فرما لیا۔

آج کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو مخاطب فرما کر تین مرتبہ فرمایا۔ کہ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم سب لوگوں تک پہنچا دیا؟ سب نے فرمایا بے شک پہنچا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو میری بات دوسروں تک پہنچا دے۔

ہجرت کے دسویں سال اور بعثت کے تیئسویں سال دن رات کی مسلسل جدوجہد کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام کو مکمل فرمایا اور انسانی زندگی میں اتنے تھوڑے سے وقت میں اتنے بہت بڑے انقلاب کی مثال اقوام عالم میں کہیں نہیں ملتی۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذیعقد دس ہجری میں لوگوں میں حج کے لئے جانے کے لئے اعلان عام فرمایا تو یہ خبر پورے عرب میں آناً فاناً پھیل گئی۔ اور ہر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس حج کی سعادت حاصل کرنے ے لئے دیوانہ وار مدینہ منورہ کی طرف دوڑ پڑا اور جو کوئی مدینہ منورہ حاضر نہ ہو سکا تو ان کے قافلے راستے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتے گئے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آ شامل ہوئے ۔مدینہ منورہ کے باہر ہر طرف خیمے ہی خیمے نظر آ رہے تھے اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ اے خوش قسمتی آج تیری بھی انتہا ہو گئی۔ حج اور وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب، سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں اور منیٰ عرفہ میں حاضری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔ ہر ہر ایک کے دل میں خوشی کے اتنے جذبات تھے کہ بیان سے باہر ہے۔ وہ چیز جو انبیاء اور ملائکہ کو حاصل نہ ہو سکی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیوں کو بغیر مشقت کے حاصل ہو گئی آج تو فلک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیوں پر ناز کر رہا ہو گا۔

چیزے کہ انبیاء را ہرگز نہ شُد میسر
آں چیز بے شقت حاصل شُد اَست مَارا

ذیعقد کی پچیس تاریخ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل مبارک فرمایا۔ مبارک بالوں میں تیل لگایا۔ کنگھی فرمائی اور صاف ستھری

چادر مبارک اور تہبند مبارک زیب تن فرما کر باہر جلوہ فرما ہوئے قربانی کے ایک سو جانوروں کو قلاوے پہنائے گئے اور آسمان کے ستاروں یعنی صحابہ کرام کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی اور مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف چل پڑے۔

تمام ازواج مطہرات کو ساتھ لیا۔ اور مدینہ منورہ میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نائب مقرر فرمایا۔ ازواج مطہرات کے لئے علیحدہ علیحدہ ہودج کا انتظام فرمایا گیا تھا۔ عصر کے وقت عشاق کا یہ قافلہ حضور ﷺ کی معیت میں ذوالحلیفہ پہنچا۔

ذوالحلیفہ مدینہ منورہ کا میقات ہے یہاں سے احرام باندھتے ہیں۔ تاکہ حج یا عمرہ ادا کر سکیں یہ مدینہ منورہ سے پانچ یا چھ میل کے فاصلے پر ہے یہاں ایک چشمہ تھا۔ جو قبیلہ بنو جشم کی ملکیت تھا اس کا نام ذوالحلیفہ تھا۔ اس مناسبت سے اس جگہ کا نام ذوالحلیفہ پڑ گیا۔

یہاں پہنچ کر عصر کی نماز قصر ادا فرمائی۔ مغرب کی نماز بھی یہیں ادا فرمائی اور عشاء کی نماز بھی قصر ادا فرما کر رات یہیں بسر فرمائی۔ دوسرے دن سب نے صبح کی نماز حضور ﷺ کی معیت میں ادا کی۔ اسی رات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

حسن ازل

ظہر کے وقت حضور ﷺ نے پھر غسل فرمایا۔ سر مبارک میں تیل لگایا۔ موئے مبارک میں کنگھی فرمائی، خوشبو لگائی اور احرام کی دو چادریں زیب تن فرمائیں اور باہر تشریف لائے۔ اے آسمان تو نے کیسا منظر دیکھا ہوگا۔ آج میرے اور تیرے رب کا محبوب ﷺ جب باہر تشریف لایا ہوگا تو تو نے اس کے جلوے کو کیسے اپنے اندر سمیٹا ہوگا۔

؎ چہ ہسنت آنکہ در یکدم رُخت را صد نظر بینم
ہنوزم آرزو مندے کہ یک بار دگر بینم

اے میرے محبوب ﷺ تیرے حسن کی کیا ہی بات ہے کہ سو بار بھی تیرے حسن کی زیارت کے بعد دل چاہتا ہے کہ ایک بار پھر زیارت کروں۔

یہ شعر حضور حضرت عثمان بن علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے بائیں طرف قرآن پاک پڑھنے والوں کے اوپر کی طرف لکھا ہوا ہے۔ کیا ہی خوب شعر ہے اس کے مخالف طرف دربار شریف پر ایک اور بھی بہت پیارا شعر لکھا ہوا ہے۔

؎ جائے کہ زہدان ہزار اربعین رسند
مست شراب عشق بہ یک آہ می رسند

وہ فاصلہ جو اللہ جل شانہ کے قرب کے لئے زاہد لوگ چالیس ہزار سال میں طے کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی

نظروں سے مست کر دینے والی عشق کی شراب پلانے سے دل سے جو ایک آہ نکلتی ہے وہ اس منزل سے بھی آگے پہنچا دیتی ہے 1056

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک جس کو اپنا اور حضور ﷺ کا عشق عطا فرما دیں تو اس کی قسمت کا کیا کہنا۔

محبوب ربانی حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خس و خاشاک اور جھاڑیوں وغیرہ سے بھرے جنگل کو صاف کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہاتھوں سے کلہاڑوں وغیرہ کی مدد سے اس کو صاف کیا جائے کہ اس میں مدت لگ جائے گی اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس جنگل کو آگ لگا دی جائے کہ منٹوں میں ہر چیز جل کر خاکستر ہو جائے گی۔

تو دل خواہشات نفسانی سے بھرا ہوا ایک جنگل ہے جس میں لذتوں کے فلک بوس درخت لگے ہوئے ہیں اور چاہتوں کی بے انداز کانٹوں بھری جھاڑیاں ہیں جن کو صاف کرتے کرتے عمر بیت جاتی ہے۔ بغیر عشق کے نماز روزہ ورد وظائف کی مثال کلہاڑے یا دوسرے آلات وغیرہ ہیں جن سے صاف کرنا ہے۔

اور اگر اس بندے کے دل پر اللہ تعالیٰ کے کرم کی نظر ہو جائے اور اس کو صحیح پیر کامل میسر آ جائے تو اس کے علم کے دودھ میں چاہے وہ کتنی ہی دیر پک پک کر سرخی مائل ہی کیوں نہ ہو گیا ہو وہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے عشق کی جاگ لگا دے تو پھر اس میں سے اس کو خالص مکھن ملے گا۔ وہ پیر کامل اس کے دل میں عشق کی چنگاری لگا دے گا اور جب وہ شعلہ بنے گی تو اس کی خواہشات کے جنگل کو جلا کر خاکستر کر دے گی اور اس کے دل کا جنگل خس و خاشاک سے پاک ہو جائے گا۔

اپنے پیر کامل خواجہ گوہر الدین قدس سرہ کے صدقے میں گذشتہ رات ۱۳/ ۹/ ۳۰ خواب میں حضور ﷺ کے نور مبارک کی زیارت سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مشرف فرمایا۔

میں نے خواب میں حضور ﷺ کے نور مبارک کو آسمانوں میں چمکتے دیکھا؟ تمام آسمان منور تھے اور اس نور کی روشنی زمین پر بھی پڑھ رہی تھی اور ساتھ چودھویں کے چاند کی روشنی کو دیکھا وہ بھی زمین پر پڑھ رہی تھی اور جہاں جہاں حضور ﷺ کے نور کی روشنی پڑھ رہی تھی اس جگہ اور چودھویں رات کے چاند کی روشنی والی جگہ میں اس طرح کا فرق تھا جیسے دھوپ اور چھاؤں کا فرق ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام کا نور مبارک دھوپ کی طرح تھی چاند کی روشنی سایہ کی مانند تھی لیکن دھوپ میں تو تمازت ہوتی ہے اس روشنی میں ایسا نور اور سفیدی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنا اور اپنے پیارے محبوب ﷺ اور اپنے نیک بندوں کا عشق عطا فرمائے۔

حضور ﷺ کی ایک دعا ہے کہ۔

اَللّٰهُمَّ الرْزُقْنَا حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَ حُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِيْ اِلَيْكَ وَ حُبُّ اِلَيْكَ اَحَبُّ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ لِلْاَتْشَانَ ○

اے اللہ مجھے اپنی محبت عطا فرما اور جس سے تو محبت کرتا ہے۔ مجھے اس کی محبت عطا فرما اور ان عملوں کی محبت عطا فرما جس سے میں تیرے قریب ہو جاؤں اور اپنی محبت کو میرے لئے ٹھنڈے پانی سے جو ایک سخت پیاسے کو مرغوب ہوتا ہے سے

بھی زیادہ کر دے۔"آمین ثم آمین"۔(نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ) 1056

حضور محبوب رب العالمین ﷺ تیار ہو کر کو باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام کو ظہر کی نماز قصر دو رکعتیں پڑھائیں۔حضور ﷺ نے حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا تھا اس کے بعد حضور ﷺ نے تلبیہ فرمائی۔

لبیك اللھم لبیك

لبیك لا شریك لك لبیك

ان الحمد والنعمته لك والملك

لا شریك لك۔

حاضر ہوں۔اے اللہ میں حاضر ہوں۔

حاضر ہوں میں۔تیرا کوئی شریک نہیں۔

ساری تعریفیں تیرے لئے اور ساری نعمتیں تو نے عطا فرمائی ہیں۔سارے ملکوں کا تو بادشاہ ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

حضور ﷺ نے ان الفاظ کو دہرانا شروع فرمایا۔تو حضور ﷺ کے ساتھ لاکھوں لوگ بھی یہ الفاظ دہرانے لگے اور پہاڑ وجنگل ان صداؤں سے گونج اٹھے۔سواری پر سوار ہوتے وقت اور کھلے میدان میں بھی تلبیہ فرمائی۔

وقفے وقفے سے ان تلبیوں کو ادا فرماتے ہوئے حضور ﷺ اپنے قافلے کے ساتھ سوئے حرم چل پڑے۔بلندیوں پر صحابہ اکرام اللہ اکبر فرماتے اور اترائیوں میں سبحان اللہ فرماتے۔نماز کے وقت حضور ﷺ رک جاتے اور نماز ادا کرنے کے بعد عشاق کا یہ قافلہ پھر چل پڑتا۔یہ قافلہ مقام عرج۔ابواء۔عسفان اور سرف وغیرہ سے ہوتا ہوا سات آٹھ دن کے بعد مکہ مکرمہ کے قرب وجوار میں زی طویٰ ایک چھوٹے سے گاؤں کے پاس آ پہنچا۔

حضور ﷺ نے سفر وغیرہ کی تھکاوٹ دور فرمانے کے لئے یہاں رات بسر کرنے کا فیصلہ فرمایا اور بروز اتوار چار ذوالحجہ دس ہجری نماز فجر زی طویٰ میں ادا فرمانے کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے۔

بیت اللہ پر پہلی نظر

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد جب آقا ﷺ کعبۃ اللہ کے اتنے قریب ہوئے کہ اس پر پہلی نظر پڑی تو فرمایا۔

اللھم انت السلام و منك السلام حینا ربنا با السلام۔ اللھم زد ھذا البیت تشریفا و تعظیما و تکریما و مھابۃ۔

ترجمہ: اے اللہ تو ہی سلام ہے۔تجھی میں سلامتی ہے اے ہمارے رب ہمیں سلامتی سے زندہ رکھ۔اے اللہ اس گھر کے شرف اور عزت اور تکریم اور رعب میں اضافہ فرما۔

طواف

حضور ﷺ نے طواف شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کا بوسہ لیا اور کعبے شریف کو اپنے بائیں طرف رکھتے ہوئے طواف شروع فرمایا۔ طواف کے سات چکر لگانے کے بعد حضور ﷺ نے مقام ابراہیم پر دو رکعت نوافل اس طرح ادا فرمائے کہ مقام ابراہیم حضور ﷺ اور کعبہ شریف کے درمیان تھا یہ ہے وسیلہ کی انتہا کہ کعبہ شریف میں جا کر بھی اللہ تعالیٰ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقام کا بھی وسیلہ پکڑا۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ

ترجمہ: (اے میرے محبوب) مقام ابراہیم کو مصلا بنالیں۔ (سورۃ بقرہ، ۱۲۵)

(خاتم النبیین ۲/ ۱۲۰۶۔ ضیالانبی ۴/ ۷۵۰ تا ۷۴۵)

صفا و مروہ

حضور ﷺ اس کے بعد صفا کی پہاڑی پر تشریف لے گئے اور یہ آیت شریف تلاوت فرمائی۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾

ترجمہ: بے شک صفاء و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں۔ پس جو کوئی حج کرے اس گھر کا یا عمرہ کرے تو کچھ حرج نہیں اسے کہ چکر لگائے ان دونوں کے درمیان جو خوشی سے نیکی کرے۔ تو اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان اور خوب جاننے والا ہے۔ (سورۃ بقرہ، ۱۵۸)

صفا اور مروہ کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے دوست حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی محبوب بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ تھیں نے اپنے شیر خوار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیاس کی تڑپ کو دیکھتے ہوئے بے قراری میں صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگائے تا کہ ان کو کہیں پانی نظر آ جائے اور اس سے وہ اپنے بیٹے کی پیاس بجھا دیں اللہ تعالیٰ کو اِن کی بے قراری اتنی پسند آئی کہ ان دو پہاڑیوں کے درمیان جس جگہ آپ دوڑیں تھیں وہاں دوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کو حکم فرما دیا اور حضور ﷺ کو بھی اسی طرح کرنے کا حکم فرمایا اور قیامت تک ہر ایک کے لئے جس نے بھی حج یا عمرہ کرنا ہو یہ طریقہ مقرر فرما دیا کہ کسی کا بھی حج یا عمرہ اُس وقت تک مکمل نہیں ہو گا جب

تک کہ وہ میرے پیاروں کی سنتیں مکمل نہیں کرے گا۔ 1056

القرآن: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

ترجمہ: اے اللہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ (سورۃ فاتحہ، ۴)

لوگ اس چیز کا تو بڑے زور وشور سے پرچار کرتے ہیں لیکن اس چیز پر غور نہیں کرتے کہ آگے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کیا فرمایا ہے۔

القرآن: صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔

ان لوگوں کے راستے کو اپنا راستہ ہی فرمایا کیوں کہ ہم لوگ لا علم ہیں ہمیں پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تک پہنچنے کا راستہ کون سا ہے۔

تو قرآن پاک سے پوچھئے کہ اس کے انعام یافتہ لوگ کون سے ہیں۔

القرآن: فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ

ترجمہ: وہ لوگ جن پر انعام ہوا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی اس کے صدیق۔ اس کی راہ میں ہونے والے شہید اور اس کے صالحین بندے ہیں۔

حضور ﷺ نے صفا و مروہ کے درمیان سات چکر پورے فرمانے کے بعد چونکہ قران (عمرہ حج) کی نیت کی ہوئی تھی اس لئے احرام نہیں کھولا اور باقی جو لوگ جنہوں نے اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہیں لئے تھے اور قران یعنی عمرہ و حج کی اکٹھے نیت نہیں کی تھی کو حکم فرمایا کہ اپنے احرام کھول دیں۔

ان حضرات نے آٹھ ذوالحج کو دوبارہ حج کا احرام باندھا۔

منیٰ میں تشریف آوری

حضور ﷺ آٹھ ذوالحج کو منیٰ میں تشریف لائے ۔دوسرے صحابہ کرام بھی آقا ﷺ کے ساتھ ساتھ آئے۔ان میں سے بعض تلبیہ کہتے اور بعض تکبیر پڑھتے تھے۔حضور ﷺ نے کسی پر اعتراض نہیں فرمایا حضور ﷺ نے صحابہ اکرام کے ساتھ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں منی میں ادا فرمائیں اور منیٰ ہی میں صحابہ اکرام کی معیت میں رات بسر فرمائی اور صبح سورج طلوع ہونے تک تشریف فرما رہے۔

عرفات میں تشریف آوری

حضور ﷺ سورج طلوع ہونے کے بعد عرفات شریف کے میدان کی طرف چل پڑے۔پیچھے پیچھے صحابہ اکرام کا جم غفیر بھی چل پڑا۔عرفات میں پہنچنے کے بعد حضور ﷺ کا خیمہ مبارک مسجد نمرہ کے پاس عرفات کے مشرقی جانب نصب کیا گیا اس دن جمعتہ المبارک تھا۔

(آج جمعتہ المبارک ۲۷ ذیعقد ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۳۔۹۔۴ رات خواب میں اذان دے رہا ہوں اور خاص کر اشھد عنا محمد رسول اللہ بہت زور سے ادا کر رہا ہوں)۔(نثارالنبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ لاہور پاکستان)

خطبہ حجتہ الوداع

بعد الحمد للہ سے بلد کم ھذا تک۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حمد وثناء کے بعد اے لوگو! تمہاری جانیں اور تمہارے اموال تم پر عزت اور حرمت والے ہیں۔ یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو یہ اس طرح ہے جس طرح تمہارا یہ دن حرمت والا ہے۔تمہارا یہ مہینہ حرمت والا ہے اور تمہارا یہ شہر حرمت والا ہے۔

وانکم ستلقون ربکم سے ولا تظلمون تک۔

بیشک تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔سنو اللہ کا پیغام میں نے پہنچا دیا اور جس شخص کے پاس کسی نے امانت رکھی ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اس امانت کو اس کے مالک تک پہنچا دے سارا سود معاف ہے لیکن تمہارے لئے اصل زر ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔

قضی اللہ انہٗ لا ربا سے تکبر وقتلہ معزیل تک۔ 1056

اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ کوئی سود نہیں سب سے پہلے میں جس سود کو کالعدم کرتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ یہ سب کا سب معاف ہے۔ زمانہ جاہلیت کی ہر چیز کو میں کالعدم کرتا ہوں۔ اور تمام خونوں میں سے جو خون میں معاف کر رہا ہوں وہ حضرت عبدالمطلب کے بیٹے حارث کے بیٹے ربیعہ کا خون ہے جو اس وقت بنوسعد کے ہاں شیر خوار بچہ تھا اور ہذیل قبیلہ نے اس کو قتل کر دیا۔

ایھا الناس! سے علیٰ دینکم تک۔

اے لوگو! شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ اس زمین میں اس کی کبھی عبادت کی جائے گی لیکن اِسے یہ توقع ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ کرانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس لئے تم ان چھوٹے چھوٹے اعمال سے ہوشیار رہنا۔

پھر فرمایا: کہ جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ سال کو بارہ مہینوں میں تقسیم کیا۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ (ذی قعدہ۔ ذی الحج۔ محرم اور رجب) ان مہینوں میں جنگ و جدل جائز نہیں۔

(کفار اپنے مطلب کے لئے ان مہینوں کو آگے پیچھے کر لیا کرتے تھے)

ایھا الناس اتقوا اللہ سے بالمعروف فاعقلوا تک۔

اے لوگو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔ میں تمہیں عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمہارے زیردست ہیں وہ اپنے بارے میں کسی اختیار کی مالک نہیں اور یہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہیں اور اللہ کے نام سے وہ تم پر حلال ہوئی ہیں تمہارے ان کے ذمہ حقوق ہیں اور ان کے تم پر بھی حقوق ہیں۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر کی حرمت کو برقرار رکھیں۔ اور ان پر یہ لازم ہے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب نہ کریں اور اگر ان سے بے حیائی کی کوئی حرکت سرزد ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم ان کو اپنی خوابگاہوں سے دور کر دو اور انہیں بطور سزا تم مار سکتے ہو لیکن جو ضرب شدید نہ ہو اگر وہ باز آ جائیں تو پھر تم پر لازم ہے کہ تم ان کے خورد و نوش اور لباس کا عمدگی سے انتظام کرو۔ اس بات میں ہوشیار رہو۔

ایھا الناس سے علیہ وسلم تک۔

اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو۔ بیشک میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے اور میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (یعنی قرآن حکیم) اور اس کے نبی ﷺ کی سنت

ایھا الناس سے المسلمین اخوۃ تک۔

اے لوگو! میری بات غور سے سنو اور اس چیز کو سمجھو یہ چیز معلوم ہونی چاہئے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔

فلا یحل لا مری سے جماعۃ المسلمین تک۔ 1056

کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کی رضامندی کے خلاف اس کے مال سے کوئی چیز لے۔پس تم اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔ دل ان تین باتوں پر حسد وعناد نہیں کیا کرتے۔کسی عمل کو صرف اللہ کی رضامندی کے لئے کرنا حاکم وقت کو از راہ خیر خواہی نصیحت کرنا کرنا مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ شامل رہنا۔

فان دعوتھم سے منھا الا ما کتب لہ تک۔

اور بیشک ان کی دعوت ان لوگوں کو بھی گھیرے ہوئے ہے۔ جو ان کے علاوہ ہیں جس کی نیت طلب دنیا ہو۔ اللہ تعالیٰ فقر وافلاس کو اس کی آنکھوں کے سامنے عیاں کر دیتا ہے اور اس کے پیشہ کی آمدن منتشر ہو جاتی ہے اور نہیں حاصل ہوتا اس کو اس سے مگر جتنا اس کی تقدیر میں لکھ دیا گیا ہو۔

ومن تکن سے وھی راغمۃ تک۔

اور جس کی نیت آخرت میں کامیابی حاصل کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اس کا پیشہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور دنیا اس کے پاس اس حالت میں آ رہی ہوتی ہے کہ وہ اپنا ناک گھسیٹ رہی ہوتی ہے۔

فرحم اللہ امراء سمع مقالتی حتی یبلغہ غیرہ

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے میری بات کو سنا اور دوسروں تک پہنچا دیا۔

فرب حامل فقہ ولیس بفقیہ ورب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ

بسا اوقات وہ آدمی جو فقہ کے کسی مسئلے کا جاننے والا ہے۔ وہ خود فقیہ نہیں ہوتا۔ اور بسا اوقات حامل فقہ کسی ایسے شخص کو بات پہنچاتا ہے جو اس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے۔

ارقاء کم سے انہ سیورثہ تک۔

تمہارے غلام تمہارے غلام جو تم خود کھاتے ہو ان سے ان کو کھلاؤ۔ جو تم خود پہنتے ہو۔ ان سے ان کو پہناؤ۔ اور اگر ان سے ایسی کوئی غلطی ہو جائے جس کو تم معاف کرنا پسند نہیں کرتے تو ان کو فروخت کر دو اے اللہ کے بندو ان کو سزا نہ دو۔ ان کو سزا نہ دو۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ پڑوسی کے بارے میں (حضور ﷺ) نے یہ جملہ اتنی بار دہرایا کہ ہمیں اندیشہ ہو گیا کہ کہیں حضور ﷺ پڑوسی کو وارث نہ بنا دیں)

ایھا الناس! سے والزعیم غارم تک۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے کہ اس لئے کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے کسی وارث کے لئے وصیت کرلے۔ بیٹا بستر والے کا ہوتا ہے یعنی خاوند کا' اور بدکار کے لئے پتھر۔ جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کے بغیر کسی طرف منسوب کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت ہو۔ نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے کوئی بدلہ اور نہ

کوئی مال۔

جو چیز کسی سے مانگ کر لو۔ اسے واپس کر دو۔ عطیہ ضروری واپس ہونا چاہئے (یعنی دودھ کے لئے ہدیہ لی گئی اونٹنی دودھ سے استفادہ کے بعد واپس ہونی چاہئے) اور قرضہ لازمی طور پر اسے ادا کرنا چاہئے۔ جو ضامن ہو اس پر اس کی ضمانت ضروری ہے۔

وانتم سے و نصحت تک۔

(اس کے بعد حضور علیہ السلام نے لوگوں سے دریافت فرمایا) کہ تم سے میرے بارے میں دریافت کیا جائے گا تم کیا جواب دو گے۔ سب نے کہا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اس کو ادا کیا اور نصیحت (خلوص کے ساتھ) کی حد کر دی۔ (ا۔ضیاء النبی ۴۔ ۷۵۸) (سہل الہدیٰ ۸۔ ۱۲۶ تا ۶۴۴۶)۔

حضور ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا پھر لوگوں کی طرف موڑا اور فرمایا۔ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا۔ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا۔ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا عرفات کے میدان میں حضور ﷺ نے یہ عالیشان خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔

انہوں نے اذان پڑھی اس کے بعد اقامت پڑھی۔ حضور ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں (قصر) پڑھائیں اس کے بعد اقامت کی گئی۔ حضور ﷺ نے پھر عصر کی دو رکعتیں (قصر) پڑھائیں ان دونوں میں آہستہ دل میں قرأت فرمائی گئی اس روز جمعتہ المبارک تھا۔

نماز کے بعد حضور ﷺ اونٹنی پر سوار ہو کر موقف پر تشریف لائے اور غروب آفتاب تک اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ عالیہ میں بڑی عاجزی سے دعائیں مانگتے رہے۔ یہ دعائیں تمام امت کے لئے مشعل راہ ہیں۔

(ضیا النبی ۴/ ۷۵۳ تا ۷۵۸۔ سبل الہدیٰ ۸/ ۶۴۴)

حضور سرور کائنات ﷺ کی دعائیں

عرفات کے میدان میں حضور ﷺ کی دعاؤں میں سے چند ایک دعائیں بیان کی جاتیں ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی۔

"اللھم انک تَسْمَعُ کَلَامِیْ

"اے اللہ تو میری گفتگو کو سنتا ہے"۔

وتری مکانی

اور میری قیام گاہ کو دیکھ رہا ہے

1056

وتعلم سری وعلانیتی

اورتو میرے باطن اور ظاہر کو جانتا ہے۔

لَا یَخْفٰی علیك شئی من امری

میرے حالات میں سے کوئی چیز بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں۔

آنا بائس الفقیر۔ المستغیث۔ المستجیر۔

میں تیری جناب میں فریاد کرنے والا ہوں پناہ مانگنے والا ہوں اَلْوَجَلَ الْمُشْفِق۔ اَلْمُقِرُّ۔ المعترف بذنبہ ڈرنے والا۔ خوفزدہ اپنے گناہوں کا اقرار کرنے والا ہوں۔ اسئلك مسئللة المسكين واسهل اليك میں تجھ سے ایک مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں۔

ابتهل المذنب الذليل

اور ایک گناہ گار ضعیف اور کمزور عاجز کی طرح تجھ سے عاجزی کرتا ہوں۔

وادعوك دعا الخائف الضرير۔

اور میں اس طرح دعا کرتا ہوں جس طرح ایک نابینا ڈرنے والا مانگتا ہے۔

من خفعت لك رقبته وفاضت لك عبرته وزل جسده ورغم انفه لك

جس کی گردن تیرے لئے جھک گئی ہو جس کے آنسو تیرے ڈر سے بہہ رہے ہوں جس کا جسم عاجزی کر رہا ہو جس کی ناک تیری بارگاہ میں خاک آلودہ ہو۔

اللهم لا تجعلی بدعائك رب شقيا۔

اے اللہ مجھے شقی نہ بنانا اور میری دعا قبول کرنا۔

وكن بی رووفا رحيما يا خير مسئولين ويا خير معطين"۔

اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک کرنا' اے ان سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے اور ان سب سے بہتر جو عطا کرتے ہیں"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی دعا فرمائی۔

ترجمہ۔"اے اللہ ساری تعریفیں تیرے لئے ہیں اس طرح جس طرح ہم تیری حمد کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی بہتر۔

اے اللہ میری نمازیں' میری قربانیاں' میری زندگی اور میری موت صرف تیرے لئے ہے۔ میرا لوٹنا بھی تیری جناب میں ہے۔ اور میری میراث تیرے حوالے ہے۔ اے اللہ میں عذاب قبر سے۔ سینہ میں پیدا ہونے والے وسوسوں سے اور کسی مقصد کے منتشر ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اے اللہ میں ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کا سبب ہوا ہو اور اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں 1056 جو رات میں داخل ہو۔ اور پر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو دن میں داخل ہو۔ نیز زمانہ کی تباہ کاریوں کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں''۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی دعا مانگی۔

ترجمہ: کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارے ملک ساری تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ ساری بھلائیاں اسی کے دست قدرت میں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ میرے دل میں نور کر دے۔ میری آنکھوں میں نور کر دے اے اللہ میرے سینے کو اپنے لئے کھول دے۔ میرے ہر حصہ کو اپنے لئے آسان فرما۔ میں سینہ کے وسوسوں سے حالات کے پراگندہ ہونے سے قبر کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ جو فتنہ رات میں داخل ہوتا ہے اور جو فتنہ دن میں داخل ہوتا ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کے ساتھ ہوائیں چلتی ہیں اور زمانہ کی ہلاکت انگیزیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اسی مقام پر یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

ترجمہ: ''آج کے دن میں نے تمہارے لئے اپنا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا''۔ (سورۃ مائدہ، ۳)

(ضیاء النبی ۴۔ صفحہ ۷۶۱ تا ۷۵۸۔ سبل الہدیٰ ۶۔ ۷۶۴۔ خاتم النبیین۔ ۲۔ ۱۲۱۲)

ایک شخص کی وفات

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ اسی اثناء میں ایک آدمی اپنے اونٹ سے گر پڑا اور اونٹ نے اسے کچل ڈالا اور وہ احرام کو حالت ہی میں مر گیا۔ حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانی میں بیری کے پتے ڈال کر ابالو۔ اور اس سے اس کو غسل دو اور انہی احرام کے کپڑوں میں اس کو کفن دو اس کی خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سَر ڈھانپو بے شک اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ''لبیک'' پکارتا ہوا اٹھائے گا۔ (صحیح البخاری کتاب الجنائز الکفین سیرت رحمت دارین۔ ۷۷۹)

عرفات سے روانگی

حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب شفق کی زردی ختم ہوگئی تو عرفات کے میدان سے روانہ ہوئے۔ حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اونٹنی کی مہار کو

سختی سے کھینچ رکھا تھا۔ رش بہت زیادہ تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ بٹھایا ہوا 1056 حضور ﷺ اشارے سے بھی لوگوں کو آہستہ آہستہ چلنے کے متعلق فرمارہے تھے اور زبان مبارک سے بھی فرمارہے تھے اے لوگو! سکون اور اطمینان کے ساتھ چلو۔ اے لوگو! سکون اور اطمینان کے ساتھ چلو۔ حضور ﷺ تلبیہ بھی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ مزدلفہ میں تشریف لے آئے۔

مزدلفہ میں دوبارہ قیام شب

حضور ﷺ نے مزدلفہ میں تشریف لانے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان پڑھنے کا حکم دیا اور سواری سے اتر کر وضو فرمایا اور اقامت کہی گئی اور حضور ﷺ نے تمام لوگوں کے ساتھ مغرب کی نماز ادا فرمائی اس کے بعد پھر اقامت کہی گئی اور حضور ﷺ نے تمام لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز قصر ادا فرمائی۔ اور تھوڑی دیر آرام فرمایا۔

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عرفہ کی رات حضور ﷺ کو میں نے دیکھا کہ دیر تک اپنی امت کی مغفرت اور رحمت کے لیے دعا فرماتے رہے اور التجا فرماتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ میں نے تمہاری دعا کو قبول کر لیا ہے جن کے لئے آپ (ﷺ) نے مغفرت کی دعا مانگی ان کو بخش دیا ہے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ایک دوسرے پر ظلم کئے۔ میں مظلوم کا حق ظالم سے ضرور لوں گا وہ گناہ جو میرے درمیان اور میرے بندوں کے درمیان تھے معاف کر دیئے۔

حضور ﷺ نے اللہ جل شانہ سے عرض کی۔

اے میرے پروردگار تو اس بات پر قادر ہے کہ مظلوم کو اس کے حق کے بدلہ میں جنت میں کوئی قطعہ دے دے اور اس ظالم کو بھی بخش دے۔ لیکن یہ دعا اس وقت قبول نہ ہوئی۔

مقام مزدلفہ میں حضور ﷺ ہنستے ہوئے اٹھے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو پاس ہی بیٹھے تھے نے آقا ﷺ کو ہنستے دیکھ کر عرض کی۔

> ''ہمارے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان ہوں ایسے لمحات میں حضور ﷺ کو کس چیز نے ہنسایا۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (میری بقیہ دعا کو جو ظالم اور مظلوم کے حق میں کی تھی) کو شرف قبولیت فرمالیا ہے۔ تو جب ابلیس نے دیکھا کہ میری یہ دعا بھی قبول ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے میری امت کو بخش دیا ہے تو وہ مٹی کی مٹھیاں بھر بھر کر اپنے سر پر ڈالنے لگا اور ''ویدعو بالویل والثبور'' اور میں تباہ ہوگیا۔ برباد ہوگیا کا واویلہ کرنے لگا اس کی اس حالت زار کو دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی۔ (ضیاء النبی ۴۔ ۶۳۷۔ تا۔ ۶۱۷۔ تاریخ الخمیس ۔ ۲۔ ۱۵۱۔ کتاب البعث النشور۔ ابن ماجہ بیہقی)

1056

مزدلفہ میں صبح

حضور سرور کائنات ﷺ رات اور سحری میں مزدلفہ میں دیر تک اپنی امت کے لئے دعائیں مانگتے رہے۔ (یہاں پر اکثر لوگ تھکے ہوئے ہونے کی وجہ سے ساری رات سوئے رہتے ہیں حالانکہ یہ بہت ہی افضل رات ہے۔)

صبح کی نماز حضور ﷺ نے اول وقت میں تمام صحابہ کے ساتھ ادا فرمائی اور اعلان فرمایا کہ سورج طلوع ہونے کے بعد کنکریاں ماری جائیں۔

آقا ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مشعر الحرام تشریف لے آئے اور قبلہ رو ہو کر ذکر و تہلیل اور دعائیں فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ کافی سفیدی پھیل گئی۔ اس کے بعد آقا ﷺ روانہ ہوئے اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیچھے اونٹنی پر سوار فرما لیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے لئے کنکریاں چنتے رہے۔

حضور ﷺ نے بطن محشر سے گزرتے ہوئے اپنی اونٹنی کی رفتار تیز فرما دی۔ (یہ وہ وادی ہے جہاں ابرہہ کے ہاتھیوں کا لشکر اس کے سمیت اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تباہ و برباد فرما دیا تھا حضور ﷺ ایسی جگہوں سے تیزی سے گزر فرماتے تھے۔

منیٰ میں تشریف آوری

حضور ﷺ آقا دو جہاں منیٰ میں تشریف لائے اور سب سے پہلے جمرہ عقبہ گئے اور اونٹنی پر سواری کی حالت میں کنکریاں ماریں۔ سورج طلوع ہونے کے بعد جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد تلبیہ کو ختم کر دیا گیا۔

کنکریاں مارنے سے فراغت کے بعد حضور ﷺ واپس تشریف لائے اور منیٰ میں دوسرا خطبہ ارشاد فرمایا۔ مہاجرین کو قبلہ کے دائیں طرف اور انصار کو قبلہ کے بائیں طرف اور باقی لوگوں کو ان کے اردگرد بٹھا کر حضور ﷺ نے اپنی اونٹنی عصباء پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ جل شانہ نے حضور ﷺ کی آواز کو ایک ایک تک پہنچایا یہاں تک کہ لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے حضور ﷺ کی آواز مبارک کو بڑی آسانی سے سماعت کرتے رہے!

اس وقت حضرت عمرو بن خارجہ حضور ﷺ کی اونٹنی کی گردن کے نیچے کھڑے تھے اور اونٹنی کی رالیں اس کے منہ سے نکل نکل کر ان کے کندھوں پر ٹپک رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ منیٰ

ترجمہ خطبہ: حاضرین غور سے سنو! ”زمانہ گردش کرتے ہوئے اس حالت پر پہنچ گیا ہے جب اس کا آغاز ہوا جس دن زمین و آسمان کو پیدا کیا گیا۔ سال کے بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ تین لگا تار ہیں ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ اور محرم اور رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے کیا تم سمجھتے ہو آج کون سا دن ہے ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا

رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔حضور ﷺ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ہم نے گمان کیا کہ حضور ﷺ اس دن کا نام بدلنا چاہتے 1056
ہیں۔حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہ یوم نحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ

پھر فرمایا کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں حضور ﷺ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے ہم نے خیال کیا کہ حضور ﷺ اس کا نام بدلنا چاہ رہے ہیں۔فرمایا کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں؟ ہم نے عرض کی۔ہاں یا رسول اللہ (ﷺ) پھر فرمایا کہ یہ کونسا شہر ہے ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔حضور ﷺ خاموش ہو گئے۔ہم نے گمان کیا کہ حضور ﷺ اس کا نام بدلنا چاہ رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کیا یہ شہر مکہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ بیشک یہ وہی شہر ہے پھر فرمایا کہ تمہارے خون۔تمہارے مال، تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جس طرح یہ حرمت والا دن۔اس حرمت والے شہر میں اس حرمت والے مہینہ میں عزت وشرف کا مالک ہے۔

اور عنقریب تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے۔وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا کان کھول کر سن لو۔میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ۔غور سے سنو۔جو یہاں موجود ہیں وہ میرا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں۔شاید جس کو تم میرا یہ پیغام پہنچاؤ۔وہ میرے اس پیغام کو تم سے زیادہ سمجھے اور یاد رکھنے والا ہو پھر فرمایا کہ کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بیشک پہنچا دیا۔حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔اے اللہ! گواہ رہنا۔اے اللہ! گواہ رہنا''۔(ضیاالنبی ۴/ ۷۶۶ تا۷۶۵)

قربانی

حضور ﷺ خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد منیٰ میں اس مقام پر تشریف لے گئے۔جہاں قربانی دی جاتی تھی جانور ذبح کئے جاتے تھے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ قربانی پورے منیٰ اور مکہ کی ہر گلی میں ہو سکتی ہے قربانی کے جو اونٹ لائے تھے ان میں سے تریسٹھ اونٹوں کو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے ذبح فرمایا۔اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی ہر سال کے بدلے میں ایک اونٹ ذبح فرمایا گیا۔

بقیہ سینتیس اونٹ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذبح فرمائے قربانی کے وقت حضور ﷺ کے آگے پانچ پانچ اونٹوں کو اکٹھے پیش کیا جاتا تھا اور ہر ہر اونٹ خود دوڑ کر قربان ہونے کے لئے آگے آتا تھا اور اپنی گردن رکھ دیتا تھا۔

حضور ﷺ نے ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے ذبح فرمائی۔(سبل الهدیٰ ۸/ ۴۵۵)

حجامت مبارک

حضور ﷺ نے قربانی سے فراغت کے بعد حجام کو یاد فرمایا۔اس کا نام معمر بن عبداللہ بن نفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔صحابہ

اکرام اردگرد بال مبارک حاصل کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔حضور ﷺ نے معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھتے 4056 ہوئے فرمایا کہ اے معمر تجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اجازت دی ہے کہ تو استرہ ہاتھ میں لئے حضور ﷺ سر (مبارک) کے پاس کھڑا ہے۔معمر نے عرض کی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے اور اس کے رسول ﷺ کی مجھ پر مہربانی ہے) کہ مجھے یہ سعادت نصیب فرمائی گئی۔

حضور ﷺ نے حجام کو اپنے سر مبارک سے داہنی جانب حلق کرنے کا ارشاد فرمایا اور تمام بالوں کو حاضرین میں تقسیم فرمایا گیا پھر حجام کو حضور ﷺ نے بائیں طرف سے حلق کرنے کا حکم فرمایا۔اور تمام بالوں کو حاضرین میں تقسیم کر دیا گیا۔حضور ﷺ نے فرمایا۔

"اقسمه بين الناس"
انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجام سے پیشانی کے بالوں میں سے کچھ لے لئے اور ان کو اپنی ٹوپی میں جو وہ پہنتے تھے سلوا لیا اور ہمیشہ اسے پہن کر جنگ کرتے رہتے اور اس کی برکت سے ہمیشہ دشمن پر فتح یاب ہوتے رہے۔

زیادہ تر صحابہ اکرام نے حلق فرمایا اور چند ایک صحابہ اکرام نے بال ترشوائے۔حضور ﷺ نے حلق کروانے والوں کے لئے تین مرتبہ اور بال ترشوانے والوں کے لئے ایک مرتبہ بخشش کی دعا فرمائی۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے خوشبو لگائی، قمیض زیب تن فرمائی اور سارے لوگ حضور ﷺ کے ساتھ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو گئے۔آقا ﷺ نے عبداللہ بن السہمی کو بھیجا کہ لوگوں میں اعلان کر دیا جائے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ "یہ کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے دن ہیں"۔

طواف زیارت

حضور ﷺ ظہر کے وقت اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف حرم شریف میں حاضری کے لئے چل دیئے۔آقا ﷺ نے اس وقت اپنے پیچھے معاویہ بن ابی سفیان کو بٹھایا ہوا تھا۔حضور ﷺ نے حرم شریف میں پہنچ کر بیت اللہ کا طواف فرمایا۔اس کو طواف زیارت طواف افاضہ اور طواف صدر بھی کہتے ہیں۔اس کے بعد حضور ﷺ نے زمزم کا پانی نوش فرمایا اور اس کے بعد دوبارہ منیٰ تشریف لے آئے اور تشریف لا کر نماز ظہر ادا فرمائی۔بعض کے نزدیک نماز ظہر مکہ مکرمہ میں ادا کی گئی لیکن ابن قیم نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے واللہ اعلم۔حضور ﷺ جمرۃ اولیٰ کے پاس رمی کے لئے کافی دیر رکتے۔اور رمی فرماتے پھر اس سے کم دیر جمرہ ثانیہ کے پاس رکتے اور رمی فرماتے اور پھر تھوڑی دیر جمرہ ثالثہ کے پاس رک کر رمی فرماتے تھے۔

تیسرا خطبہ مبارک

حضور ﷺ پر گیارہ ذوالحجہ کو سورۃ النصر نازل ہوئی۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝١ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝٢ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝٣

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ (جل شانہ) کی نصرت آ پہنچی اور آپ ﷺ نے لوگوں کو دین میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھ لیا۔ پس آپ (ﷺ) اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح اور توبہ فرمائیں۔ یقیناً وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

حضور ﷺ کو خالق حقیقی کے پاس جانے کا واضح اشارہ مل گیا تو آقا ﷺ نے ایک دفعہ پھر اپنی امت سے رخصت ہونے سے پہلے لوگوں کو اکٹھے ہونے کا حکم فرمایا اور اونٹنی پر کجاوہ کسا گیا اور آقا ﷺ عقبہ کے مقام پر تشریف لے گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا۔

''اے لوگو! (کان کھول کر سن لو) تمہارا پروردگار ایک ہے۔ کان کھول کر سن لو تمہارا باپ ایک ہے۔ کان کھول کر سن لو عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے۔ نہ کالے رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر اور نہ سرخ رنگ والے کو کالی رنگت والے پر بجز تقویٰ کے''۔

اللہ تعالیٰ کی جناب میں تم میں سے وہی زیادہ معزز اور محترم ہے۔ جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ کان کھول کر سن لو۔ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کے پیغام تم تک پہنچا دیئے؟ سب نے کہا کہ بیشک اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے رب کے سارے پیغامات پہنچا دیئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو یہاں موجود ہیں وہ یہ باتیں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں بسا اوقات جس کو بعد میں یہ پیغام پہنچایا جائے گا وہ آج سننے والوں سے زیادہ عقلمند ہوگا۔ پھر فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے صحابہ خاموش رہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شہر حرام ہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کون سا بلد یعنی شہر ہے؟

سب چُپ رہے۔ فرمایا یہ حرمت والا شہر ہے۔ پھر فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ لوگ خاموش رہے۔ خود ہی فرمایا یہ حرمت والا دن ہے۔ پھر فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے خونوں کو تمہارے اموال کو۔ تمہاری عزتوں کو ایک دوسرے پر حرام کر دیا ہے۔ جس طرح یہ مہینہ اِس تمہارے شہر میں اِس مبارک دن میں بڑی عزت و حرمت والا ہے اور یہ حرمت اُس روز تک برقرار رہے گی۔ جب قیامت کے روز تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے۔ لوگو بتاؤ! کیا میں نے اللہ تعالیٰ کے پیغام تم تک پہنچا دیے ہیں۔ سب نے کہا کہ بے شک حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا۔ پھر فرمایا کہ لوگو تم اپنے پروردگار

سے ملاقات کرو گے ۔ وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ خبردار کیا میں نے تم کو اللہ کے پیغام پہنچا دیئے 1056 ۔ سب لوگوں نے کہا بے شک ! حضور علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔ خبر دار جس کے پاس کسی کی کوئی امانت ہے وہ اِس امانت کو امانت رکھنے والے کو پہنچا دے ۔ کان کھول کرسُن لو کہ تمام سود کالعدم کر رہا ہوں ۔ تمام قتل معاف کیے جارہے ہیں ۔ سب سے پہلا قتل جو میں معاف کرتا ہوں وہ میرے چچا حارث کے بیٹے ربیعہ کا خون ہے ۔ وہ بنی سعد میں شیر خوار بچہ تھا۔ ہذیل نے اُس کو قتل کر دیا تھا۔ خبردار کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے ۔ سب نے کہا کہ بے شک ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ تو گواہ رہنا۔ پس جو حاضر ہیں ان پر واجب ہے کہ جو یہاں موجود نہیں اُن تک پیغام پہنچا دیں ۔ کان کھول کرسن لو ۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہے ۔ پھر فرمایا کہ میری یہ بات اچھی طرح سُن لو ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ کسی مسلمان کا مال دوسرے مسلمان پر حلال نہیں ۔ جب تک کہ وہ خوشی سے نہ دے ۔ پھر فرمایا کہ اے لوگو! (حرمت والے مہینوں کو) ہٹا دینا کُفر میں اضافہ کرنا ہے ۔ گمراہ کیے جاتے ہی اِس سے وہ لوگ جو کافر ہیں ۔ حلال کر دیتے ایک ماہ کو ایک سال اورحرام کر دیتے ہیں اِسی کو دوسرے سال ۔ تا کہ پوری کریں گنتی اُن مہینوں کی جنہیں حرام کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ۔ کان کھول کرسُن لو ۔ زمانہ لوٹ کر اِس دن پر آ گیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانون اور زمین کو پیدا فرمایا تھا۔ پھر یہ آیت پڑھی ترجمہ: ’’مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں بارہ ہے ۔‘‘ پس عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اِن کے بارے میں ایک دوسرے کو بھلائی کی وصیت کرو ۔ خبردار کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے؟ سب نے کہا بے شک ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا۔ اے لوگو! شیطان اِس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ تمہاری اِس زمین میں اس کی پوجا کی جائے گی لیکن وہ اِس بات پر راضی ہو گیا ہے کہ تم چھوٹے چھوٹے گناہوں کا ارتکاب کرو ۔ بے شک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے ۔ بے شک سارے مسلمان ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں ۔ کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی کا خون اور مال حلال نہیں جب تک وہ خوشی سے نہ دے ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں ۔ یہاں تک کہ وہ لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہیں جب وہ (یہ کلمہ) کہیں گے تو اپنے خون اور اموال ہم سے محفوظ کر لیں گے ۔ بجز اُن کے حق کے اور ان کے اعمال کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرنا۔ میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے رہو ۔ میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو راہ راست سے نہیں بھٹکو گے ۔ وہ ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید)

أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ؟ کیا میں نے اللہ کا پیغام تمہیں پہنچا دیا سب لوگوں نے کہا ۔ بیشک ۔ حضور ﷺ نے فرمایا ۔

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ۔

ترجمہ: اے اللہ تو گواہ رہنا ۔

سبحان اللہ ایسے خطبات حضور ﷺ نے ارشاد فرمائے ۔ کہ کوزے میں سمندر کو بند کر دیا ۔ آج کل کے مفکر اتنی اتنی موٹی

کتابیں لکھ کر بھی جو باتیں بیان نہیں کر پاتے۔ حضور ﷺ نے نپے تلے چند الفاظ میں وہ باتیں ذہن نشین کروا دیں۔ 1056 اس کے بعد حضور ﷺ اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے ظہر اور عصر کی نمازیں ابطح میں ادا فرمائیں اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق حضور ﷺ نے محصب وادی میں نزول فرمایا اس کو خیف بنی کنانہ بھی کہا جاتا ہے۔

حضور ﷺ نے ایام تشریق کے تین دنوں میں رمی جمار کی اور منگل کے دن ظہر کی نماز کے بعد یہاں سے وادی محصب روانہ ہوئے حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے لئے یہاں پہلے ہی خیمہ نصب فرما دیا تھا صبح سویرے مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ نے صبح کی نماز سے پہلے طواف وداع فرمایا۔ اس طواف میں رمل نہیں تھا۔

واپسی میں حضور ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو بہت درد کی تکلیف ہوگئی تھی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور ان کو خوشخبری دی کہ تم ابھی فوت نہیں ہو گے بلکہ اللہ تعالیٰ تم سے کئی نیک کام لے گا جس سے تمہارا درجہ اعلیٰ و ارفع ہوگا اور تمہاری وجہ سے کئی قوموں کو نفع اور کئی کو نقصان پہنچے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ میں کافی امیر ہوں اور میری وارث صرف میری بچی ہے کیا میں اپنے مال سے دو تہایاں صدقہ نہ کر دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں عرض کی کہ کیا نصف مال صدقہ کر دوں۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ تیسرا حصہ صدقہ کر دو۔ اور وہ بھی بہت کافی ہے پھر فرمایا کہ اگر تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ جاؤ۔ یہ بہتر ہے کہ تم ان کو اس حالت میں چھوڑو کہ وہ محتاج و تنگ دست ہوں لوگوں کے سامنے ہتھیلیاں پھیلاتے رہیں۔ جو خرچ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تم دو گے اس کا تمہیں اجر دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو اس کا بھی تمہیں ثواب ملے گا۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے اٹھنے سے پہلے فرمایا کہ اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت کو جاری رکھ۔ وہ اپنی ایڑیوں کے بل نہ لوٹا دیئے جائیں۔ (ضیاء النبی ۴/ ۷۶۹ تا ۷۷۸)

مدینہ طیبہ کی طرف واپسی

حضور ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے بعد مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ واپسی میں روحا کے مقام پر ایک قافلہ ملا۔ حضور ﷺ نے انہیں سلام کیا۔ اور پوچھا کہ تم کون ہو۔ وہ بولے ہم مسلمان ہیں۔ ان کے پوچھنے پر حضور ﷺ نے انہیں بتایا کہ میں اللہ کا رسول (ﷺ) ہوں۔ ایک عورت نے اپنے چھوٹے بچے کو بلند کر کے پوچھا کہ کیا یہ حج کر سکتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں کر سکتا ہے لیکن اسے حج کا ثواب نہیں ملے گا۔ (یعنی حج جو زندگی میں کم از کم ایک بار فرض ہے اس کی فرضیت اس سے ساقط نہیں ہو جائے گی)

اس کے بعد حضور ﷺ یہاں سے ذوالحلیفہ پہنچے یہیں رات بسر فرمائی۔ صبح کی نماز نشیب میں ادا فرمائی گئی اور مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ اس کے در و دیوار نظر آنے لگے تو تین بار اللہ اکبر فرمایا جب بھی آقا ﷺ واپس مدینہ

منورہ لوٹتے تو یہ فرماتے۔

لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد و هُوَ على كل شيءٍ قدير۔ آئبون تائبون۔ عابدون۔ ساجدون۔ لربنا حمدون۔ صدق الله وحده۔ و نصر عبده و هزم الْاَحزاب وحده۔

ترجمہ: کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بجز اللہ تعالیٰ کے جو یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ ساری بادشاہی اسی کی ہے۔ سب تعریفیں اس کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ ہم مڑ کر آنے والے ہیں ہم لوٹ کر آنے والے ہیں۔ ہم عبادت کرنے والے ہیں۔ ہم سجدے کرنے والے ہیں۔ ہم اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا اپنے بندے کی مدد کی اور کفار کے لشکروں کو اکیلے شکست دی۔

حضور ﷺ لوگوں کو منع فرماتے تھے کہ آدھی رات کو اچانک گھر میں نہ جا دھمکیں۔ (یعنی پہلے اِطلاع دے دیا کریں۔)

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد

حضور ﷺ صبح مدینہ طیبہ میں حج کے بعد خیر و عافیت سے تشریف لے آئے۔ حج کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہونے سے پہلے حضور ﷺ نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف تین سو لوگوں کا جو لشکر دے کر روانہ فرما دیا ہوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامیابی و کامرانی سے ان علاقوں کو فتح کرنے کے بعد اور ان علاقوں میں اسلام کا پرچم لہرانے کے بعد کثیر مال غنیمت جس میں سے خمس نکال لیا گیا تھا۔ واپس لوٹتے وقت مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ سے آ ملے تھے۔ اور خمس کی حفاظت کے لئے حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ آئے تھے۔ اس میں یمن کے کپڑے کی گانٹھیں بھی تھیں۔

بعض صحابہ اکرام نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت کے بغیر چادریں احرام کے لئے لے لیں جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ میں اس امانت کو حضور ﷺ کو پیش کروں گا اور آقا ﷺ جس طرح چاہیں گے اسے تقسیم فرمائیں گے آپ نے کئی ایک سے واپس لے لیں تو بعض صحابہ نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف دل میں تنگی محسوس کی اور حج فرمانے کے بعد جب آقا ﷺ واپس مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑے تو مکہ کے پاس غدیر خم کے مقام پر جہاں قافلے جدا ہوتے تھے حضرت بریدہ بن حسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق شکایت کی۔ اور چادروں کے معاملہ کے متعلق عرض کیا۔

حضور ﷺ کا چہرہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت سن کر متغیر ہو گیا۔ حضور ﷺ نے الصلوٰۃ الجامع کے الفاظ کا تمام

لشکر میں اعلان فرما دیا جب بھی لوگوں کو اکٹھا کرنا ہوتا تھا تو آقا ﷺ یہ الفاظ فرماتے تھے۔ 1056

جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو نماز ادا فرمائی گئی اور حضور ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے یہ دس ہجری ذوالحجہ کی اٹھارہ تاریخ تھی اور اتوار کا دن تھا اس وقت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ پر چادر کا سایہ کیا ہوا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

ألستم تعلمون؟ أولستم تشهدون۔ إني أولى بكل مومن من نفسه؟ قالو بلى۔ قال من كنت مولاه فاناعليا مولاه۔ اللهم وال من والاهُ وعادِ مَنْ عاداه۔

(ضیاء النبی ۴۔ ۸۴۷۔ ابن کثیر سیرت النبویہ ۴۔ ۴۲۲۔ صحیح الترمذی)

(علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ سند جہد ہے اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ اور کتب سنن کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔ امام ترمذی نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔)

"فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے؟ کیا تم اس بات کی شہادت نہیں دیتے؟ کہ میں ہر مومن سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ سب نے عرض کی حضور ﷺ نے سچ فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "جس کا میں مددگار اور دوست ہوں۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کے مددگار اور دوست ہیں اے اللہ جو ان کو دوست بناتا ہے تو بھی اس کو اپنا دوست بنا اور جو ان سے عداوت کرتا ہے تو بھی اس سے عداوت کر"۔

حضور ﷺ نے قیامت تک کے مسلمانوں کو نصیحت فرما دی کہ اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنی ہے تو سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوستی کرو۔

اور حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں ہر مسلمان سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں سے حاضر ناظر کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ جہاں اللہ رب العزت تمام جہانوں کے "رب العالمین" ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے حضور ﷺ تمام جہانوں کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے "رحمت اللعالمین" ہیں۔

القرآن: وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اور اسی طرح قیامت تک بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے حضور علیہ السلام مومنوں کی جانوں سے بھی ان کے قریب ہیں۔ کیا لوگ نہیں چاہتے کہ ہمیشہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں رہیں؟ اور اگر چاہتے ہیں۔ تو پھر حضور علیہ السلام کو حاضر و ناظر ماننا ہو گا۔ کیونکہ حضور علیہ السلام ہی رحمت اللعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے لیے: نَحۡنُ اَقۡرَبُ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ فرمایا وہاں حضور علیہ السلام کے لیے اَلنَّبِىُّ اَوۡلٰى بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ نبی علیہ السلام مومنین سے اُن کی

1056

جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں،

حضور ﷺ نے فرمایا۔

واللہ معطی و انا قاسمٌ

اللہ تعالیٰ کی ذات عطا فرمانے والی یعنی دینے والی ہے اور میں اس کا تقسیم کرنے والا ہوں۔

حضرت بریدہ بن محصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اس گفتگو کے بعد میرے دل سے فوراً تنگی نکل گئی اور اس دن سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے بہت زیادہ محبوب بن گئے۔

حضور ﷺ کے اس طرح فرمانے سے تمام لوگوں کے دلوں میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اور زیادہ بڑھ گئی اور جن لوگوں کے دلوں میں تنگی آئی تھی وہ بھی رفع ہوگئی حضور ﷺ مدینہ منورہ میں پچیس ذوالحج واپس تشریف لائے اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ اور حضور ﷺ سے محبت کرنے والوں کی محبت میں زندہ رکھے اِسی میں موت دے اور انکے ساتھ ہی اُٹھا کھڑا کرے اور جنت میں حضور ﷺ اور حضور ﷺ کے محبوبوں کی ہمسائیگی میں جگہ عطا فرمائے۔آمین بجاہ نبی الکریم رؤف الرحیم ﷺ حجتہ الوداع کا بیان مکمل ہوا۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔بروز ہفتہ ۲۸ ذیعقد ۱۲۳۴ھ۔صبح ۳۰۔۸۔لاہور بمطابق ۲۰۱۳۔۱۰۔۴

نصیحتیں اور اشارے

حضور نبی کریم رؤف الرحیم حجتہ الوداع سے واپس مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد محرم اور صفر مدینہ طیبہ میں خیر و عافیت سے رہے۔حضور ﷺ ذی الحجہ کی پچیس تاریخ دس ہجری کو مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔اس دوران ایک دن آقا ﷺ مقام احد پر شہدا کی قبروں پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔

انتم سابقون و نحن بکم ان شاء اللہ لاحقون۔

''تم ہم سے آگے جانے والے ہو اور ہم جلدی تم سے ملنے والے ہیں اس کے بعد مسجد نبوی شریف میں تشریف لا کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

اَنِّیْ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ فَرَطٌ وَ اَنَا عَلَیْکُمْ شَهِیْدٌ وَّاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ مِنْ مُّقَامِیْ هٰذَا وَ اِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ لَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا اَنْ تُنَافِسُوْا فِیْهَا وَ تَهْلِکُوْا کَمَا هَلَكَ مِنْ کَانَ قَبْلِکُمْ۔ (ضیاء النبی ۴۔۷۹۰۔السیرۃ الحلبیہ ۲۔۳۹۸ السیرۃ النبویہ ۶۵۶۔الرحیق المختوم ۴۳۵)

ترجمہ: ''میں تمہارا پیشرو یعنی تم سے آگے جانے والا ہوں۔اور میں تم پر گواہی دوں گا تمہاری اور میری ملاقات

حوض کوثر پر ہو گی اور میں یہاں بیٹھا ہوا حوض کوثر دیکھ رہا ہوں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما 1056
دی گئی ہیں اور مجھے تمہارے بارے میں یہ اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے یہ خوف ضرور ہے ۔کہ تم دنیا حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے ۔جس طرح تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں تھیں ۔''

امام ابن اسحاق کے مطابق ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے اپنے ایک غلام ابو مویہبہ کو آدھی رات کو یاد فرمایا جب وہ حاضر ہوئے تو ان سے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جنت البقیع میں مومن لوگوں کے لئے دعائے مغفرت کروں ۔حضور ﷺ اِن کے ساتھ جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور قبروں کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَهْلَ الْمُقَابِرِ لِيَهْنِ لَكُمْ مَا أَصْبَحْتُمْ فِيْهِ مِمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ فِيْهِ أَقْبَلَتِ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يَتْبَعُ اٰخِرُهَا أَوَّلَهَا وَ الْاٰخِرَةُ شَرٌّ مِّنَ الْاُوْلٰى۔

''اے قبروں کے مکینوں تم پر سلامتی ہو جس حالت میں تم ہو وہ تمہیں مبارک ہو ۔کیونکہ تمہاری حالت اس حالت سے بہتر ہے جس میں آج کل لوگ مبتلا ہیں تاریک رات کی طرح فتنوں کی تاریکی چھا رہی ہے اگلے فتنے کے پیچھے دوسرا فتنہ ہے اور دوسرے کے پیچھے تیسرا اور بعد والا فتنہ پہلے سے زیادہ سخت اور شدید ہے''۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنے غلام مویہبہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

''اے مویہبہ ! میرے سامنے دنیا کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئی ہیں پھر طویل زندگی اور پھر جنت میں نے ان طویل آسائشوں اور اختیارات کو مسترد کر دیا ہے اور اللہ کی ملاقات اور جنت کی ابدی بہاروں کو اپنے لئے پسند کر لیا ہے ۔''

ابو مویہبہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ۔حضور ﷺ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اور طویل زندگی کے بعد جنت قبول فرماتے ۔حضور ﷺ نے فرمایا۔

لَا وَاللهِ يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ لَقَدِ اخْتَرْتُ لِقَآءَ رَبِّيْ وَ الْجَنَّةَ۔

''اے ابو مویہبہ ! بخدا ایسا نہیں ہو سکتا ۔میں نے اپنے لئے رب کی ملاقات اور جنت کو چن لیا ہے''۔

اللہ رب العزت سے ملاقات کی تڑپ

حضور ﷺ کو جو اپنے سچے رب سے عشق تھا ۔جو محبت تھی ،جو چاہت تھی ۔جو الفت تھی وہ اپنا کام مکمل کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ سے ملاقات کے لئے مجبور کر رہی تھی ۔اور اللہ جل شانہ بھی اپنے محبوب (ﷺ) کی ملاقات کے لئے مشتاق تھے ۔ یہ ملاقات کیسی تھی ۔اس کو خدا تعالیٰ اور اس رسول ﷺ ہی جانتے ہیں ۔اگر دنیا کی معمولی چیزوں میں اتنی لذت ہے ۔

اتنی چاشنی ہے اتنا عشق ہے اتنی چاہت ہے کہ سب لوگ اس میں گم ہو کر رہ جاتے ہیں اور اِن کو کسی چیز کا ہوش نہیں رہتا تو 1056 اللہ جل شانہ کے دیدار میں کتنی لذت ہو گی۔ جس نے ان سب چیزوں سب لذتوں کو پیدا فرمایا۔

جو ہر چیز کا ہر خوبصورتی کو پیدا فرمانے والا ہے وہ خود کتنا جمیل وخوبصورت ہو گا۔ جو ہر عشق کا پیدا فرمانے والا ہے اس کا عشق خود کتنا مست کر دینے والا ہو گا۔ اے جنت تیری چاہت بہت بڑی ہے۔ لیکن تجھ کو پیدا کرنے والے کی چاہت کیسی ہو گی۔ اے جنت تو بڑی حسین ہے۔ لیکن تجھ کو بنانے والا کتنا بڑا حسین ہو گا اے آسمان تو بہت بلند ہے لیکن تجھ کو بنانے والا کتنا بلند ہو گا۔ اے دنیا کی چاہت جس کے دل میں تو سما جاتی ہے اس کی حالت غیر کر دیتی ہے۔ لیکن جس کے دل میں تجھ کو پیدا کرنے والے کی محبت چھا جاتی ہو گی اس کی کیا حالت ہو گی یہ چیز وہی جانتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی ذات صرف اپنی چاہت صرف اپنی ہی لگن صرف اپنا ہی عشق صرف اپنی ہی لذت صرف اپنی ہی آشنائی اور صرف اپنا ہی درد عطا فرما دیتے ہیں۔

ان اولیاء اللہ کی شان ہی کتنی بلند ہے جن کو اللہ تعالیٰ کی ذات یہ چیزیں عطا فرما دیتی ہے اور ان صحابہ کی شان کتنی بلند ہو گی جن کے پاؤں کی خاک کو بھی اولیاء اللہ ترستے ہیں کیونکہ اس خاک نے بھی حضور ﷺ کی زیارت یا حضور ﷺ کی زیارت کرنے والے کی زیارت کی ہوتی ہے اور ان انبیاء اکرام کا کیا درجہ ہو گا۔

جو اللہ جل شانہ کے ذاتی صفاتی ناموں کے پرتو ہیں اور پھر حضور ﷺ کی شان مبارک کا کیا ہی کہنا۔ جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ذاتی نام ''اللہ'' کا پرتو ہیں جن میں سب صفاتی ذاتی نام شامل ہین اور جن میں تمام انبیاء علیہم السلام کی صفات جمع کی جائیں تو آقا ﷺ کی صفات بنتی ہیں۔

تو حضور ﷺ کا عشق اپنے رب تعالیٰ جل شانہ سے کیسا ہو گا کیسی چاہت ہو گی، تمام دنیا کے خزانوں کی کنجیوں اور لمبی زندگی کو پسند نہ فرمایا صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ملاقات اور جنت کی ابدی راحتوں کو پسند فرمایا حضور ﷺ نے آخری وقت صرف یہی بار بار فرمایا۔

اللھم بل الرفیق الاعلیٰ۔
بلکہ اللہ تعالیٰ رفیق اعلیٰ (ہی چاہئے)

رفیق اعلیٰ سے ملنے کی تیاری کا آغاز

حضور ﷺ ایک دن اپنے ایک صحابی جن کا انتقال ہو گیا تھا جنت البقیع میں جنازہ پڑھنے اور دفنانے کے بعد واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں دردِ سر شروع ہو گیا۔ یہ ایک روایت کے مطابق انتیس صفر گیارہ ہجری اور سوموار کا دن تھا۔ حضور ﷺ جب گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وَ ارَأسَاہُ ہائے میرا سر ہائے میرا سر کہہ رہی تھیں۔ (حضور ﷺ) سے ان کی کتنی ہی زیادہ محبت تھی کہ حضور ﷺ کے سر میں درد شروع ہوئی تو آپ کے سر میں بھی درد

شروع ہوگئی) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بات نہیں ہے بلکہ میں خود شدید سر درد میں مبتلا ہوں (یعنی جدائی کیلئے تیار ہوں) 1056 میرا ارادہ تھا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بیٹے کو بلا کر وصیت کر دوں کہ میرے بعد نزاع نہ پیدا ہو۔ اور تمنا کرنے والے تمنا نہ کرنے لگیں پھر میں نے سوچا اس کی ضرورت نہیں۔ نہ اللہ ہی کسی کو منظور کرے گا اور نہ ہی مومنین کسی اور کو منظور کریں گے۔

(سیرت رحمت دارین۔ ۸۰۶۔ صحیح البخاری ا۔ ۶۲۔ موطا امام مالک بن عطا بن باص ۶۵)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا شدید بخار ہوگیا اور اتنا شدید سر درد ہوگیا کہ جو کپڑا آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درد کے آفاقہ کے لئے سر پر باندھا' اتنا گرم ہوگیا کہ اس پر بھی ہاتھ نہیں لگایا جا رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دوران بھی مسجد میں باقاعدگی سے نماز ادا فرماتے رہے اور اس حالت میں بھی انصاف فرماتے ہوئے باری کے لحاظ سے اپنی بیویوں کے پاس آرام فرماتے رہے۔ جب ہر روز جگہ بدلنے میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکلیف محسوس کی تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام بیویوں سے اجازت لے کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں منتقل ہونے کے لئے خواہش ظاہر فرمائی۔ تمام بیویوں نے خوشی خوشی اجازت دے دی۔ اس دن آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک روایت کے مطابق حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف فرما تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجرے میں تشریف لائے کہ پاؤں مبارک گھسیٹ رہے تھے۔

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اس کھانے کا درد آج محسوس کر رہا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اس زہر کی وجہ سے میری رگ دل کٹ رہی ہے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی اثناء میں مسلمانوں کے درد کو محسوس فرماتے ہوئے مسلمانوں کو نصیحت فرمانے کیلئے جمع فرمایا اور فرمایا۔

اے مسلمانو! مرحبا۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت میں رکھے۔ تمہاری شکستہ دلی دور فرمائے تم کو رزق دے۔ تمہاری مدد کرے تم کو رفع مراتب پر فائز فرمائے۔ اور تم کو امن و امان میں رکھے۔ اے بندگان خدا میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ ہی کو تمہارا خلیفہ بناتا ہوں اور تم کو اس سے ڈراتا ہوں کیونکہ میں نذیر مبین ہوں دیکھنا اللہ کی بستیوں میں اور اس کے بندوں کے ساتھ غرور و نخوت کو اختیار نہ کرنا اللہ تعالیٰ نے مجھے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۸۳

ترجمہ: یہ آخرت کا گھر ہم مخصوص کر دیں گے (اس کی نعمتوں کو ان لوگوں کے لئے) جو خواہش نہیں رکھتے زمین میں بڑا بننے کی اور نہ فساد برپا کرنے کی اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ (سورۃ قصص، ۸۳)

1056

مہم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور ﷺ نے شام کی طرف حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں آٹھ ہجری میں لشکر روانہ فرمایا تھا اس کو غزوہ موتہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ موتہ ایک جگہ کا نام ہے جو شام کے پاس بلقاء شہر کے قریب ہے۔ حضور ﷺ نے اہل ابنی کی طرف بلقا شہر کے نزدیک یہ لشکر بھیجا تھا۔ اس مہم میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر زید بن حارثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لشکر اسلام کی کمان سنبھال لیں۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر اسلام کی کمان سنبھال لیں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان مل کر جس کو چاہیں امیر لشکر بنا لیں۔

اور واقعی حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق ہی ہوا تھا اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ حضور ﷺ کو بدھ کے دن تکلیف شروع ہوئی یہ سر درد تھا جس کے ساتھ شدید بخار بھی ہو گیا۔ جمعرات کے دن حضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر بنا کر بھیجا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پگڑی کو اپنے ہاتھ مبارک سے درست فرمایا۔ اور باوجود سخت بخار اور سر درد کے حضور ﷺ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ پیدل کتنی دور چل کر آپ کو نصیحتیں فرماتے رہے اور فرمایا کہ جس جگہ تمہارے والد کو شہید کیا گیا تھا اس جگہ کو گھوڑوں کے پاؤں تلے روند ڈالنا۔ حضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا جانے والا جھنڈا بھی اپنے ہاتھ مبارک سے باندھا تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی فرمایا کہ صبح سویرے اہل ابنی پر حملہ کرنا اگر تمہیں اللہ تعالیٰ فتح و نصرت عطا فرما دے تو وہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرنا۔ اپنے جاسوس اپنے آگے آگے روانہ کرنا۔ اور راستہ کے واقف لوگوں کو بھی اپنے ساتھ رکھنا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اس وقت صرف بیس سال تھی اور بہت سے اکابر صحابہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت انہیں اس لشکر میں جس کی سربراہی آپ فرما رہے تھے میں شامل تھے۔ لشکر اسلام مدینہ منورہ سے تین میل دور جرف کے مقام پر آ کر ٹھہر گیا۔

چہ مگوئیاں

لوگوں میں اتنے اکابر صحابہ اکرام کی موجودگی میں ایک بیس سالہ لڑکے کو سپہ سالار بنانے کے متعلق جب چہ میگوئیاں جنم لینے لگیں اور اس کی خبر حضور ﷺ تک پہنچی تو حضور علیہ السلام نے لوگوں کو اکٹھا کرنے کا حکم فرمایا۔ حضور ﷺ باوجود سخت تکلیف کے سر مبارک پر کپڑا باندھے اور اوپر چادر مبارک اوڑھے تشریف لائے۔ حضور ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی اور فرمایا۔

''اے لوگو! یہ کیا بات میرے کانوں تک پہنچی ہے کہ تم اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امیر بنانے پر اعتراض کر رہے ہو۔ اگر تم اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امیر بنانے پر معترض ہو۔ تو تم نے ان کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کیا تھا جب میں نے اس کو لشکر کا سپہ سالار بنایا تھا۔ بخدا زید رضی اللہ عنہ بھی اس منصب کا مستحق تھا اور اس کا بیٹا اسامہ (رضی اللہ عنہ) بھی اس منصب کا اہل ہے''۔ 1056

لشکر کا کوچ واپسی اور پھر کوچ

ہفتہ کے دن کئی ایک مسلمان جو اس مہم پر جا رہے تھے سلام کرنے حاضر خدمت ہوئے۔ اتوار کے دن جب حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رخصتی سلام کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے تو اس وقت حضور ﷺ پر غشی طاری تھی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھک کر حضور ﷺ کے سر مبارک کا بوسہ لیا۔ حضور ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو آقا ﷺ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رکھ دیئے گویا ان کے لئے اللہ سے دعا فرما رہے ہیں۔ یہ دعائیں لینے کے بعد حضور ﷺ سے رخصت ہو گئے۔ دوسرے دن جب انہوں نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور اپنی سواری پر سوار ہونے والے تھے کہ ان کی والدہ ام ایمن کا قاصد ان کے پاس پہنچ گیا اور اس نے بتایا کہ حضور ﷺ کا آخری وقت ہے۔ تو یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اکابر صحابہ کے ساتھ حضور ﷺ کی طرف دوڑے اور لشکر اسلام کا کوچ موقوف فرمایا۔ سوموار کے دن سورج ڈھلے جب حضور ﷺ نے سفر آخرت فرمایا تو لشکر اسلام واپس لوٹ آیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جھنڈا اٹھایا ہوا تھا انہوں نے یہ جھنڈا حضور ﷺ کے گھر کے دروازے کے آگے گاڑھ دیا۔

جب سب مسلمانوں نے مل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ نامزد فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھر جھنڈا عنایت فرما کر لشکر اسلام کا امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ حضور ﷺ کے وصال فرما جانے کے بعد فتنہ ارتداد نے زور پکڑ لیا اور یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ مدینہ طیبہ کو خالی پا کر مرتدین اور مشرکین کہیں حملہ نہ کر دیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دینے کے لئے بھیجا کہ لشکر اسلام کو ابھی سر دست واپس بلا لیا جائے اور بعد میں روانہ کر دیا جائے اس وقت لشکر اسلام خندق کے مقام پر خیمہ زن تھا آپ نے فرمایا۔

''بخدا اگر مجھے بھیڑیئے اور کتے اچک کر لے جائیں تو بیشک لے جائیں مگر جو فیصلہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے کیا ہے میں اس کو منسوخ نہیں کر سکتا''۔

اس کے بعد انصار اور دوسرے لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابھی بچے اور ناتجربہ کار ہیں آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کریں کہ کسی اور کو سپہ سالار بنا دیا جائے۔ آپ سے 1056 [illegible] کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت غصے میں آ گئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک پکڑ لی اور غصہ سے فرمایا۔

''اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری ماں تجھے روئے اور تجھے گم کرے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سالار (امیر لشکر) مقرر فرمایا ہے اور تو مجھے یہ کہتا ہے کہ میں اس کو معزول کر دوں۔ یہ ناممکن ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔

(ضیاء النبی پیر کرم شاہ صاحب بھیرہ شریف صفحہ ۷۹۷۔ تاریخ الخمیس ۲۔ ۱۵۸۔ ۱۵۴۔ السیرۃ النبویہ ۲۔ ۳۳۱)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوررس نظر نے حضور ﷺ کے فیصلے کو منسوخ نہیں فرمایا۔ بلکہ آپ نے اپنی قوت ایمانی کے زور سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کے ساتھ لشکر اسلام کو روانہ فرما دیا۔

لشکر اسلام کی فتح

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور ﷺ کے صدقے میں لشکر اسلام کی بہت مدد فرمائی۔ آپ بیس دن میں یہاں پہنچے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر اسلام کی فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ آپ کے والد کو شہید کرنے والا آپ کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ ابنی اور آس پاس کے لوگوں پر آپ نے فتح مبین حاصل فرمائی۔ اور اَبنی کے بہت بڑے بڑے سردار قتل ہوئے اور بہت سے لوگ جنگی قیدی بنے اور بے شمار مال غنیمت حاصل ہوا اور لشکر اسلام کا رعب ہر طرف چھا گیا اور سب مرتدین کے حوصلے پست ہو گئے۔ (تاریخ الخمیس ۲/ ۱۵۵۔ ۱۵۴) (السیرۃ النبویہ ۲/ ۳۳۱)

وصال مبارک سے پانچ دن پہلے

حضور ﷺ کی تکلیف چارشنبہ یعنی بدھ کو جنت البقیع سے واپس آتے شروع ہوئی چارشنبہ کے روز ہی اچانک زیادہ شدت آ گئی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مختلف کنوؤں سے پانی کے سات مشکیزے بھر کر لائیں۔ حضور ﷺ ایک بڑے سے لگن میں جو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا میں بیٹھ گئے اور حکم فرمایا کہ مجھ پر پانی ڈالو۔ حضور ﷺ پر اتنا پانی ڈالا گیا کہ آقا ﷺ ہاتھ کے اشارے سے بس بس فرمانے لگے۔ آقا ﷺ نے غسل مبارک سے تکلیف میں افاقہ محسوس فرمایا۔ تو حجرے سے باہر مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ اس حالت میں کہ سر مبارک پر پٹی باندھی ہوئی تھی آقا ﷺ منبر مبارک پر تشریف لائے اور فرمایا۔

لعن اللہ الیہود والنصارٰی اِتخذوا قبور انبیآءِھِمۡ مَّسَاجِدًا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔

امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ کیا کرتے تھے۔ اور نماز میں ان کو اپنا قبلہ بنایا کرتے تھے اور ان کو بت تصور کرتے تھے۔ اس لئے حضور ﷺ نے اپنے امتیوں کو اس سے منع فرمایا۔ لیکن کسی مرد پاک باز

کے پڑوس میں مسجد تعمیر کرنا اور بطور تبرک اس کے قرب میں نماز پڑھنا اس وعید میں داخل نہیں کیوں کہ اس وقت نہ 1056 قبلہ بنا کر نمازی ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور نہ ہی نماز میں ان کی تعظیم مقصود ہوتی ہے''۔

علماء کبائر اس امر کی تشریح فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں کسی نبی کی قبر یا کسی ولی کی قبر کو سجدہ کرنا یا اس کو اپنا قبلہ بنانا۔ یا بتوں کی طرح ان قبروں کی پوجا کرنا اِس نیت میں کہ خدا کے مدِ مقابل اِن کو معبود سمجھتا ہو قطعی حرام اور ممنوع ہے۔

لیکن انبیاء اولیاء کے مزارات پر حاضری دینا اور ان کے ایصال وثواب کے لئے وہاں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنا ممنوع نہیں ہے۔ دیکھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر انوار کے ساتھ ہی مسجد نبوی شریف ہے اور لوگ اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ منع نہیں ہے۔ اسی تکلیف کے دوران ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ مبارک پکڑے مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے اور ''الصلوٰۃ الجامع'' کے الفاظ کے ساتھ لوگوں کو اکٹھا فرمایا اور منبر شریف پر جلوہ فرما ہونے کے بعد فرمایا:

اَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ كُنْتُ جَلَدْتُهٗ ظَهْرًا فَهٰذَا ظَهْرِيْ فَلْيَسْتَقِدْ مِنْهُ وَمَنْ كُنْتُ شَتَمْتُ لَهٗ عِرْضًا فَهٰذَا عِرْضِيْ فَلْيَسْتَقِدْ مِنِّيْ وَمَنْ اَخَذْتُ لَهٗ مَالًا فَهٰذَا مَالِيْ فَلْيَاْخُذْ مِنْهُ وَلَا يَخْشَى الشَّحْنَاءَ فَهِيَ لَيْسَتْ مِنْ شَأْنِيْ۔

''اے لوگو! اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر درہ مارا ہے تو یہ میری پیٹھ حاضر ہے۔ وہ مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے۔ اگر میں نے کسی کو برا بھلا کہا ہے تو میری آبرو حاضر ہے وہ مجھ سے انتقام لے سکتا ہے۔ اور اگر میں نے کسی کا مال چھینا ہے تو میرا مال حاضر ہے وہ اس سے اپنا حق لے سکتا ہے۔ تم میں سے کوئی یہ اندیشہ نہ کرے کہ اگر کسی نے مجھ سے انتقام لیا تو میں اس سے ناراض ہو جاؤں گا۔ یہ میری شان نہیں'' کہ مجھے یہ امر پسند ہے کہ اگر کسی کا حق میرے ذمہ ہے تو وہ مجھ سے وصول کرے۔ یا مجھے معاف کر دے تا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کروں کہ کسی کا حق میرے ذمہ واجب الادا نہ ہو۔''

ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ میرے تین درھم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہ تو میں کسی دعویٰ کرنے والے کو جھٹلاؤں گا۔ اور نہ ہی اس سے حلف لوں گا بس تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ تجھ سے میں نے یہ درھم کس مقصد کے لئے لئے تھے اس نے عرض کی کہ ایک سائل آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا تھا اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ تین درھم اسے دے دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اس کے تین درھم اس کو دے دو۔ اس کے تین درھم اس کو دے دو۔ اس کے تین درھم اس کو دے دو۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار یہ جملہ دہراتے رہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اگر کسی نے مال غنیمت سے کچھ ناجائز لیا ہے تو وہ لوٹا دے ایک آدمی نے عرض کی کہ مال غنیمت کے تین درھم میرے ذمہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے یہ درھم کیوں لئے تھے اس نے عرض کی کہ اس وقت میں مفلس تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس کو حکم دیا کہ اس سے تین درھم لے کر بیت المال میں جمع کروا دو''۔ (فتح الباری ۱/۴۱۷)

انصار کے لئے وصیت

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے قلب وجگر ہیں انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے لیکن ان کے حقوق باقی رہ گئے ہیں لہٰذا ان کے نیکوکاروں سے ان کی نیکیاں قبول کرنا اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرنا۔

اور ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار گھٹتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ آٹے میں نمک کی طرح ہوں گے۔ لہٰذا تمہارا جو آدمی نفع ونقصان پہنچانے کے کام کا والی ہو وہ ان کے نیکوکاروں سے ان کی نیکیاں قبول کرے اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرے۔

(صحیح بخاری ج۔ا ص۔۵۳۶ ضیاء النبی ۴۔ ۸۰۲ تا۷۹۸ تاریخ الخمیس ۲۔ ۱۶۱ خاتم النبیین ۱۲۱۸۰۲)

وصال مبارک سے چار دن پہلے

آقا دو جہاں زینت دو جہاں سرورکون ومکان تخلیق وجہ کون ومکان ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ سے وصال مبارک سے چار دن پہلے تک تمام نمازیں' مسلمانوں کو خود پڑھائیں اور اس دن بھی مغرب کی نماز خود پڑھائی اور سورۃ المرسلات تلاوت فرمائی۔ جب عشاء کی نماز کا وقت آیا تو آقا ﷺ پر بہت زیادہ نقاہت طاری ہوگئی۔ تھوری دیر بعد آقا ﷺ نے دریافت فرمایا۔ کیا لوگوں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے عرض کیا گیا۔ نہیں سب لوگ آقا ﷺ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ نے لگن میں پانی رکھنے کا حکم فرمایا۔ جب پانی رکھ دیا گیا تو حضور ﷺ نے اس سے غسل فرمایا اور جب باہر جانے کا ارادہ فرمایا تو غشی آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد حضور ﷺ نے پھر غسل مبارک فرمایا۔ لیکن پھر غشی آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد پھر غسل مبارک فرمایا اور جب باہر جانے کا ارادہ فرمایا تو پھر غشی آ گئی۔ ہر بار آقا ﷺ غسل سے پہلے مسلمانوں کی عشاء کی نماز کے متعلق دریافت فرماتے رہے کہ کیا انہوں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے لیکن جب آقا ﷺ کو بتایا جاتا کہ نماز ابھی نہیں پڑھی تو حضور ﷺ غسل فرماتے تا کہ آفاقہ ہو تو جا کر نماز پڑھائیں لیکن ہر بار غشی آ جاتی ایسا تین بار ہوا۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم

حضور ﷺ نے جب تین بار غسل فرمانے کے باوجود بہت زیادہ نقاہست محسوس فرمائی تو حکم دیا کہ

1056
"مروا ابابکر فلیصل بالناس"
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت رقیق القلب ہیں۔ جب وہ آپ (ﷺ) کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو اونچی آواز سے قرأت نہیں کرسکیں گے اس پر اگر آپ (ﷺ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں تو بہتر ہوگا۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا کہ

"مروا ابابکر فلیصل بالناس"
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیں کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ نہیں مان رہے تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنا ہمنوا بنا لیا اَب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاجزادی تھیں نے بھی جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کے متعلق عرض کیا تو حضور ﷺ غصے میں آ گئے اور فرمایا۔

انکن صواحب یوسف مُرُوا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ۔
"تم تو زنان یوسف (علیہ السلام) ہو۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں"
حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ در اقدس پر حاضر ہو کر عرض کی۔
السلام علیك یا رسول اللہ الصلوٰۃ یرحمك اللہ۔

"اللہ کے رسول ﷺ آپ پر سلامتیاں ہوں نماز کا وقت ہو گیا ہے" اور جب حضور ﷺ کا حکم سنایا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیں کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو آقا ﷺ کی جدائی کے تصور نے ان پر غموں اور مصیبتوں کے پہاڑ گرا دیئے اور یہ بے اختیار فریاد کر اٹھے۔

وَا غَوْثَاهُ وَ انْقِطَاعُ الرَّجَاءِ۔ وَ إِنْكِسَارُ ظَهْرَاه۔ يَسْتَنِيْ لَمْ تَلِدْنِيْ اُمِّيْ وَ اِذَا وَلَدَتْنِيْ لَمْ اَشْهَدْ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ هٰذَا۔
"ہائے میں کس سے فریاد کروں ہائے میری امیدوں کا رشتہ ٹوٹ گیا۔ ہائے میری پشت دہری ہوگئی۔ اے کاش میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا اور اگر جنا تھا تو آج سے پہلے میں مر جاتا اور رسول ﷺ کو اس حالت میں نہ دیکھتا۔"

مسجد میں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کا پیغام ملا تو حضور ﷺ کی جدائی کے غم میں غشی کھا کر گر پڑے اور فرط غم سے مسلمانوں کی چیخیں نکل گئیں۔

حضور ﷺ نے مسلمانوں کی چیخوں کی آوازیں سنیں تو اپنی بیٹی خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 1056 سے دریافت فرمایا کہ یہ شور کیسا ہے۔انہوں نے عرض کی کہ مسلمانوں نے حضور ﷺ کو نہ پایا تو ان کی چیخیں نکل گئیں۔

وفات سے دو روز پہلے

ہفتہ یا اتوار کو آقا ﷺ کو کچھ تخفیف ہوئی۔اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کروا رہے تھے ۔حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد فرمایا اور ان کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے اس طرح مسجد میں تشریف لائے کہ پاؤں مبارک زمین پر گھسیٹ رہے تھے اور ان کی زمین پر لکیر بنتی جا رہی تھی انہوں نے حضور ﷺ کو آگے مصلے پر بٹھا دیا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تو حضور ﷺ نے ان کو ہاتھ کے اشارے سے منع فرما دیا۔اور حضور ﷺ نے اس حالت میں مسلمانوں کی امامت فرمائی کہ حضور ﷺ بیٹھ کر نماز ادا فرما رہے تھے اور آقا ﷺ کے دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کی اقتدار میں کھڑے ہو گئے۔اور مسلمان حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا کرنے لگے اس کے بعد حضور ﷺ نے صحابہ اکرام کی طرف رخ انور پھیرا اور فرمایا۔

’’اے گروہ مسلمانان! میں تمہیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔اللہ تعالیٰ تم پر میرے قائم مقام ہو گا۔اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔اس کی اطاعت کرنا میں تو اب دنیا کو چھوڑنے والا ہوں۔‘‘

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کیلئے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ کی تائید

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے لئے آگے مصلے پر کھڑا کیا گیا تو اس کے متعلق جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ۔

قال قدم رسول سے ورسوله لدیننا تک۔

(حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے نماز پڑھانے کے لئے کھڑا کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی تو میں اس وقت حاضر تھا۔غائب نہ تھا میں صحت مند تھا بیمار نہیں تھا۔اگر مجھے حضور ﷺ آگے کھڑا فرمانا چاہتے تو حضور ﷺ مجھے آگے کھڑا کر سکتے تھے لیکن حضور ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا اس لئے جس ہستی کو اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام نے ایسا نہیں فرمایا۔اس لئے جس ہستی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا اس کو ہم اپنی دنیا کے لئے بھی پسند کرتے ہیں‘‘

اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کرتے تھے۔

قدمك رسول الله ﷺ فی اَمَرَ دیننا افلا نقدمك فی امر دنیانا۔

اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ جل شانہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے دین کے معاملہ میں آپ کو 1056 آگے کیا ہے۔ ہم اپنے دنیا کے معاملات میں آپ کو آگے کیوں نہ کریں۔ جمعرات کے دن بیماری کی شدت کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک تختی لانے کا حکم دیا تا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں لکھ دیں تا کہ بعد میں کوئی نزاع نہ پیدا ہو اور کوئی اختلاف نہ کرے تو جب حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ابی اللہ.........علیك یا ابا بکر

اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ اور اس کے ایمان دار بندے اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ وہ تمہارے بارے میں کوئی اختلاف کریں"۔

اس سے زیادہ اور کیا روشن دلیلیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں پیش کی جا سکتی ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار آپ کو نماز کے لئے امامت کرنے کا حکم فرمایا۔

بروز ہفتہ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر رونق افروز ہوئے اور حیات طیبہ کا آخری خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ چاہے تو وہ دنیا کی زیب و زینت کو پسند کرے اور چاہے تو جو انعام و اکرام اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کو اختیار کرے چنانچہ اس بندے نے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کو اختیار کر لیا ہے"۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سنتے ہی زار و قطار رونے لگے۔ بعض صحابہ اکرام حیران ہو کر کہنے لگے کہ دیکھو اس بوڑھے کو کیا ہوا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایک بندے کے متعلق فرما رہے ہیں اور یہ زار و قطار رو رہا ہے۔

چنانچہ جب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے تو ان لوگوں نے جانا کہ واقعی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب سے زیادہ بھانپ والے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی۔

"بابی سے یارسول اللہ" تک

میرے ماں باپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں ہم اپنے باپوں، ماؤں، اپنی جانوں اور اپنے اموال کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عوض بطور فدیہ پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی گفتگو سماعت فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

ان امن الناس سے ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک۔

"اپنی صحبت اور اپنے مال میں سے تمام لوگوں سے زیادہ ابوبکر احسان کرنے والا ہے اگر میں اہل زمین میں سے

کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔لیکن اس کے درمیان اور میرے درمیان۔اسلامی اخوت کا رشتہ ہے (پھر فرمایا) 1056
''مسجد میں کوئی دریچہ نہ رہنے دیا جائے سوائے ابوبکر کے دریچہ کے''۔

حضور ﷺ نے وصال شریف سے پہلے تین نصیحتیں فرمائی تھیں ایک یہ کہ مشرکین کو عرب سے نکال دینا۔دوسرا یہ کہ وفود کی اسی طرح (حضور ﷺ) کے معمول کے مطابق مہمان نوازی اور احترام کیا جائے اور ان کو انعام و اکرام سے نوازا جائے) تیسری بات راوی کے ذہن سے اتر گئی۔(صحیح مسلم۔کتاب الوصیۃ)

جب آقا ﷺ نے بیماری کے ایام میں قلم دوات اور تختی وغیرہ نصیحت کرنے کے لئے منگوائی تھی کہ تمہیں وصیت لکھ دوں تاکہ تم بعد میں گمراہ نہ ہونا۔تو غالباً حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پاس بیٹھے تھے انہوں نے منع فرمادیا کہ آقا ﷺ کو درد کی شدت اس وقت بہت زیادہ ہے اس لئے اس وقت آقا ﷺ کو تکلیف نہ دی جائے ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کافی ہے۔بعض پاس بیٹھے صحابہ نے اس حکم کی مخالفت کی اور کاغذ قلم دوات وغیرہ لانے کے متعلق زور دیا جب ان باتوں کا شور زیادہ ہوا تو آقا ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

صحیح بخاری (ا۔۴۲۲۔=)(۶۳۸۔۲)(سیرت رحمت دارین۔۸۱۰)

وصال شریف سے ایک دن پہلے

وصال مبارک سے ایک دن پہلے لوگوں نے حضور ﷺ کو دوا پلانی چاہی۔لیکن حضور ﷺ نے منع فرمادیا۔اتنے میں حضور ﷺ کو غش آ گیا۔تو لوگوں نے حضور ﷺ کا دہن مبارک کھول کر تھوڑی سی دوا اس میں ڈال دی آقا ﷺ کو جب ہوش آیا اور دوا کا ذائقہ اپنے منہ میں محسوس فرمایا تو حکم دیا کہ تمام لوگ جنہوں نے مجھے دوا پلائی ہے۔ان کے منہ میں دوا انڈیلی جائے (اِن لمحات میں بھی حضور ﷺ کی یہ رحمت تھی تاکہ اگر نہ چاہتے ہوئے بھی کسی سے بے حکمی ہو گئی ہو تو اس کو فوراً بدلہ مل جائے)(سیرت النبی ۲۔۱۸۱۔بحوالہ طبقات ابن سعد وصحیحین۔سیرت رحمت دارین ۸۱۱)

اسی دن حضور ﷺ نے اپنے تمام چالیس غلاموں کو آزاد فرمادیا۔اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا کہ وہ آٹھ دینار جو تمہارے پاس ہیں لائے جائیں انہوں نے یہ دینار'' حاضر خدمت کئے۔حضور ﷺ کچھ دیر ان کو ہاتھ میں لئے پلٹتے رہے۔پھر فرمایا ان کو مساکین میں تقسیم کردو فوراً حکم کی تعمیل کی گئی۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ اگر میں ان دیناروں کو اپنے گھر میں چھوڑ کر اپنے رب سے ملاقات کروں گا تو میرا رب مجھے کیا فرمائے گا۔کہ کیا میرے بندے کو مجھ پر اعتماد نہیں تھا؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا ﷺ کے وصال مبارک کی آخری شب میں نے اپنا چراغ اپنی ہمسائی کے گھر بھیجا تاکہ اس میں تھوڑا تیل ڈال دے تاکہ میں روشنی کرسکوں۔

آ قا ﷺ نے اپنے تمام ہتھیار بھی ہبہ فرما دیئے۔ 1056

حضور ﷺ کی ایک زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع یعنی پچھتر سیر جو کے عوض ہبہ رکھی تھی۔حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو وصیت فرمائی کہ اس کو رقم ادا کر دی جائے اور بھولا نہ جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے وصال شریف سے ایک دن پہلے یہ آیت شریف پڑھی۔

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿٦٩﴾ (سورۃ النساء: ٦٩)

ترجمہ:''(اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی)

وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔یعنی انبیاء اور صدیقین شہداء و صالحین اور کیا ہی اچھے یہ ساتھی ہیں۔

تو میں نے دل میں خیال کیا کہ جو میں نے سنا ہوا تھا کہ نبی (علیہ السلام) اس وقت تک وفات نہیں پاتے کہ جب تک کہ اُنہیں دنیا یا آخرت کا اختیار نہ دے دیا جائے۔میں سمجھ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ان دونوں چیزوں کا اختیار دے دیا ہے پس حضور ﷺ نے آخرت کو پسند فرما لیا ہے۔

آپ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر عظیم احسانوں میں سے ایک یہ بھی عظیم احسان مجھ پر ہے کہ وفات شریف کے وقت حضور ﷺ نے میرے حجرے میں میری گود میں میرے سینے اور میری گردن کے درمیان وصال فرمایا اور آخری وقت حضور ﷺ کے لعاب دہن سے میرا لعاب دہن مل گیا۔ہوا یہ کہ اس وقت حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے بھائی ایک سبز مسواک لئے حاضر ہوئے۔حضور ﷺ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غور سے دیکھا تو میں سمجھ گئی کہ حضور ﷺ مسواک فرمانا چاہتے ہیں میں نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مسواک لے لوں۔حضور ﷺ نے سر مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ہاں لے لو میں نے وہ مسواک لی اور اجازت لے کر اس کو دانتوں میں دبا کر نرم کیا پھر وہ مسواک حضور ﷺ کو دی۔آ قا ﷺ نے وہ مسواک اپنے دانتوں پر فرمائی۔

ظاہری حیات مبارک کا آخری دن

اتوار ۷ ذوالحجہ۔

آ قا دو جہاں سرور کونین و مکان حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ فدا امی و ابی کو صبح سویرے کچھ آفاقہ محسوس ہوا تو آ قا ﷺ اٹھ کر دروازے کے پاس تشریف لے آئے اور پردہ تھوڑا سرکا دیا۔اس وقت مسلمان صبح کی نماز ادا کر رہے تھے۔

حضور ﷺ ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ حضور ﷺ نے جو اسلام کا ننھا سا پودا لگایا تھا وہ ایک تن آور درخت بن

چکا ہے جس کی جڑیں زمین کی گہرائیوں میں چلی گئیں ہیں اور سر آسمان کی بلندیوں پر پہنچ گیا ہے اور اس کی شاخیں پورے عالم میں پھیل چکی ہیں۔

مسلمان جو نماز ادا کر رہے تھے انہوں نے جب محسوس کیا کہ ان کے قبلے کا قبلہ ان کی طرف دیکھ رہا ہے تو انہوں نے نماز میں ہی اپنے چہروں کو حضور ﷺ کی طرف پھیر لیا۔ حضور ﷺ مسکراتے ہوئے صحابہ اکرام کو دیکھ رہے تھے۔ قریب تھا کہ نمازیں ٹوٹ جائیں مسلمانوں نے بھی محسوس کر لیا کہ نمازیں ٹوٹ جائیں تو دوبارہ پڑھ لیں گے لیکن محبوب رب العالمین کو شاید دوبارہ دیکھنا نصیب ہو۔ کہ نہ ہو۔ حضور ﷺ نے جب محسوس فرمایا کہ مسلمانوں کی نمازیں ٹوٹ جائیں گی تو فرمایا اَتِمُّوْ صَلٰوتُکُمْ۔ اپنی نمازیں مکمل کرو حضور ﷺ نے پردہ دوبارہ برابر فرما دیا۔

تھوڑی دیر بعد سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں۔ آپ کی چال مبارک حضور ﷺ کے مشابہ تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا "مرحبا یا بنتی" اے میری بیٹی تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں" حضور ﷺ نے انہیں اپنے پاس بٹھایا اور ان کے کان میں کوئی بات فرمائی۔ یہ رونے لگ گئیں۔ حضور ﷺ نے دوبارہ ان کو قریب فرمایا اور ان کے کان میں کوئی بات فرمائی تو یہ ہنسنے لگ گئیں۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھوڑی دیر تشریف رکھنے کے بعد جانے لگیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے پوچھا کہ حضور ﷺ نے آپ سے کیا بات فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کے راز کو افشا نہیں کر سکتی۔

جب حضور ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ آپ سے دریافت کیا کہ میں اپ کو اس حق کا واسطہ دے کر پوچھتی ہوں جو میرا آپ پر ہے کہ حضور ﷺ نے اس وقت آپ سے کیا بات فرمائی تھی کہ ایک دفعہ آپ رونے لگ گئیں اور دوسری دفعہ آپ ہنسنے لگ گئیں آپ نے فرمایا کہ پہلی دفعہ حضور ﷺ نے مجھے قریب فرما کر سرگوشی فرمائی کہ ہر سال جبرئیل علیہ السلام سال میں ایک دفعہ قرآن پاک کا میرے ساتھ ورد کیا کرتے تھے۔ اس سال آپ نے دو دفعہ میرے ساتھ قرآن پاک کا ورد کیا میرا خیال ہے کہ میرا وصال قریب ہے۔ میری بیٹی اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہنا اور مصیبت پر صبر کرنا میں تمہارے لئے بہترین پیشرو ہوں یہ سن کر میں رونے لگی۔ دوسری دفعہ حضور ﷺ نے مجھے دوبارہ قریب کیا اور فرمایا۔

انك اول اهل بَيْتِيْ لُحُوْقًا بِيْ وَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكَ۔

"اور اے فاطمہ! تم میرے تمام اہل بیت سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ اور میں تمہارے لئے بہترین پیشرو ہوں"۔

اور فرمایا۔

اَمَّا تَرْضِيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ اَوْ سيدةَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فضحكتُ

"اے فاطمہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو تمام اہل ایمان کی عورتوں کی یا اس امت کی تمام خواتین کی سردار بنا دیا

ہے۔ یہ خوشخبری سن کر میں ہنسنے لگ پڑی۔'' (نثارالنبی بن محمد صوفی ریاض بن صوفی محمد چراغ داتالاہور پاکستان سوموار 1956 ذوالحجہ سعودی عرب سوموار 9 ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ ۲۰۱۳۔۱۔۱۳ یوم عرفات)۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے دعا فرمائی کہ یا اللہ میری جدائی میں میری بیٹی (حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو صبر کی توفیق عطا فرمانا۔ اس کے بعد ان سے امام حسن وحسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو لانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ جب یہ شہزادے حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور ﷺ کو تکلیف میں دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔ ان کو روتے دیکھ کر سب گھر والے رونے لگ گئے۔ حضور ﷺ نے ان دونوں کو قریب فرما کر ان کے بوسے لئے اور اپنے صحابہ اکرام اور تمام امت کو ان کے ادب و احترام کی وصیت فرمائی۔ پھر حضور ﷺ پر بھی گریہ طاری ہوگیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونے کی وجہ پوچھی تو آقا ﷺ نے فرمایا کہ اپنی امت کے لئے رو رہا ہوں۔ کہ میرے بعد ان کا کیا حال ہوگا؟

اس کے بعد حضور ﷺ نے یکے بعد دیگرے تمام ازواج مطہرات کو یکے بعد دیگرے الوداع فرمایا۔ اور ان کو پند و نصاع فرمائے۔ اس کے بعد فرمایا کہ میرے بھائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلاؤ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو انہوں نے حضور ﷺ کے سر مبارک کو اپنے زانو پر رکھ لیا۔ حضور ﷺ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ جس یہودی سے قرضہ لے کر میں نے لشکر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیاری کی ہے اس کو رقم ادا کر دینا۔ بھولنا نہیں۔ اس کے بعد ان سے فرمایا کہ کاغذ دوات لے کر آئیں تا کہ وصیت لکھ دوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ڈر محسوس ہوا کہ اگر میں قلم دوات لینے گیا تو کہیں حضور ﷺ وصال نہ فرما جائیں میں نے عرض کی حضور ﷺ مجھے نصیحت فرما دیں۔ میں انشاء اللہ اسے یاد رکھوں گا۔ حضور ﷺ نے آپ کو آخری وصیت یہ فرمائی۔

الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم۔

نماز کی پابندی کرنا اور اپنے غلاموں کے آرام و آسائش کا خیال رکھنا۔ علامہ ابن کثیر کے مطابق آقا ﷺ نے یوں وصیت فرمائی۔

اوصِی بالصلوٰۃ و الزکوٰۃ و ما ملکت ایمانکم

میں تمہیں نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کی وصیت کرتا ہوں اور ان غلاموں کے بارے میں جن کے تم مالک ہو

حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو زہریلا کھانا مجھے خیبر کے روز دیا گیا تھا اس کا درد میں ہمیشہ محسوس کرتا رہا اور اس وقت اس زہر سے میری شہ رگ کٹ رہی ہے۔

(ضیاء النبی ۴۔ ۸۱۴۔ تا ۸۰۹) مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔۔ ۲۔ ۴۳۲ تا ۴۳۰۔ سیرت النبویہ ابن کثیر ۴۔ ۴۴۹۔ ۴۴۸)

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو یہاں حاضر تھے۔ وہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر ایک طرف چلے گئے اور کہنے لگے کہ میں خاندان عبدالمطلب کے چہروں کو خوب پہچانتا ہوں۔ میرے خیال میں حضور ﷺ اس بیماری سے صحت

یاب نہیں ہوں گے چلیں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کریں کہ اس کام (خلافت) کی ذمہ داری اگر حضور ﷺ 1056 ہمیں سونپنا چاہیں تو ہمیں علم ہو جائے اور اگر یہ ذمہ داری کسی اور کو سونپنا چاہتے ہیں تو پھر اس سے ہماری سفارش فرما دیں کہ وہ ہر طرح ہمارا خیال رکھے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب فرمایا کہ اگر حضور ﷺ نے اس (خلافت) کے بارے میں نہ فرمادی تو پھر ہم کبھی بھی اس پر فائز نہیں ہوسکیں گے۔اس لئے میں اس (خلافت) کے بارے میں حضور ﷺ سے کوئی استفسار نہیں کروں گا۔(تاریخ الخمیس ۲۔ ۱۶۵)

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق ایک رات بیماری کے دنوں میں سیدنا حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ آپ کو سلام فرماتا ہے۔

اِن اللہَ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ کَیْفَ تَجِدُك؟

اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔اور پوچھتا ہے کہ آپ کا کیا حال ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے درد کی شدید تکلیف ہے۔دوسری رات پھر حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پہنچایا۔اور حال پوچھا۔حضور ﷺ نے پھر وہی جواب فرمایا۔تیسری دفعہ پھر جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کا سلام پہنچایا اور مزاج پرسی فرمائی۔

حضور ﷺ کی آخری نصیحتیں

حضرت ابن عبداللہ بن سعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق حضور ﷺ نے مرض کی شدت کے دوران ہمیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں جمع فرمایا اور ہمیں دیکھ کر حضور ﷺ کی آنکھیں نم آلود ہوگئیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ جدائی کی گھڑی آن پہنچی ہے۔پھر ارشاد فرمایا۔

(مرحبا بکم سے قال لی ولکم تک۔

الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ۝۸۳

(قصص، ۸۳)

میں تمہیں مرحبا کہتا ہوں۔اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ سلامت رکھے۔تمہیں ہدایت ارزانی فرمائے۔ہر قدم پر تمہاری مدد فرمائے۔تمہیں نفع سے بہرہ ور کرے۔تمہیں راہ راست پر چلائے۔اللہ تعالیٰ تمہیں ہر شَر اور تکلیف سے بچائے۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ تمہاری مدد فرمائے۔تمہارے نیک اعمال کو قبول کرے۔میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔میں اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ تمہارا نگہبان ہو۔میں تم پر اسے اپنا خلیفہ بناتا ہوں میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔خبردار اللہ تعالیٰ کے بندوں اور ان کے شہروں میں کبر وغرور نہ کرنا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اور تمہیں بھی یہ فرمایا ہے۔

القرآن: کہ دار آخرت ہم ان لوگوں کو عطا کریں گے جو زمین میں تکبر نہیں کرتے اور فساد برپا نہیں کرتے اور نیک 1056 انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

ہم نے عرض کی کہ حضور ﷺ کا وصال مبارک کب ہوگا۔ فرمایا کہ مقررہ گھڑی بالکل نزدیک آ رہی ہے میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف لوٹ کر جانے والا ہوں اور سدرۃ المنتہیٰ میری منزل ہوگی۔ ہم نے عرض کی کہ حضور ﷺ کو غسل کون دے گا فرمایا میرے اہل بیت میں سے جو مرد میرے قریبی رشتہ دار ہوں گے ان کے ساتھ کثیر تعداد فرشتوں کی ہوگی۔ جو تمہیں دیکھیں گے مگر تم ان کو نہیں دیکھ رہے ہوگے پھر عرض کی گئی ہم حضور ﷺ کو کن کپڑوں میں کفن دیں گے؟ فرمایا یمن کی چادروں میں یا مصر کے سفید کپڑوں میں۔ پھر عرض کی کی گئی حضور ﷺ کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا؟

حضور ﷺ کی چشم مبارک سے آنسو بہنے لگے اور ہم لوگ بھی رونے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے اور اپنے نبی (ﷺ) کے ساتھ جو مخلصانہ اور جان نثارانہ برتاؤ تم نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جزائے خیر عطا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم مجھے غسل دے چکو اور خوشبو لگا کر کفن پہنا چکو تو میری قبر کے کنارے پر میری چارپائی رکھ دینا۔ پھر ایک ساعت کے لئے میرے پاس سے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے میرے دو دوست اور ہم نشین حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔ اس کے بعد حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام (ملک الموت) کثیر فرشتوں کے ساتھ نماز جنازہ کی سعادت حاصل کریں گے۔ پھر یکے بعد دیگرے فوج در فوج مجھ پر داخل ہونا۔ اور نماز جنازہ پڑھنا۔ کوئی رونے والی، کوئی چلانے والی اور فغاں کرنے والی مجھے اذیت نہ پہنچائے میرے صحابہ میں سے جو آج یہاں موجود نہیں انہیں میرا اسلام پہنچانا۔ اور میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں ہر اس شخص کو سلام دے رہا ہوں جو اسلام میں داخل ہوا۔ جس نے میرے دین میں آج سے قیامت تک میری پیروی کی۔

اور عرض کی گئی کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک میں حضور ﷺ کو کون داخل کرے گا؟ فرمایا میرے اہل بیت کے مرد۔ جتنا کوئی میرے قریب ہو ان کے ہمراہ ان گنت فرشتے ہوں گے جو تمہیں دیکھ رہے ہوں گے۔ مگر تم ان کو نہیں دیکھ سکو گے۔

(ضیاء النبی پیر کرم شاہ الازہری ۴۔ ۸۱۸۔ السیرۃ النبویہ ۴۔ تا ۵۰۳ (دلائل نبوۃ ۷۔ ۲۳۱)

آخری لمحات

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی آخری بیماری کے دنوں میں وصال مبارک سے پہلے کبھی بھی اپنی بیماری کے لئے شفا کی دعا نہیں مانگی۔

جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی۔ ملک الموت دروازے کے باہر کھڑا حضور ﷺ سے اندر آنے کے متعلق اجازت مانگ رہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کی کہ ملک الموت نے اندر آتے ہوئے آج تک کسی سے

اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آج کے بعد وہ کسی سے اجازت طلب کرے گا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ ملک الموت کو اند 1056 کی اجازت ہے۔ملک الموت حجرہ شریف میں داخل ہوئے اور دست بستہ ہو کر ایک طرف کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ حضور ﷺ کے ہر حکم کی تعمیل کروں اگر حضور ﷺ مجھے حکم دیں گے تو میں روح قبض کروں گا اور اگر آقا ﷺ مجھے حکم نہیں دیں گے تو میں بغیر روح قبض کئے یوں ہی چلا جاؤں گا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم واقعی ایسا کرو گے؟ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں حضور ﷺ کے ہر حکم کو بجا لاؤں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں عرض کی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ آپ کے لئے بڑا مشتاق ہے۔حضور ﷺ نے ملک الموت کو اجازت دے دی کہ حضور ﷺ کی روح مبارک کو قبض کر لے۔

اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کو اپنی گود میں لٹایا ہوا تھا اور حضور ﷺ کا سر مبارک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ مبارک اور گردن مبارک کے درمیان تھا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک کو پکڑے حضور ﷺ کے جسم مبارک پر پھیرتے ہوئے یہ الفاظ جو حضور ﷺ عام بیماری کے دنوں میں ادا فرماتے تھے۔دہرا رہی تھیں۔

اذھب الباس سے سَقَمَا تک (متفق علیہ)

''اے سب لوگوں کے پروردگار اس تکلیف کو دور کر دے۔اے شفا دینے والے مجھے شفا دے دے، تیری شفا کے بغیر کوئی شفا نہیں ایسی شفا جو بیماری کو نیست و نابود کر دیتی ہے''۔

حضور ﷺ نے اچانک اپنا ہاتھ مبارک میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور فرمایا۔

رب الغفرلی والحقنی باالرفیق الاعلیٰ۔

''اے میرے پروردگار مجھے بخش دے اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے''۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ وصال شریف کے وقت جسم مبارک سے ایسی خوشبو نکلی کہ میں نے آج تک ایسی خوشبو نہیں سونگھی تھی۔

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا۔کئی ہفتوں تک میرے ہاتھ سے خوشبو آتی رہی۔کئی ہفتے میں نے نہ ہی کھانا کھایا۔کیونکہ کئی ہفتے مجھے بھوک ہی نہ لگی اور نہ ہی وضو کی ضرورت محسوس ہوئی۔

(ضیاء النبی ۴۔ ۸۱۵ سیرۃ النبویہ ابن کثیر ۴۔ ۴۷۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور ﷺ نے شہید وصال فرمایا کیونکہ آقا ﷺ کی وفات مبارک خیبر کے زہر کی وجہ سے ہوئی۔(اصح السیر۔ ۵۱۵۔سیرت رحمت دارین ۸۱۳)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کو اپنی گود میں لئے بیٹھی تھیں اور معوذات (آخری سورتیں) 1056 پڑھ کر آقا ﷺ پر دم کر رہی تھی۔ حضور ﷺ کے پاس ایک پانی کا پیالہ رکھا تھا۔ یہ لکڑی کا بڑا پیالہ "غلبہ" تھا۔ یا یہ چمڑے کا پیالہ "رکوہ" تھا۔ حضور ﷺ بار بار پیالے میں ہاتھ ڈال رہے تھے اور اسے چہرے مبارک پر پھیر رہے تھے۔ چہرہ مبارک کبھی سرخ ہو جاتا اور کبھی زرد پڑ جاتا تھا۔ چادر مبارک کبھی چہرے مبارک پر ڈال دیتے تھے اور کبھی ہٹا دیتے تھے اس وقت زبان مبارک پر الفاظ تھے۔

لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ موت میں سختی یا تلخی ہوا کرتی ہے"۔

اسی اثناء میں حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور زبان مبارک سے تین بار فرمایا۔

اللھم بالرفیق الاعلیٰ

اس کے ساتھ ہی حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک ایک طرف جھک گیا اور آنکھیں مبارک اوپر کو اٹھ گئیں اور روح پاک جسم اطہر سے نکل کر عالم قدس میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچ گئی۔ اور بے قرار روح کو قرار آ گیا۔ محبوب محبوب سے مل گیا عاشق نے اپنے معشوق کو اپنے پاس بلا لیا۔ ظاہری تکلیفیں ختم ہو گئیں۔ وہ وصال جس کے لئے روح مدت سے تڑپ رہی تھی۔ واقع ہو گیا۔ اور حضور ﷺ کی روح مبارک سکونت لا مکاں میں سدرۃ المنتہیٰ پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے پاس تشریف لے گئی۔

القرآن: انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ترجمہ: ہم سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ آقا علیہ السلام در سکونت لا مکان۔ ہر جہت بے نام و نشان۔ محبوب جاناں ربانی کے پاس تشریف لے گئے۔

(سیرت دارین ۸۱۵۔ صحیح بخاری ۲۔۶۴۱ تا ۶۳ باب مرض النبیؐ۔ سیرۃ النبویہ ابن کثیر۔ ۴۔۴۷۴)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا کہ حضور ﷺ نے کس دن وفات پائی۔ آپ نے فرمایا کہ سوموار کے دن۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امید ہے میں بھی سوموار کے دن ہی وفات پاؤں گا اور ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو تمہارے نبی ﷺ کی پیدائش سوموار کو ہوئی آپ کی بعثت بھی سوموار کو ہوئی۔ مکہ مکرمہ بھی سوموار کو فتح ہوا۔ اور حضور ﷺ کا وصال مبارک بھی سوموار کو ہوا۔

جمہور ارباب سیر کے نزدیک حضور ﷺ کی وفات مبارک دوشنبہ (سوموار) کے دن چاشت کے وقت ۱۲ ربیع الاول گیارہ ہجری کو ہوئی۔ کسی نے شدت چاشت۔ کسی نے زوال اور کسی نے سہ پہر کا وقت بھی لکھا ہے۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک قمری حساب سے تریسٹھ سال اور چار دن تھی۔ اور جمہور علماء کے نزدیک تریسٹھ سال تھی۔

آج سوموار مورخہ آٹھ ذوالحجہ سعودی عرب نو ذوالحجہ یوم عرفات کے دن صبح دس بج کر سات منٹ پر لاہور شریف 1156 یہ بیان مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضور رحمت اللعالمین ﷺ کے صدقے میں اور اپنے نیک لوگوں کے صدقے میں اور میرے پیرومرشد خواجہ گوہر دین قدس سرہ موضع جنیدڑ شریف نزد کڑیانوالہ کے صدقے میں قبول ومنظور فرمائے۔ اور اسے میری اور حضور ﷺ کی امت کی بخشش کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے عشق ومحبت میں زندہ رکھے اسی پر موت دے اور قبر کی سختیوں کو معاف فرمائے۔ اور اسی محبت پر اٹھا کھڑا کرے اور قیامت میں ہم سب کو حضور ﷺ کے حوض کوثر سے حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک سے پانی پینا نصیب فرمائے کہ جس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے۔ ہمیں پل صراط سے بجلی سے بھی تیز گزارے اور ہمارے نیک اعمال کو اپنی جناب میں قبول فرماتے ہوئے ہماری نیکیوں کا پلڑا بھاری فرمائے اور قیامت کو حضور ﷺ کے جھنڈے تلے جگہ عطا فرمائے اور جنت میں حضور ﷺ کے ساتھ داخل فرمائے اور جنت میں حضور ﷺ کی رفاقت میں ہمسائیگی میں ہمیشہ رکھے۔ کہ ہمارا دل حضور ﷺ کے چہرے مبارک کی ہر دم تلاوت کرتا رہے آمین ثم آمین۔

بجاہ نبی الکریم رؤف الرحیم ﷺ

(احقر العباد۔ العبد المسکین ابوعبداللہ ابوحبیب اللہ نثار النبی ولد صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ)

بیعت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید عالم سرور دو جہاں ﷺ نے اپنی زندگی مبارک میں ہی خود حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مصلے پر اپنا جانشین کھڑا کر کے آپ کی خلافت پر مہر ثبت فرمادی تھی اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قدمك سے امر دنیانا تک۔

(اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ کے رسول ﷺ نے ہمارے دین کے معاملے میں آپ کو آگے کیا ہے ہم اپنی دنیا کے معاملات میں آپ کو آگے کیوں نہ کریں۔ تاریخ الخمیس ۲۔ ۱۸۳۔ ضیاء النبی ۴۔ ۸۵)

اور بیماری کے ایام میں حضور ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ جاؤ ایک تختی لاؤ۔ اس پر میں ابوبکر کے بارے میں لکھ دوں۔ تاکہ اس کے ساتھ کوئی نزاع اور اختلاف نہ کرے۔ جب آپ تعمیل ارشاد کے لئے جانے لگے تو حضور ﷺ نے انہیں واپس بلا لیا اور فرمایا۔

ابی اللہ سے یا ابابکر تک۔ (ضیاء النبی ۴۔ ۸۰۶۔ تاریخ الخمیس جلد ۲۔ ۱۶۴)

"اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ (جل شانہ) اور اس کے ایماندار بندے اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ وہ تمہارے بارے میں کوئی اختلاف کریں"۔

یہ الفاظ قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کے ایماندار بندوں کے لئے نشانی بن گئے کہ جو صحیح ایماندار ہو گا جس 1056 کا ایمان کامل ہو گا وہ آپ کی خلافت کے بارے میں اختلاف کبھی بھی نہیں کرے گا۔

اور یہ بات حضور ﷺ کے وصال کے وقت بھی نہیں ہوئی کوئی کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ ہم کس طرح تصور کر سکتے ہیں کہ اسلام کا وہ ننھا پودا جس کو توحید کا پانی دے دے کر حضور ﷺ نے پروان چڑھایا اور جب وہ ایک ایسا تن آور درخت بن گیا کہ اس کی جڑیں زمین کی گہرائیوں میں اور اس کی شاخیں اطراف عالم میں اور اس کا سر آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگا تو ہم کبھی نہیں مان سکتے کہ حضور ﷺ کے وصال کے وقت اس میں اختلاف پیدا ہو گئے کہ وہ ایک معمولی سی چیز خلافت جو کہ ایک کانٹوں کا تاج ہوتی ہے اور جس میں ایک ایسی ذمہ داری آن پڑتی ہے کہ خلیفہ وقت وہ خلیفہ جس کو خدا کا خوف ہوتا ہے وہ اپنی رعایا میں دجلہ کے کنارے پر کسی بکری کے مرنے سے بھی خوفزدہ ہوتا ہے۔ اس خلافت کے لئے وہ آپس میں جھگڑنے لگ پڑے ہوں۔ وہ کوئی عام آج کل کے لوگوں جیسے مسلمان نہیں تھے وہ تو صحابہ رسول ﷺ تھے۔ جن کی تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن پاک میں فرمائی ہیں اور ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے فرمایا۔

القرآن۔ رضی اللہ عنھم و رضو عنہ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان سے راضی اور وہ اس (خدا) سے راضی۔ اور حضور ﷺ نے احادیث میں متعدد بار اپنے صحابہ کی تعریف فرمائی اور فرمایا جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی۔

ہماری حیثیت ہی کیا ہے ہمارا حق ہی کیا بنتا ہے کہ ہم ان لوگوں کے حالات و واقعات میں الجھ کر ان میں سے بعض کو (نعوذ باللہ) وہ برا بھلا کہہ کر اپنی عاقبت خراب کرتے پھریں اور یقیناً جن کی خاطر ہم نعوذ باللہ دوسروں کو برا کہتے ہیں۔ عالم برزخ میں بیٹھے وہ ہم کو بھی برا ہی تصور کر رہے ہوں گے کہ ہمارے تو آپس میں اختلاف نہیں تھے۔ ان لوگوں نے ویسے ہی پیدا کر لئے یا گڑھ لئے۔

اور جب حضور ﷺ نے بڑی سختی سے اپنے صحابہ کرام اور سب لوگوں کو یہ سبق سکھایا ہو۔

القرآن۔ واعتصموا بحبل اللہ جمییعاً و الا تفرقوا۔

اور اللہ تعالیٰ کی رسی (یعنی قرآن اور حضور ﷺ) کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو۔

اور جب اللہ تعالیٰ جل شانہ اور حضور ﷺ نے سب کو یہ بھی سکھایا ہوا ہو۔ کہ اگر تم اختلاف کرو گے تو تم بکھر جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

تو ہم کس طرح یقین کر لیں کہ اسوقت خلافت کے معاملے میں آپس میں (نعوذ باللہ) دست و گریبان ہو گئے۔

یہ سب باتیں کجر دلوگوں کی پیدا کردہ ہیں۔ جو کوتاہ عقل ہوتے ہیں جن کی قسمت میں شقاوت ہوتی ہے جو خود بھی بہکتے ہیں اور دوسروں کو بھی بہکانے کی کوشش کرتے ہیں۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز مسجد نبوی میں ادا فرمانے کے بعد مدینہ کے نواح میں تشریف لے گئے بہ ''سنح'' نامی ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ جہاں آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔ چونکہ صبح آقا ﷺ کی طبیعت کچھ سنبھلی ہوئی تھی اس لئے آپ اپنے گھر تشریف لے آئے۔

چاشت کے وقت اچانک قیامت صغریٰ برپا ہوگئی۔ وہ جان عالم ﷺ مسلمانوں کو روتا تڑپتا چھوڑ کر عام فانی سے عالم جاوداں کی طرف کوچ فرما گئے ہر ہر آنکھ اشکبار ہوگئی۔ ہر دل میں غم بھر گیا۔ ہر جاں فغاں کرنے لگی۔ مسلمانوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ پیار کرنے والے ان کو چاہنے والے نبی ﷺ اپنے رب کے پاس چلے گئے اور اپنے رب تعالیٰ کو مسلمانوں میں خلیفہ بنا گئے۔

یقیناً اس میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کوئی حکمت تھی اور حضور ﷺ زندہ وسلامت و شاد فرحاں اپنے رب تعالیٰ کے پاس موجود تھے۔ ورنہ اس کائنات کا نظام درھم برھم ہو جاتا۔ ستارے جھڑ جاتے آسمان و زمین پھٹ جاتے۔ چاند اور سورج ڈوب جاتے اور یہ دنیا اندھیر ہو کر مٹ جاتی۔

معراج شریف کے موقع پر جب حضور ﷺ اس مکان کی حدوں کو پار فرماتے ہوئے لا مکاں میں رب تعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو کائنات کی گردش رک گئی وقت تھم گیا جو کوئی جس حالت میں تھا ساکت ہوگیا۔ جس طرح کہ ایک سٹاپ واچ کا بٹن دبا دیا جائے تو وقت رک جاتا ہے کیونکہ کائنات کی گردش حضور ﷺ کے دم مبارک سے ہی ہے۔

اور اگر آپ واقعی اس کائنات سے چلے گئے ہوتے تو کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہر چیز تباہ و برباد ہو جاتی۔ اور قیامت برپا ہو جاتی۔ ہم لوگ تو شہدا جن کو اللہ تعالیٰ کے ہاں رزق دیا جاتا ہے کا شعور نہیں رکھتے۔ انبیاء کی اُخروی زندگی کا شعور کیسے رکھ سکتے ہیں؟

بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (البقرہ: ۱۵۴)

ترجمہ: بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم اُن کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

لیکن حضور ﷺ تو اس کائنات میں تھے۔ حضور ﷺ نے تو اپنا مقام ہی صرف بدلا تھا۔ اور آج بھی کائنات کا نظام حضور ﷺ کی موجودگی کی وجہ سے ہی چل رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک قیامت کو اس لئے برپا فرمائیں گے کہ وہ سب لوگوں کو اکٹھا کر کے اپنے محبوب ﷺ کی شان سب لوگوں کو دکھا سکیں کہ دیکھ لو صرف پوری کائنات میں یہی ہیں جن کو میں مقام محمود عطا کر رہا ہوں اور اولین و آخرین سب کی بخشش کا ذریعہ بھی یہی ہیں یہ وہ ہی ہیں جن کے لئے میں نے کائنات کو سجایا اس دنیا کو سجایا آسمان بنایا۔ زمین بچھائی۔ پہاڑ اور درخت پیدا کئے۔ آسمان کو ستاروں سے سجایا۔ اگر میرا محبوب نہ مسکراتا تو میں کبھی زمین پر پھول نہ اگاتا نہ ہوائیں چلتیں اور نہ ہی سبزہ پیدا ہوتا اگر میرا محبوب نہ ہوتا تو نہ ہی جنت پیدا کرتا اور نہ ہی دوزخ پیدا کرتا۔ اس کائنات میں کوئی بھی نہ ہوتا۔

ایک آدمی دوڑا دوڑا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دینے کے لئے گیا۔ادھر مسلمانوں میں کہرام 1056 مچا ہوا تھا اور بعض مسلمان تو بالکل اپنے حواس بھی کھو بیٹھے تھے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ننگی تلوار ہاتھ میں لہراتے ہوئے فرما رہے تھے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ حضور ﷺ فوت ہو گئے ہیں تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا ایسے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو یارِ غار بھی تھے اور جن کے متعلق حضور ﷺ نے خاص وصیت فرمائی تھی کہ مسجد نبوی میں سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب کے دریچوں کو بند کر دیا جائے تشریف لے آئے انہوں نے آتے ہی حضور ﷺ کے رخ انور سے چادر ہٹائی اور اس چہرہ والضحیٰ جن کی قسمیں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کی زیارت فرمائی وراس جبین مبارک کی جو خدا تعالیٰ کے حضور میں ہمیشہ نیاز مند رہتی تھی کے بار بار چادر ہٹا ہٹا کر بوسے لیتے رہے۔

میرے محبوب ﷺ یہ جدائی تو عارضی ہے ہم اَب آخرت میں خدا نے چاہا تو ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور کبھی جدا نہیں ہوں گے آپ نے چہرہ مبارک پر سے کئی بار چادر ہٹائی۔ بوسے لئے اور دوبارہ چادر اڑھا دی اور فرمایا۔ ''وَا مُحَمَّدَاہُ'' میرے محبوب آقا میرے محبوب آقا۔

پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا۔ وانبیاہ۔ اے ہمارے جلیل القدر نبی علیہ السلام پھر فرمایا واصفِیاہُ۔ اے میری جان سے پیارے محبوب ﷺ پھر فرمایا۔

واخلیلاوہ بِاَبِی انت و اُمِّی طبت حیا و میتا۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' اے میرے خلیل آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور اب بھی پاکیزہ ہیں''۔آپ کی شان اس سے بلند ہے کہ آپ پر آہ وفغاں کی جائے اگر زمام اختیار ہمارے ہاتھ میں ہوتی تو ہم حضور ﷺ پر اپنی جانیں فدا کر دیتے۔اگر حضور ﷺ نے ہمیں رونے سے منع نہ کیا ہوتا۔تو میں اتنا روتا کہ میری آنکھوں سے اشکوں کے چشمے جاری ہو جاتے۔پھر عرض کی۔''اے اللہ ہمارا سلام محبوب کی بارگاہ میں پہنچانا اور یارسول اللہ ﷺ ہم غلاموں کو اپنے خداوند قدوس کی بارگاہ میں یاد رکھنا۔

سیدالنساء حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے بے ساختہ نکلا۔

یاابتاہ اجاب ربادعا

اے میرے پیارے ابا جان آپ نے اپنے رب کی دعوت قبول کر لی۔

یاابتاہ الی جنہ الفردوس ماواہ

اے ابا جان' آپ جنت الفردوس میں تشریف فرما ہو گئے۔حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگیں اے ابا جان حضور علیہ السلام آپ کے بعد جبرئیل علیہ السلام کس کے پاس آئیں گے اے پروردگار فاطمہ کی روح کو اپنے حبیب ﷺ کی روح کے پاس پہنچا دے۔اے خداوند عالم مجھے اپنے پیارے رسول ﷺ کا ہم نشین بنا دے۔اور میرے پیارے رب

العزت مجھے اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کی جدائی کے غم کے ثواب سے محروم نہ فرمانا۔ مجھے روز محشر اپنے محبوب ﷺ[1056] کی شفاعت سے محروم نہ کرنا۔

حضور سرور کائنات ﷺ کے وصال مبارک کے بعد کسی نے سیدہ النساء حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہنستے نہیں دیکھا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمانے لگیں ۔صد افسوس۔ وہ نبی ﷺ جنہوں نے فقر کو غنا پر درویشی کو تونگری پر اختیار کیا۔ وہ دین پرور راہبر جو ساری ساری رات امت کے گناہوں کو بخشوانے کے لئے بے چینی میں گزار دیتے تھے جنہوں نے بڑی جرأت اور استقامت کے ساتھ مجاہدے کئے ۔جنہوں نے ممنوع چیزوں کی طرف کبھی التفات نہ کیا۔اور کفار کی تکلیفوں کے باعث جن کا دل کبھی متاثر نہ ہوا اور ان کو دعوت حق دینے میں کبھی بیزاری اور تھکاوٹ کا اظہار نہ کیا۔ جنہوں نے مفلسوں اور محتاجوں کے لئے کبھی اپنا دروازہ بند نہ کیا۔

وہ نبی ﷺ جن کے موتیوں جیسے دانت پتھر مار کر توڑے گئے جن کی نورانی پیشانی کو زخمی کیا گیا جنہوں نے دو روز جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہ کھائی صد افسوس کہ آج وہ کریم آقا ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں ۔

اناللہ وانا علیہ راجعون۔

اس کے بعد ایک کونے سے آواز آئی لیکن آواز دینے والا نظر نہ آیا۔

السلام علیکم اهل البیت و رحمته الله و بر کاته ، کل نفس ذائقة الموت و انما توفون اجور کم یوم القیامة۔

''اے اہل بیت! تم پر سلامتی ہو۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کی طرف سے تم پر رحمتوں کا نزول ہو۔ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور قیامت کے روز تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا اجر دیا جائے گا''۔

اور مزید آواز آئی کہ

''اور جان لو کہ ہر مصیبت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی ہوتی ہے اور ہر فوت ہونے والی چیز کا کوئی قائم مقام ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین رکھو اور اس کی طرف توجہ کرو۔ جزع وفزع سے باز رہو۔ بے صبری نہ کرو۔ درحقیقت مصیبت زدہ شخص وہ ہے جسے ثواب سے محروم کر دیا جائے''۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین کو بتایا کہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جو تمہاری تعزیت کے لئے آئے تھے ۔(مدارج النبوت ۲۔ ۴۳۲۔ضیاء النبی ۴۔ ۸۴۵ تا ۸۴۳)

حضرت شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں رقم طراز ہیں ۔

''حضور ﷺ کی اچانک جدائی کے صدمہ نے تمام صحابہ اکرام کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ بعض صحابہ کی شدت گویائی صلب ہوگئی

ان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گزرتے ہوئے ان کو سلام کیا لیکن ان کی زبان یارائے تکلم نہ کر سکی سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن میں جنبش کی طاقت نہ رہی۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیفیت ہی سب سے جدا تھی۔ بعض صحابہ کرام نے یہ دعا مانگنا شروع کر دی۔ یا اللہ ہماری آنکھوں کی بینائی کو صلب کر لے۔ تاکہ جن آنکھوں نے تیرے محبوب ﷺ کو دیکھا ہوا ہے کسی اور چہرہ کو نہ دیکھ سکیں''۔

منافقین کہنے لگے کہ نعوذ باللہ اگر حضور ﷺ نبی ہوتے تو وفات نہ پاتے۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو انہوں نے بے قابو ہو کر اپنی تلوار نیام سے باہر نکال لی اور فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ہے تو میں اس کے دو ٹکڑے کر دوں گا۔

اتنی دیر میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے حجرے مبارک سے باہر تشریف لائے اور تمام صحابہ کو خاموش کرایا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیٹھنے کا فرمایا۔ آپ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے شخص تم جانتے نہیں ہو کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ (سورۃ الزمر۔ ۳۰)

ترجمہ: بے شک آپ نے بھی دنیا سے انتقال فرمانا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے۔

نیز ارشاد الٰہی ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ (سورۃ الانبیاء۔ ۳۴)

ترجمہ: ''اور نہیں مقدر کیا۔ ہم نے کسی انسان کے لئے جو آپ سے پہلے گزرا (اس دنیا سے) ہمیشہ رہنا۔ تو اگر آپ انتقال فرما جائیں۔ تو کیا یہ لوگ یہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں''۔

پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائی اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ (سورۃ آل عمران ۱۴۴)

ترجمہ: اور نہیں محمد (ﷺ) مگر (اللہ کے) رسول گزر چکے۔ آپ سے پہلے کئی رسول تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں۔ یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے پاؤں سے (دین اسلام سے) پھر جاؤ گے؟

لوگوں کو جیسے یہ آیات بینات پہلی دفعہ سننے کو ملیں تھیں ان کو جیسے ہوش آ گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں مجھے یوں لگا کہ یہ آیت شریف میں اب سن رہا ہوں لوگوں کی حالت کافی سنبھل گئی اور ان کو سہارا مل گیا۔

1056

غسل مبارک

حضور ﷺ کو غسل مبارک کپڑوں سمیت دیا گیا۔حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بیٹے سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ غسل کے وقت ہم اس کشمکش میں تھے کہ کس طرح حضور ﷺ کو غسل مبارک دیں کہ اچانک ہم سب پر اونگھ طاری ہوگئی اور ہماری ٹھوڑیاں ہمارے سینوں سے لگیں لگیں اس وقت اچانک ہم نے حجرہ مبارک کے ایک کونہ سے آواز سنی کہ۔

ان غسلوا رسول الله ﷺ......و علیه ثیابه۔

رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دو۔

چنانچہ حضور ﷺ کو کپڑوں سمیٹ غسل دیا گیا۔

حضور سرکار دو عالم ﷺ کے غسل مبارک کی سعادت سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ حضرت اسامہ، حضرت فضل بن عباس رضوان علیہم اجمعین کو حاصل ہوئی۔

غسل کے لئے پانی عرس نامی کنویں سے لایا گیا اس کے متعلق حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

عرس کا کنواں بہترین کنواں ہے۔ یہ جنت کے چشموں میں سے بہترین چشمہ ہے اس کا پانی نہایت پاکیزہ ہے''۔اس پانی میں بیری کے پتے ملائے گئے؟ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسل دیتے ہوئے فرما رہے تھے۔

بابی و امی طیبا حیا و میتا

میرے ماں باپ آپ (ﷺ) پر قربان ہوں۔آپ زندگی میں بھی طیب و پاکیزہ تھے اور وصال کے بعد بھی طیب و پاکیزہ ہیں۔

قبر مبارک

مسلمان پریشان تھے کہ قبر مبارک کہاں بنائی جائے۔اتنے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا ہوئے''کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ جو نبی (ﷺ) جہاں فوت ہوتا ہے اس کی قبر بھی وہیں بنتی ہے''۔ چنانچہ جہاں حضور ﷺ نے وصال فرمایا تھا وہیں آقا ﷺ کی قبر مبارک بنائی گئی۔

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو آدمیوں کی طرف دو آدمی قبر کھودنے کے لئے روانہ فرمائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔

اللهم خیر یر سویك

اے اللہ اپنے رسول ﷺ کے لئے جس کو پسند کرتا ہے اس کو بھیج دے۔ 1056

ایک آدمی حضرت ابوعبیدہ بن جراع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف گیا یہ سیدھی قبر کھودنے کے ماہر تھے لیکن آپ اس کو نہیں ملے۔

دوسرا آدمی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف گیا یہ لحد کھودنے کے ماہر تھے۔ (لحد والی قبر کو پہلے سیدھا نیچے کھودا جاتا ہے پھر نیچے سے دائیں طرف جگہ بنائی جاتی ہے اور میت کو اس میں دائیں طرف رکھ دیا جاتا ہے) دوسرا آدمی حضرت ابوطلحہؓ کو ساتھ لے آیا اور حضور ﷺ کے لئے لحد والی قبر تیار کی گئی۔

کفن مبارک

حضور ﷺ کو یمن میں ''سحول'' نامی جگہ کے بنے ہوئے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ اس لئے ان کو ''سحولیہ'' کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں نہ قمیض تھی اور نہ عمامہ تھا۔

(سیرۃ النبویہ ابن کثیر۔ ۴۔ ۵۲۲۔ ضیاء النبی ۴۔ ۸۳۹ تا ۸۳۸)

نماز جنازہ

حضور ﷺ کی وفات شریف سوموار کو چاشت کے وقت ہوئی اور تدفین بدھ کی رات ہوئی۔ بعض نے منگل بھی لکھا ہے لیکن زیادہ علماء بدھ کی رات پر متفق ہیں۔

حضور ﷺ کو غسل مبارک کے بعد کفن پہنا کر حجرہ مبارک میں رکھ دیا گیا اور تمام لوگ حضور ﷺ کی وصیت کے مطابق باہر نکل گئے چونکہ حضور ﷺ خود امام تھے لہٰذا اور کوئی امام نماز جنازہ کے لئے مقرر نہیں کیا گیا سب لوگ داخل ہو کر حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھ کر باہر آ جاتے تھے۔ حضور ﷺ نے جیسے فرمایا تھا سب سے پہلے نماز جنازہ حضرت جبرئیل علیہ السلام' حضرت اسرافیل علیہ السلام' حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام نے پڑھی۔ اس کے بعد جوق در جوق فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھی۔

اس کے بعد اہل بیت اطہار کے مرد اور خواتین حجرے مبارک میں داخل ہوئے اور صلوٰۃ و سلام پیش کیا اور کچھ دیر بعد باہر تشریف لے آئے۔

اس کے بعد سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرے شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مہاجرین و انصار کے ساتھ داخل ہوئے اور حضور ﷺ کے روبرو کھڑے ہو گئے۔ اور نماز جنازہ ادا فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا ہوئے۔

1056 السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ وبرکاتہ

پھر فرمایا: ''اے اللہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تیرے محبوب نے وہ پیغام پہنچا دیا جو آپ ﷺ پر نازل کیا گیا تھا اور اپنی امت کو نصیحت کر دی۔ اللہ کے راستے میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت عطا فرمائی اور آپ (ﷺ) کی دعوت درجہ کمال تک پہنچ گئی اور ہم تیری ذات وحدہ لا شریک کے ساتھ ایمان لے آئے۔ اے ہمارے خدا ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم حضور ﷺ پر نازل کردہ قول کی پیروی کریں اور روز قیامت ہمیں حضور ﷺ کے ساتھ اکٹھا کر اور حضور ﷺ کو ہماری اور ہمیں حضور ﷺ کی پہچان کرا۔ بیشک تیرا محبوب مومنین کے ساتھ رؤف و الرحیم تھا۔ ہم آپ (ﷺ) پر جو ایمان لائے ہیں۔ اسے کسی قیمت پر تبدیل کرنے کے لئے تیار نہیں اور اس کے بدلے میں کوئی گراں بہا چیز لینے کے لئے تیار نہیں''۔

اس کے بعد یہ حضرات باہر تشریف لے آئے اور عام مومنین جوق در جوق اندر داخل ہوتے اور صفیں باندھ کر حضور ﷺ کے سامنے حضور ﷺ پر درود وسلام پیش کرتے اور باہر نکل آتے۔ اس طرح جب تمام مسلمان فارغ ہو گئے نماز جنازہ ادا کر چکے تو عورتوں کی باری آئی۔ اسی طرح تمام عورتوں کو حضور ﷺ کی نماز جنازہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

ایک دفعہ عورتوں میں سے کسی کی رونے کی آواز بلند ہوئی تو ایک دم حجرہ مبارک میں زور سے تھرتھراہٹ محسوس ہوئی کہ ہم سب خوفزدہ ہو گئے۔ پھر اس کے بعد کوئی نہ رویا نہ کسی نے آہ وفغاں کی اور نہ ہی کسی نے بین کیا۔

حضور ﷺ کے فراق کی مصیبت کے بعد اس سے زیادہ مصیبت والا دن مدینہ منورہ میں کبھی نہ آیا اس سے زیادہ مصیبت لوگوں نے کبھی نہ محسوس کی۔

حضور ﷺ کے ارشاد مبارک کے مطابق۔

دنا الفراق والمنقلب سے ولا رنۃ تک۔

''جدائی کی گھڑی نزدیک آ گئی۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف اور سدرۃ المنتہیٰ کی طرف رفیق اعلیٰ اور جنت الماوی کی طرف لوٹ کر جانے کا وقت آ گیا...... پھر میری نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے گروہ در گروہ میرے حجرہ میں داخل ہونا اور میری نماز جنازہ پڑھنا لیکن مجھے بے جا تعریف کر کے اور آہ وفغاں کر کے اذیت نہ پہنچانا''۔

تمام لوگوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح نہ ہی تعریف میں غلو کر کے گناہ گار ہوئے جیسے کہ انہوں نے نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا اور جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ مانا وہ بھی ہلاک ہوئے اور جنہوں نے آپ کو خدا کا بیٹا کہا وہ بھی ہلاک ہوئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

قال رسول اللہ سے استغفرت لکم اللہ تک۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ جب میں

تمہارے اعمال حسنہ کو دیکھتا ہوں تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جب میں تمہارے گناہوں کو دیکھتا ہوں تو تمہارے 1056 لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

الحدیث: عن اوس بن انس سے معروضہ علی تک۔

حضرت اوس بن انس روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔تمہاری زندگی کے دنوں میں سے افضل ترین دن جمعہ کا دن ہے اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اسی دن ان کا انتقال ہوا اسی دن حضرت اسرافیل (علیہ السلام) صور پھونکیں گے اسی دن لوگوں پر مدہوشی طاری ہو گی۔اس روز کثرت سے مجھ پر درود پاک پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔"

(یعنی خاص اس دن درود پاک پڑھنے کی برکت سے تمہارے لئے یہ منزلیں آسان ہو جائیں گی) صحابہ پاک نے عرض کی:

کہ یا رسول اللہ (ﷺ) سے ارمت" تک۔

یا رسول اللہ ﷺ ہمارے درود حضور ﷺ پر کیسے پیش کئے جائیں گے۔حالانکہ حضور ﷺ کا جسم مبارک بوسیدہ ہو گیا ہو گا"۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

ان اللہ قد سے علیہم اسلام تک۔

"(اے میرے صحابہ) اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء اکرام کے اجساد کو کھائے" اور حضرت ابو دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قال رسول اللہ سے یفرغ منہا تک۔

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے روز کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو۔کیونکہ اس روز فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور کوئی آدمی بھی مجھ پر درود شریف نہیں پڑھتا۔مگر اس کا درود میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اس سے پہلے کہ وہ درود شریف پڑھنے سے فارغ ہو"۔

حضرت ابو درداء نے عرض کی کہ جب تک آپ زندہ ہیں اس دنیا میں تشریف فرما ہیں تو اس وقت تک تو بے شک فرشتے پیش کرتے رہیں گے۔لیکن موت کے بعد کیسے پیش کریں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

ان اللہ حرم علی الارض سے حی یرزق تک۔

بیشک اللہ تعالیٰ جل شانہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء اکرام ﷺ کے اجساد طاہرہ کو کوئی نقصان پہنچائے اللہ کا

نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے''۔ 1056

سبحان اللہ کس طرح واضح طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء اکرام (علیہم السلام) کی برزخی زندگی کے متعلق ان کے زندہ و سلامت ہونے ان کے روزی دیئے جانے کے متعلق فرما دیا۔

اور اللہ تعالیٰ تو عام شہداء کے متعلق بھی فرماتے ہیں۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝۱۵۴ (سورۃ بقرہ: ۱۵۴)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو میرے راستے میں قتل کر دیئے جائیں گے۔ انہیں مردہ مت کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

اور ایک اور جگہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ

عند ربھم یرزقون۔

ترجمہ۔ اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔ جب واضح طور پر یہ ارشاد فرما دیا کہ تم لوگ ان کی زندگی کا شعور ہی نہیں رکھتے۔

تو پھر ان لوگوں کی جو انبیاء کی زندگی کے قائل نہیں حیثیت ہی کیا ہے ان کی عقل کا کیا کہنا۔ ان کی بدقسمتی کا کیا کہنا۔ خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور قیامت کو دوسروں کی گمراہی کا بوجھ بھی ان کے کندھوں پر ہوگا۔

آج کے ترقی کرتے ہوئے دور میں ایک چھوٹا سا آلہ موبائل فون اگر دنیا کے کونے کونے سے پیغام چند سیکنڈوں میں دنیا کے دوسرے کونے میں پہنچا سکتا ہے اور صرف کمپیوٹر کا ایک بٹن دبانے سے کوئی بھی پیغام بیک وقت تمام دنیا کے موبائل فونوں پر پہنچ سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک والا صفات تمام دنیا کے مسلمانوں کا سلام تو سب سے افضل طریقے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا سکتی ہے اس کی شان پاک کا کیا ہی کہنا کہ اس نے ''کن'' فرما کر ہر چیز کو پیدا فرما دیا۔

خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سقیفہ بنی ساعدہ

جب ایک روح فرسا واقع حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات مبارک کا واقع ہوگیا تو فرط غم سے بعض مسلمان اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے۔ کسی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ ہر طرف آہ و فغاں تھی کسی کو کچھ ہوش نہ رہی۔ تو ایسے میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام مسلمانوں کی ڈھارس بندھائی۔

اچانک ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے جمع ہونے کے متعلق بتایا کہ وہ حضرت سعد بن عبادہ (قبیلہ خزرج کے رئیس) کو امیر بنانے کے متعلق صلاح ومشورہ کر رہے ہیں۔

یہ سنتے ہی آپ نے حضرت عمر فاروق اور چند ایک چیدہ صحابہ کو ساتھ لیا اور ان کی طرف روانہ ہو گئے کیونکہ اگر ایسا ہو

جاتا تو تمام مسلمان آپس میں پارہ پارہ ہوجاتے اور مسلمانوں کی قوت کا شیرازہ بکھر جاتا اور ہر کوئی اپنے اپنے قبیلے سے 1056ار منتخب کر لیتا۔ایسے میں تمام کام چھوڑ کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چند ایک صحابہ کو ساتھ لے کر فوراً بنی ساعدہ کی طرف چلے تا کہ صورتحال کو کنٹرول کر سکیں اور ان کو اصل حقیقت سے روشناس کرا سکیں۔

یہاں پہنچ کر حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گفتگو فرمانی چاہی لیکن آپ نے ان کو خاموش کرا دیا اور اس مجمع عام میں خود خطاب فرمایا۔سب سے پہلے آپ نے انصار کے حق میں جو آیات قرآن پاک کی آیتیں تھیں وہ تلاوت فرمائیں۔اور جو تعریفیں حضور ﷺ نے انصار کے بارے میں بیان فرمائی تھیں۔وہ بیان کیں اور یہ بھی فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر سارے لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی کو اختیار کروں گا۔پھر فرمایا۔

لقد علمت یا سعد !ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال و انت قاعد قریش ولاۃ ھذا امر فبر الناس تبع لبدھم و فاجرھم تبع لفاجرھم۔

اے سعد تم خوب جانتے ہو تم اس وقت وہاں بیٹھے ہوئے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خلافت کے حق دار قریش ہیں نیک لوگ قریش کے نیک لوگوں کے فرمانبردار رہوں گے اور بدکار لوگ قریش کے بدکار لوگوں کے فرمانبردار ہوں گے۔

(ضیاء النبی پیر کرم شاہ الازہری بھیرہ شریف سرگودھا۔ ۴۔۸۲۶۔ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی وہ یزان الاعتدال فی نفہ الرجال ۴۔۱۹۹)

یہ سنتے ہی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے انصار کی آنکھیں حقیقت حال سے چمک اٹھیں اور انہیں حضور ﷺ کی وہ حدیث مبارک یاد آ گئی اور سب لوگوں نے فوراً اپنے دعوے سے دستبرداری ظاہر فرمادی'' تو ایسا کیوں نہ ہوتا وہ سب لوگ تو حضور ﷺ کے صحابہ تھے آقا ﷺ کے تربیت یافتہ تھے۔کوئی آج کل کے لوگ نہین تھے کہ ہر کوئی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے پر تلا ہوا ہے۔

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے جب رحلت فرمائی اور سقیفہ کا واقع رونما ہوا تو تمام مہاجرین اور تمام انصار نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اتفاق کیا اور اس پر آپ کی بیعت فرمائی اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ٭وقتی طور پر لاعلمی یا بھولنے کی بنیاد پر) مخالفت کی۔بشرطیکہ حضرت سعدؓ کا اختلاف صحیح سند سے ثابت ہو جائے (اور وہ بھی بعد میں متفق ہو گئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسرے انصار سمیت بیعت فرمائی۔)

اور امام احمد بن حنبل نے بھی اپنی مسند میں مخصوص سند کے ساتھ یہ روایت کیا ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔''اے سعد تم خوب جانتے ہو کہ تم اس وقت بیٹھے ہوئے تھے جس وقت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خلافت کے حق دار قریش ہیں۔نیک لوگ قریش کے نیک لوگوں کے فرمانبردار ہوں گے اور بدکار لوگ قریش کے بدکار لوگوں کے فرمانبردار ہوں گے یہ سنتے ہی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً فرمایا کہ آپ نے سچ فرمایا کہ ہم لوگ

وزیر ہیں اور آپ لوگ امیر ہیں''۔ 1056

اس طرح سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر کسی جھگڑے کے فوراً امیر المومنین چن لئے گئے اور آپ سب سے پہلے خلیفتہ المسلمین بنے کسی آدمی نے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر جا کر بتایا کہ مسلمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد نبوی ﷺ میں بیعت کر رہے ہیں یہ سنتے ہی آپ فوراً اٹھے اور اس وقت آپ نے ایک لمبی قمیض زیب تن فرمائی ہوئی تھی۔ اسی میں فوراً مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لے آئے اور فوراً آپ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور ساری زندگی آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ رہے۔ اور ہر کام میں آپ کی معاونت فرماتے رہے۔ اور آپ کی زندگی کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معاونت فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ جب سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے گھر میں قرآن پاک پڑھتے ہوئے شہید کیا گیا۔ تو اس وقت بھی دروازے پر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے اور جنہوں نے آپ کو شہید کیا وہ رافضی پچھلی دیوار پھاند کر اندر آ گئے تھے۔

چند ایک حضرات نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ان میں سے ایک ہشام بن محمد بن اسائب الکلبی ہے اس کے متعلق حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک قصہ گو اور نسب بیان کرنے والا انسان تھا میں یہ خیال نہیں کرتا کہ کوئی شخص اس سے روایت کرتا ہے۔

دارقطنی کہتے ہیں کہ وہ متروک ہے ابن عساکر کی رائے ہے کہ وہ رافضی ہے بخیر ثقہ ہے اور اس کا استاد ابومخف جس کا اصل نام لوط ب محی تھا یہ شیعہ تھا اور آئمہ فن کے نزدیک یہ ضعیف الحدیث ہے۔

ان لوگوں نے چند ایک باتیں گھڑی ہیں لیکن جب حق آ جاتا ہے تو وہ باطل کا سر پھوڑ دیتا ہے۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾ (الاسراء:۸۱)

ترجمہ: اور جب حق آ جاتا ہے تو باطل بھاگ جاتا ہے یقیناً باطل بھاگنے والا ہے۔

اللہ ہمیں حضور ﷺ کی حدیث کے مطابق حق کو حق دکھائے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور باطل کو باطل کر کے دکھائے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے'' آمین ثم آمین بجاہ نبی الکریم رؤف الرحیم ﷺ الہ الطہرین طیبین رضوان اللہ علیہم اجمعین برحمت یاارحم الرحمین ﷺ حبیب رب العالمین رحمت اللعالمین ابدا ابدا برحمتک یاارحم الرحمین یاارحم الرحمین یا ارحم الرحمین۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ـ و تب علينا انك انت التواب الرحيم ـ

احقرالعباد

(نثارالنبی ولد صوفی محمد ریاض ولد صوفی محمد چراغ لاہور جمعرات گیارہ ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۷ اکتوبر ۲۰۱۳ء۔ بعد دوپہر لاہور پاکستان)

شمائل نبوی ﷺ

ان ربی لیسھدین

ترجمہ۔میرا رب مجھے راستہ دکھائے گا۔

اپنی کوتاہ علمی کے اعتراف کے باوجود دل ہے کہ مجھے مجبور کر رہا ہے کہ عشق کی گلی میں بڑھتا ہی چلا جاؤں اور میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری نظر کھول دے اور جمال مصطفی ﷺ کو عیاں فرما دے اور میں ہر دم حضور ﷺ کو دیکھتا رہوں۔اور آقا ﷺ کی ایک ایک ادا تحریر کرتا رہوں۔

لیکن کہاں ایک غریب، مسکین اور لاغر ناتواں گنہگار و عاجز بندہ جس کے پاس پھوٹی کوڑی نہ ہو جس کے پاس پھٹے پرانے بوسیدہ کپڑے ہوں اور جو کیچڑ میں لت پت ہو وہ خواہش کرے کہ کسی بادشاہ کے دربار میں حاضری ہو جائے جب کہ اس کو کوئی جاننے والا بھی نہ ہو تو یہ اس کی حسرت ہی ہوتی ہے۔

لیکن ہمارے کریم آقا ﷺ کا رب دلوں کے خیالات کو جانتا ہے اور ہمارے کریم آقا ﷺ بھی تو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم پاک سے ہر دل کا مشاہدہ فرما رہے ہیں ان سے کوئی بات پوشیدہ نہیں تو اگر کسی بوڑھی عورت کے گھر میں کوئی بادشاہ آجائے تو اس میں اس بوڑھی عورت کا کوئی کمال نہیں یہ تو بادشاہ کی مہربانی ہے۔اس کی بے نیازی ہے کہ وہ جس پر چاہے نظر التفات فرما دے۔

حضور ﷺ کی شان پاک میں آج تک جس نے جو لکھا جو بیان کیا۔اس کی نظر جہاں تک گئی وہی اس نے بیان کیا۔ان کی شان وراء الوراء ہے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ (کہف:۱۰۹)

ترجمہ: آپ فرما دیں کہ اگر سمندر (سیاہی بن کر) تیرے رب کے کلمات لکھنے لگیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے قبل اس کے کہ تیرے رب کی باتیں ختم ہوں چاہے ان کی مدد کے لئے اور سمندر لے آئیں۔

حضور ﷺ جل شانہ کے کلمات ہیں اور آپ کی تعریف دراصل اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی کی تعریف ہے۔

قرآن پاک میں اور ایک جگہ فرمایا کہ اگر یہ تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائیں تو قلم ختم ہو جائیں گے سیاہی ختم ہو جائے گی چاہے ان کی مدد کے لئے اور سمندر لے آئیں لیکن تیرے رب کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں رب العالمین ہوں اور میرے محبوب آپ رحمت اللعالمین ہیں میں تمام جہانوں 1056 کا طالب ہوں اور تمام جہانوں میں ہر ہر چیز کے لئے آپ رحمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا ایک ذاتی نام مبارک اللہ ہے اور اس کے بے شمار صفاتی نام ہیں جیسے وہ رحیم ہے۔کریم ہے۔غفور ہے۔ستار ہے۔وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ذاتی نام مبارک ''اللہ'' ہے۔اس کے تمام صفاتی نام مبارک ''اللہ'' میں سموئے ہوئے ہیں حضرت شاہ عبدالحق دہلوی مدارج النبوت کے آخری باب تکملہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضور تاجدار کائنات ﷺ جل شانہ کے ذاتی نام کے پرتو ہیں اور باقی تمام انبیاء اکرام اس کے صفاتی ناموں کے پرتو ہیں تو حضور ﷺ چونکہ اللہ کے ذاتی نام مبارک کے پرتو ہیں تو ان میں اللہ تعالیٰ کے تمام صفاتی نام بھی شامل ہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی تمام صفتیں شامل کی جائیں تو اللہ کی صفت بنتی ہے اور اسی طرح تمام انبیاء علیہ السلام اجمعین کی تمام صفتیں شامل کی جائیں تو حضور ﷺ کی صفت بنتی ہے۔

باقی تمام اولیاء اکرام اس کی صفتوں کی صفتوں کے پرتو ہیں جیسے چاند چودھویں کا چمک رہا ہو اس کی ذات کے گرد نور کا ایک ہالہ نظر آتا ہے تو اصل میں چمکتا ہوا چاند اس کی اصل ذات ہے اور چاند کے گرد ہالہ اس کی صفات ہیں۔

اور باقی تمام دنیا اس اللہ جل شانہ کی صفت فعلیہ کی پرتو ہے یعنی وہ لفظ کن سے جو اور جس طرح چاہے پیدا فرما دے وہ بے نیاز ہے وہ مالک ہے جس طرح چاہے زمانے کو چلائے جس کو چاہے امیر بنا دے جس کو چاہے غریب بنا دے جس کو چاہے صحت تندرستی عطا کئے رکھے جس کو چاہے بیماری میں مبتلا کئے رکھے جس کو چاہے اسلام کی دولت سے نواز دے جس کو چاہے کفر کی وادیوں میں بھٹکائے رکھے۔جسے چاہے عزت عطا فرما دے جسے چاہے ذلت دے۔جسے چاہے بادشاہی عطا فرما دے جسے چاہے فقیر بنا دے یہ سب اس کی بے نیازیاں ہیں اس کی ادائیں ہیں اس کا حکم ہے اس کا نظام ہے جسے چاہے جنت عطا فرما دے جسے چاہے دوزخ میں رکھے یہ سب عین اس کا عدل ہے وہ مالک ہے وہ آقا ہے وہ شہنشاہ حقیقی ہے کائنات میں سے کسی کو اس کے آگے مجال نہیں ہے وہ جس طرح چاہے زمانے کو چلائے کوئی چون و چرا نہیں کر سکتا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمانے کو برا نہ کہو کیونکہ زمانہ میں خود ہوں یہ سب تقدیر کے مسئلے ہیں۔ہمارے لئے صرف حکم ہے اطاعت ہے۔بندگی ہے۔عاجزی ہے۔مسکینی ہے اس کے در کی غلامی ہے اس کو سجدہ کرنا اس کے آگے جھکنا یعنی رکوع کرنا ہے اس کے ہر ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم ہے اس کی ہر ہر تقدیر کے آگے ہمارا سر خمیدہ ہے زندگی اور موت اللہ تعالیٰ نے اس لئے بنائی ہے کہ آزمائے تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے اور وہ زبردست بخشنے والا مہربان ہے جس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا فرمائے۔

اور ہمیں معمولی سا اختیار عطا فرمایا گیا اور وہ خدا کی ذات پاک ایک معمولی قطرے سے ایک انسان کو تخلیق فرما دیتی ہے اور جب وہ نہایت ضعف سے اپنی جوانی کو پہنچتا ہے تو وہ اپنے آپ کو دیکھ دیکھ کر اترانے لگتا ہے۔اور خدا کی ذات میں

باتیں کرنے لگتا ہے اور اپنی خلقت کو بھول جاتا ہے اور کہتا ہے کہ جب ہم گل سڑ کر ہڈیاں بن جائیں گے تو انہیں کون زندہ کرے 1056 گا آپ فرمادیں کہ ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے اس کو پہلے اٹھا کھڑا کیا۔ اس کا کام تو بس ''کن'' کہنا ہے جب وہ کن کہے گا تو ہر چیز موجود ہو گی بس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے۔ اور ہم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

جب ہم گنتی شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے ایک آتا ہے اور ایک میں اور ایک کو ملاتے ہیں تو پھر دو کا ہندسہ وجود میں آتا ہے اور جب دو میں پھر اور ایک ملاتے ہیں تو تین کا ہندسہ وجود میں آتا ہے اور جب تین میں پھر اسی ایک کو ملاتے ہیں تو چار کا ہندسہ وجود میں آتا ہے۔ اور جب چار میں اسی ایک کو پھر ملاتے ہیں تو پانچ کا ہندسہ وجود میں آتا ہے۔

اسی طرح جو لاتعداد حروف وجود میں آتے ہیں ان میں ایک کو ملایا جائے تو ان کا وجود ظہور میں آتا ہے اور کائنات میں ایک حضور ﷺ کی ذات مبارک ہے اس کائنات کی ہر ہر چیز کو ظہور حضور ﷺ کی ذات پاک سے ملا ہے۔ اور ہر ہر چیز کو حضور ﷺ کی رحمت سے حصہ ملا ہے۔ حتیٰ کہ شیطان کو مہلت بھی حضور ﷺ کی وجہ سے ہی ملی ہے اور کافر کو بھی جو مہلت ملی ہے وہ بھی حضور ﷺ کی رحمت ہی کی وجہ سے ہے۔ اور ہم گناہ گاروں کو جو گناہوں سے معافی ملی ہے وہ بھی حضور ﷺ کی وجہ سے ہے۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو آدم علیہ السلام کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے پیدا فرمایا۔

یہاں سے یہ کوئی نہ گمان کرے کہ یہ نور اللہ تعالیٰ کے محض علم پاک میں موجود تھا اس کی پیدائش نہیں ہوئی تھی بلکہ یہ نور حضرت آدم علیہ السلام کے وجود میں آنے سے کئی ہزار سال پہلے وجود میں آ چکا تھا۔

ایک دفعہ حضور ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ان کی عمر پوچھی انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ میری عمر کا اندازہ لگایئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا تو آسمان پر میں نے ایک اللہ تعالیٰ کے نور کا چمکتا ستارہ دیکھا۔ جو کہ ستر ہزار سال بعد میں دیکھتا تھا اور اس کو میں ستر ہزار مرتبہ دیکھ چکا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ نور میرا ہی تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور کیچڑ کی مٹی میں تھے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی کے بجنے والے گارے سے جو خشک ہو چکا ہو سے پیدا فرمایا یعنی کھنکتے ہوئے گارے سے اور پھر حضرت آدم علیہ السلام میں حضور ﷺ کے نور کو رکھ دیا گیا اور جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کو ''ابو محمد'' کہہ کر پکارا جائے گا۔

اور حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کائنات کی مثال اگر گول دائرے سے تصور کریں تو اس کو پھر درمیان سے دو حصوں میں وتر سے تقسیم کریں۔

1056

تو دو حصے وجود میں آئیں گے اوپر والا حصہ عدم اور نیچے والا حصہ وجود تصور کریں تو وجود سے عدم کی طرف جو جو چیز بھی جائے گی اس کو راستے میں وتر کا سہارا ضرور لینا پڑے گا یعنی وتر سے ہو کر ہی وہ عدم کی طرف جائے گی اور وتر حضور ﷺ کی ذات پاک ہے۔

تو جس کو جو ملا جو کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف بھی گیا اس کو حضور ﷺ کی وجہ سے ہی عدم میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی بازیابی حاصل ہوئی اور اگر کوئی کہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ذات تک بغیر حضور ﷺ کے پہنچ جاؤں تو اس کی سوچ بے کار ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

القرآن: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنۃ فمن کان یرجو اللہ ولیوم الاخرہ۔

ترجمہ۔تم میں سے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور یوم آخرت میں اچھے مقام) کو چاہتا ہے تو اس کے لئے حضور ﷺ کی پیروی لازمی ہے۔(صدق اللہ العظیم)

اللہ جل شانہ کی طرف سے حضور ﷺ پر نازل کردہ قرآن حکیم میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کا مختصر جائزہ۔

سورۃ فاتحہ

سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سات دہرائی جانے والی آیات نازل فرمائی ہیں جو ہر نماز میں دہرائی جاتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا حضور ﷺ کی امت پر خاص احسان ہے اس کے کئی نام ہیں اور اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے جب یہ سورت نازل ہوئی تو شیطان سر میں خاک ڈالتا ہوا چیخیں مارتا ہوا بھاگ گیا۔یہ سب احسان اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور ﷺ کی وجہ سے ہی اہل اسلام پر فرمایا۔

یوں تو سارا قرآن پاک ہی حضور ﷺ کی شان پاک میں اترا ہے اور ہر ہر آیت پاک سے حضور ﷺ کی پاک شان ظاہر ہوتی ہے اور کوئی بھی قلم آقا ﷺ کی شان پاک کا احاطہ نہیں کر سکتی ہے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں کئی اونٹ کتابوں کے بھر سکتا ہوں حضور ﷺ نے ہمیں اس بات سے آگاہ فرمایا ہے کہ تمام تعریفوں کا مالک تمام تعریفیں رب العالمین کے لئے ہیں یعنی اس

خدا کے لئے ہیں جو کہ تمام لوگوں کا رب ہے ہر ہر چیز کا رب ہے اور رب اسے کہتے ہیں جو چیزوں کو آہستہ آہستہ درجہ کمال تک 1056 پہنچائے جو رحم کرنے والا نہایت ہی مہربان ہے جو جزا کے دن کا مالک ہے اور اس میں لوگوں کو نصیحت فرمائی جا رہی ہے کہ وہ کہیں کہ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں اور ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تیرا انعام ہوا نہ کہ ان لوگوں کے راستے پر جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ہی ان لوگوں کے راستے پر جو گمراہ ہوئے۔

سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کی جل شانۂ نے حضور ﷺ کو الٓمٓ کے نام سے پکارا ہے۔ یہ حروف مقطعات ہیں۔ جن کا صحیح علم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات پاک ہی کو ہے اور باقی جتنا جتنا علم جس کسی کو عطا فرمایا گیا حضور ﷺ کی بدولت ہی عطا فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام حضور ﷺ لوگوں کو سمجھا رہے ہیں کہ اس میں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ پر بن دیکھے ایمان لائے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں جو کلام پاک اے میرے رسول (ﷺ) آپ پر اترا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو پہلے رسولوں پر اترا ہے اس پر بھی ایمان لاتے ہیں اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اس کے بعد دوسرے گروہ کفار کے متعلق حضور ﷺ نے آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ کافر ہیں جنہوں نے انکار کیا ہے ان لوگوں کا جو گروہ ہے انہیں آپ ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان کے دلوں پر مہریں لگا دیں ہیں ان کے کانوں پر مہریں لگا دیں ہیں اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔

اور اَب تیسرے گروہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی ذات پاک حضور ﷺ کی معرفت ہمیں آگاہ فرماتی ہے کہ وہ منافقوں کا گروہ ہے جو کہ کہتا ہے کہ ہم ایمان لائیں ہیں حالانکہ وہ صرف زبان سے ایمان کا اعلان کرتے ہیں لیکن وہ دل سے خدا پر ایمان نہیں لائے اور نہ ہی اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاتے ہیں۔

وہ اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ وہ اپنے آپ کو اصل میں دھوکہ دے رہے ہیں اور وہ اس چیز کو سمجھ ہی نہین رہے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں مرض ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مرض کو ان کے کفر کی وجہ سے (غصے ہو کر) اور زیادہ فرما دیا ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔

حضور ﷺ نے لوگوں کو سمجھا دیا کہ خبردار نہ کافروں میں سے ہونا اور نہ ہی منافقوں میں سے ہونا ورنہ تمہاری آخرت برباد ہو جائے گی اور تم سیدھا دوزخ میں چلے جاؤ گے۔

اس کے بعد اللہ جل شانہ منافقوں کے متعلق جو باتیں ان میں پائی جاتی ہیں لوگوں کو آگاہ فرما رہے ہیں کہ خبردار ہو جاؤں ان باتوں سے اور ان باتوں کے قریب بھی نہ پھٹکنا اور نہ ہی کوئی ایسا خیال ہی اپنے دل میں لانا۔

اس کے بعد مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ اپنے احسانوں کا ذکر فرماتے ہیں اور اپنی نعمتوں سے ان کو آگاہ فرما رہے ہیں اور

خاص طور پر سب کو اس بات سے آگاہ فرمایا جا رہا ہے۔کہ یہ جو قرآن پاک میں نے اپنے رسول ﷺ پر اتارا ہے اس 1056 میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورۃ ہی بنالاؤ اور ساتھ اپنے شاہدوں کو بھی بلالو اگر تم سچے ہو اور اگر تم سب مل کر بھی ایسا نہیں کر سکتے اور کر بھی نہ سکو گے تو پھر دوزخ کی آگ سے بچو جس کا ایندھن (کافر) اِنسان اور پتھر ہیں اور حضور ﷺ لوگوں کو کلام الٰہی کے ذریعے سمجھا رہے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے کیسے انکار کر سکتے ہو کہ تم مردے تھے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے تمہیں اٹھا کھڑا کیا۔ پھر وہ تمہیں مارے گا اور پھر وہ تمہیں زندہ فرمائے گا پھر تم سب لوگ اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

اس کے بعد حضور ﷺ ہمیں کلام الٰہی کے ذریعے تمام کائنات جب انسان کی خلقت کے متعلق لوگوں کو آگاہ فرما دیتے ہیں اگر حضور ﷺ ہمیں کلام الٰہی کے ذریعے آگاہ نہ فرماتے تو ہمیں کون آگاہ کرتا اور انسان کی حقیقت کے متعلق لوگ قیامت تک ٹامک ٹوئیاں کرتے رہتے اپنے انداز سے جھگڑتے رہتے۔

لیکن رحمت دو عالم ﷺ نے ہمیں حقیقت حال سے باخبر فرما دیا کہ کس طرح جب اللہ جل شانہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ایک انسان پیدا کرنا چاہتا ہوں جس کو میں دنیا میں اپنا خلیفہ بناؤں گا جو زمین میں میری نیابت کرے گا فرشتوں نے عرض کی کہ یہ زمین میں فساد اور خون خرابہ کرے گا اور ہم تیری پاکی اور تسبیح بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی قدرت عظیم سے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ناموں سے آگاہ فرما دیا اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے سب چیزوں کے نام بتاؤ۔فرشتے بولے کہ تیری ذات پاک ہے ہمیں وہی علم ہے جس کو تو نے ہمیں سکھایا ہے بے شک تو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام بتانے کو کہا اور جب حضرت آدم علیہ السلام نے تمام چیزوں کے نام بتا دیئے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کہا کہ کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی تمام چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہوں اور جو باتیں تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو ان کو بھی جانتا ہوں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میں نے تمام فرشتوں کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو تمام فرشتوں نے انہیں سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا اور وہ حکم عدولی کی بناء پر کافروں میں سے ہو گیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کا ذکر فرما رہے ہیں کہ وہ دونوں جنت میں جب رہ رہے تھے تو ان کے پروردگار نے انہیں حکم کیا کہ اس درخت کے پاس نہ جانا باقی ہر چیز تم کھاتے پیتے رہنا۔تو شیطان نے ان دونوں کو جھانسا دیا کہ اس درخت کو کھا لو تو تم ہمیشہ جیتے رہو گے اور انہوں نے جب بھول کر اس درخت کو کھا لیا تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا اور فرمایا کہ ایک وقت مقرر تک تم لوگ زمین میں رہو گے اس زمین میں (تمہاری اولاد) میں ایک دوسرے کے دشمن بھی ہوں گے اور اس زمین میں تم فائدہ بھی اٹھاؤ گے۔

اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے کچھ باتیں سیکھ لیں اور ان کلمات سے اللہ تعالیٰ 1056 اور میں معافی طلب کی اور حضور ﷺ کے نام مبارک کا واسطہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرما لی۔ کیونکہ وہ توبہ قبول کرنے والا نہایت ہی مہربان ہے۔ یہ تھا زمین و آسمان کی خلقت اور حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے اور اولاد آدم علیہ السلام کا واقعہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کا واقعہ ان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات وغیرہ ذکر فرما رہے ہیں۔

اور اس کے بعد فرعون کا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔ جا رہا ہے اور بنی اسرائیل کا واقعہ اللہ جل شانہ مفصل ذکر فرما رہے ہیں۔

اس کے بعد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بتایا جا رہا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ذکر فرمائی جا رہی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ تو میری اولاد میں سے ایک ایسا پیغمبر بھیج جو ان کے اوپر تیری آیتیں پڑھے وران کو کتاب اور حکمت کا علم سکھلائے اور ان کو پاک کرے یہ سب ذکر بنی اسرائیل کے یہودی جو مدینہ طیبہ اور اطراف میں آباد تھے ان کو خاص کر ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ تم اس نبی امی ﷺ کی پیروی کرو۔ یہ تمہارے آباؤ اجداد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہیں۔

اس کے بعد حضور ﷺ کا بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھانے کا ذکر فرمایا جا رہا ہے حضور ﷺ ایک مدت تک بیت المقدس کی طرف رخ فرما کر نماز ادا فرماتے رہے حضور ﷺ دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے کہ وہ گھر جس کو تیرے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا اس کی طرف منہ کرکے میں نماز پڑھا کروں۔ اصل میں اول گھر قبلہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہی بنوایا تھا۔

لیکن یہ خاص حضور ﷺ کے لئے رکھ دیا گیا اور دوسرے انبیاء اکرام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا اس میں اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت تھی اور جب وہ وقت مقرر آیا۔ جب کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ میں مسجد قبلیتین میں نماز عصر ادا فرما رہے تھے تو حضور ﷺ کو نماز کے دوران ہی اپنا رخ بیت المقدس سے کعبہ شریف کی طرف پھیرنے کا حکم دے دیا گیا اور حضور ﷺ نے دوران نماز ہی اپنا چہرہ بیت المقدس سے کعبہ شریف کی طرف پھیر لیا۔

پھر فرمایا جا رہا ہے کہ یہ یہودی حضور ﷺ کو اپنے بیٹوں کی طرح پہنچانتے تھے اور ان نشانیوں کے ساتھ جن کو یہ اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

ان یہودیوں کو بتایا جا رہا ہے کہ یہ وہی اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ ہیں جن کی دعا اللہ تعالیٰ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی تھی اور یہ تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی آیات بینات کو بیان فرماتے ہیں اور تمہارا تزکیہ نفس فرماتے ہیں اور تم کو کتاب اور حکمت کا علم سکھاتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں آپ نے ان کو پہلے کتاب وحکمت سکھلانے اور بعد میں

پاک کرنے کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ یہاں پہلے ان کو پاک فرمانے اور بعد میں کتاب وحکمت کا علم سکھلانے کا ذکر فرما 1056 ہیں اس میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خاص حکمت ہے۔

اس کے بعد اہل ایمان کو صبر اور نماز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کی تقلین کی جا رہی ہے اور ان کو فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو لوگ مارے جاتے ہیں ان کو تم مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم لوگ ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

اس کے بعد تمام لوگوں کو نظام کائنات اور تقدیر کے علم سے بات سمجھائی جا رہی ہے کہ ہم تم لوگوں کو ضرور کچھ خوف بھوک اور مالوں، جانوں اور پھلوں وغیرہ کے نقصانات سے آزمائیں گے تو جو صبر کرنے والے ہیں جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ہم سب کو اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور جو ایسا کہتے ہیں اور ایسا سمجھ جاتے ہیں ان کا رب ان پر درود بھیج کر رحمت فرماتا ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔

اور صفا اور مروہ کو اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں فرما رہے ہیں اور یہ یہودی لوگ جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو چھپاتے ہیں ظاہر ہونے کے بعد ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور سب لعنت کرتے ہیں مگر جو لوگ کہ توبہ کر لیں اور اپنے آپ کو سنوار لیں اور اِس کو بیان کر دیں تو ان کی توبہ قبول ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے مہربان ہیں اور جو لوگ کافر ہیں ان پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور سب لوگ لعنت کرتے ہیں وہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے ان پر عذاب کیا جائے گا اور نہ ہی وہ ڈھیل دیئے جائیں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے توحید کا درس دے رہے ہیں اور ساتھ سمجھا رہے ہیں کہ یہ زمین و آسمان کے پیدا فرمانے اور رات اور دن کے آنے جانے اور دریاؤں سمندروں میں کشتیوں جہازوں کے چلنے جو لوگوں کے فائدہ کے لئے چلتی ہیں اور آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمینوں کو زندہ کرنے میں اور اس زمین میں ہر جانور کے رکھنے اور زمین و آسمان کے درمیان ہواؤں اور بادلوں کے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چلنے میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نشانیاں ہیں تم ان میں غور کرو۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ لوگوں کو سمجھا رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرنی چاہئے جو لوگ اس کے شریکوں سے محبت کرتے ہیں جب وہ قیامت کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھیں گے تو ان کے عمل ان کے لئے افسوس بن جائیں گے اور وہ چاہیں گے کہ کاش وہ دوبارہ دنیا میں لوٹ کر جائیں اور پھر اچھے عمل کریں لیکن وہ دوزخ میں سے باہر نہیں نکالے جائیں گے۔

آیات بینات در شان مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یوں تو پورا قرآن پاک ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پاک میں نازل ہوا ہے۔ قرآن پاک کی ہر ہر آیت شریف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پاک عیاں ہوتی ہے کوئی بھی قلم اس کا احاطہ نہیں کر سکتی لیکن صرف حاضری لگوانے کے لئے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

شان پاک میں چند آیات کا ذکر کیا جا رہا ہے جس طرح یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لئے ایک بوڑھی عورت سوت کی 1056 اٹیاں لے کر آ گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس احسان کا ذکر فرما رہے ہیں جو مسلمانوں پر اپنا عظیم رسول ﷺ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے اتنی زیادہ نعمتیں عطا فرما کر قرآن پاک میں خاص احسان کے لفظ کا ذکر نہیں فرمایا۔ لیکن خاص حضور ﷺ کو بھیج کر مسلمانوں پر احسان کا ذکر فرمایا۔

القرآن: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

(سورۃ آل عمران ۔ ۱۶۴)

ترجمہ: یقیناً بڑا احسان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب بھیجا اس نے ان میں سے ایک رسول جو پڑھتا ہے ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے اور سکھلاتا ہے انہیں قرآن اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کے متعلق جو دعا فرمائی تھی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اسے قبول فرمایا۔

اللہ تعالیٰ بار بار قرآن پاک میں اپنی اطاعت اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کے متعلق فرماتے ہیں۔

القرآن: قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ (سورۃ آل عمران ۔ ۳۲)

ترجمہ: آپ فرمایئے ۔اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی اور لوگوں کے شبے کو یہ فرما کر دور کر دیا۔

القرآن: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (النساء: ۸۰)

ترجمہ: جس نے اطاعت کی رسول اللہ ﷺ کی اس نے اطاعت کی اللہ کی۔

یعنی حضور ﷺ کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں بلکہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اس نے گویا حضور ﷺ کی ہی اطاعت کی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا۔

القرآن: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ (آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: (اے محبوب) آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور رحم

1056

فرمانے والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور ﷺ کی محبت کو اپنے سے جدا نہیں فرمایا کہ میری محبت کوئی اور چیز ہے اور حضور ﷺ کی محبت کوئی اور چیز ہے بلکہ یہ دونوں ایک ہی چیزیں ہیں۔ (بلکہ حضور علیہ السلام کی اطاعت کو ہی اپنی محبت کا ذریعہ بنایا۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنا نور فرمایا۔

القرآن: قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ (المائدہ: ۱۵)

ترجمہ: بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب سچی۔

اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اسی نور یعنی حضور ﷺ کی ذات پاک سے اپنی توحید کو ظاہر فرمایا اسلام کو غلبہ بخشا اور شرک کو نسیت و نابود کیا۔

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد محترم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں۔

قال کنت......... الف عام (علامہ ابن قطان ۱۳ الاحکام)

یعنی میں نور تھا اور حضرت آدم علیہ السالم کی آفرینش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کریم کے حریم قُدس میں تھا۔

اس کا یہ معنی نہیں کہ اس کے علم پاک میں موجود تھا بلکہ اس کے علم پاک میں تو ہمیشہ سے ہر ہر ہستی موجود تھی۔

کیونکہ حضور ﷺ خلقت میں سب سے اول ہیں ایک دفعہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی (ﷺ) کا نور پیدا فرمایا اور یہی نور حقیقت محمدی ﷺ ہے۔ اور یہی حقیقت محمدیہ ﷺ حقیقۃ حقائق ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور ﷺ کو رسول بنا کر تمام لوگوں کی طرف قیامت تک کے لئے بھیجا ہے اور آقا ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ﷺ ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ: آپ فرمائیں: اے لوگو! بیشک میں اللہ کا رسول تم سب کی طرف آیا ہوں۔ (قیامت تک کے لئے)

اس آیت شریف سے حضور ﷺ کے خاتم النبین ہونے کے متعلق بھی علم ہوتا ہے اس سے پہلے جتنے نبی تشریف لائے جتنے رسول تشریف لائے وہ صرف اپنی اپنی قوم کی طرف تشریف لائے اور آقا دو جہاں ﷺ پوری کائنات کی طرف قیامت تک کے لئے تشریف لائے۔ حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ بھی حضرت امام مہدی رحمتہ اللہ علیہ کے پیچھے حضور

ﷺ کی شریعت کے مطابق نماز ادا فرمائیں گے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری مثال اس طرح ہے کہ ایک آدمی 1056 نے ایک عمارت تیار کی اور بہت خوبصورت تیار کی مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی اور وہ آخری اینٹ میں ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں (میرے بعد نبوت ختم ہے) میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اور ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ حضور ﷺ کی شریعت آخری شریعت ہے۔

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ آخری کتاب ہے جو حضور ﷺ پر نازل ہوئی اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے لیا ہوا ہے قیامت تک نہ کوئی اس جیسی کوئی ایک آیت بھی بنا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اس میں رد و بدل کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

القرآن: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿١٥٩﴾ (آل عمران: ۱۵۹)

ترجمہ: پس صرف اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ہیں اور اگر آپ تند مزاج سخت دل ہوتے تو یہ لوگ منتشر ہو جاتے آپ کے پاس سے تو آپ درگزر فرمائیے اور بخشش طلب کیجئے ان کے لئے اور صلاح و مشورہ کیجئے ان سے اس کاموں میں اور جب ارادہ کر لیں کسی بات کا تو پھر توکل کریں۔ اللہ تعالیٰ پر بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ہر ہر قدم پر حضور ﷺ کی اعانت و نصرت فرمائی اور آپ ﷺ کا سینہ کشادہ فرما دیا۔

القرآن: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿٢﴾ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٣﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿٧﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿٨﴾ (انشراح: ۱ تا ۸)

ترجمہ: کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا اور ہم نے اتار دیا کہ آپ سے آپ کا بوجھ جس نے بوجھل کر دیا تھا آپ کی پیٹھ کو اور ہم نے بلند کر دیا ہے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو پس ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے بیشک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ پس جب آپ (فرائض نبوت) سے فارغ ہوں تو (حسب معمول) ریاضت میں لگ جائیں اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔

''الم نشرح'' سے مراد نور الٰہی سے سینہ کا کشادہ ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسکین و طمانیت کا حاصل ہو جانا ہے ضیاء

النبی جلد ۵ پیر کرم شاہ صاحب کی تحقیق مطابق علامہ سید محمود آلوسی اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ نفس کو قوت قدسیہ اور انوار الہیہ [1056] سے اس طرح نوید کرنا کہ وہ معلومات کے قافلوں کے لئے میدان بن جائے گوناگوں تجلیات کے لئے عرش بن جائے اور جب یہ حالت ہوتی ہے تو اس کو ایک حالت دوسری حالت سے مشغول نہیں کرسکتی اس کے لئے مستقبل و حال اور ماضی یکساں ہو جاتے ہیں۔

اور آپ مزید فرماتے ہیں:

کہ ''ریت'' کا معنی یہ ہے کہ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کر دیا۔ کہ غیب و شہادت کے دونوں جہاں اس میں سما گئے استفادہ اور افادہ کی دونوں مملکتیں اس میں جمع ہو گئیں۔ بحلائق جسمانیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی ملکات روحانیہ کے انوار کے حصول میں رکاوٹ نہیں خلق کی بہبودی کے ساتھ آپ کا تعلق معرفت الٰہی میں اِستغراق کے راستے میں رکاوٹ نہیں''۔

مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔

کہ ''(حضور ﷺ) کے سینے میں اللہ تعالیٰ نے علوم و معارف کے سمندر اتار دیئے اور لوازم نبوت اور فرائض رسالت برداشت کرنے کا وسیع حوصلہ عطا فرما دیا ہے''۔

کہ امام ابو بصیری رحمتہ اللہ تعالیٰ کے مطابق دُنیا و آخرت آپ ﷺ کے جود و کرم کی مظہر ہیں اور لوح و قلم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور ﷺ کے ذکر کو بلند فرما دیا ہے۔

حضرت ابو سعید حذری سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ آپ کا رب کریم پوچھتا ہے کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے ذکر کو کیسے بلند کیا' میں نے جواب دیا کہ اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے رفع ذکر کی کیفیت یہ ہے کہ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے گا''۔

جتنی تعریف ازل سے لے کر ابد تک حضور ﷺ کی جا رہی ہے اتنی تعریف مخلوق میں سے کسی کی نہیں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے ساتھ اپنے حبیب محبوب ﷺ کا ذکر بار بار فرمایا۔ حتیٰ کہ کلمہ طیبہ میں بھی۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور (حضرت محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کے آخری نبی رسول ہیں۔

یہ کلمہ ہمیشہ ہمیشہ تک کے لئے ہے اور حضور ﷺ کی رسالت بھی ہمیشہ ہمیشہ تک کے لئے ہے جتنی محبت حضور ﷺ کو اپنی امت سے ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ۔

ترجمہ: بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت

میں پڑنا بہت ہی خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا۔مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا اور نہایت رحم 1056
فرمانے والا ہے۔

اور ایک جگہ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (الاحزاب: ۴۵،۴۶)

ترجمہ: اے نبی مکرم ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں) کا گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا اور دعوت دینے والا۔ اللہ کی طرف سے اس کے اذن سے اور آفتاب روشن چمکتا ہوا۔

شاہد کا معنی وہ گواہ ہے جو ہر واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو یعنی وہ جس واقعہ کی گواہی دے رہا ہے وہ وہاں موجود ہے اور اس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

ضیاء النبی جلد ۵ صفحہ ۷۷ کے مطابق علامہ راغب اصفہانی المفردات میں لکھتے ہیں۔

''شہادت وہ ہوتی ہے کہ انسان وہاں موجود بھی ہو اور اسے دیکھے بھی۔ خواہ آنکھوں کی بینائی سے یا بصیرت کے نور سے''۔

حضور ﷺ کی ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ ''تمہارا رکوع وسجود مجھ سے مخفی نہیں ہے۔ میں جس طرح آگے دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے دیکھتا ہوں۔

اور علامہ ثناء اللہ پانی پتی کے مطابق عبداللہ بن مبارک حضرت سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ ''ہر روز صبح و شام حضور ﷺ کی امت حضور ﷺ پر پیش کی جاتی ہے۔ اور حضور ﷺ ہر فرد کو اس کے چہرے سے پہنچانتے ہیں اس سے حضور ﷺ ان پر گواہی دیں گے۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی توحید کے گواہ ہیں کہ اس کے بغیر اور کوئی معبود نہیں اور قیامت کے روز لوگوں کے اعمال پر گواہی دیں گے''۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ (سورۃ النساء ۴۱)

ترجمہ: تو کیا حال ہوگا ان نافرمانوں کا، جب ہم لے آئیں گے ہر امت سے ایک گواہ اور (اے حبیب) ہم لے آئیں گے آپ کو ان سب پر گواہ۔

ایک دن حضور ﷺ اس آیت شریف پر پہنچے تو اتنا روئے کہ آنسوؤں سے حضور ﷺ کی داڑھی مبارک بھیگ گئی۔

قیامت کے دن تمام انبیاء علیہ السلام اجمعین اپنی اپنی امتوں کے احوال و اعمال کی شہادت دیں گے 1056 اور حضور ﷺ انبیاء کرام کی شہادت کے درست ہونے کی گواہی دیں گے اور ھٰٓؤُلَآءِ کا اشار الیہ امت مصطفویہ کو بھی قرار دیا ہے۔ یعنی حضور ﷺ اپنی امت کے احوال پر گواہی دیں گے۔

القرآن: لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (سورۃ الحج ۷۸)

ترجمہ: تاکہ ہو جائے رسول کریم تم پر گواہ اور تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔

اللہ جل شانہٗ سورۃ قلم میں فرماتے ہیں۔

القرآن: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝١ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝٢ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝٣ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝٤

ترجمہ: ن۔ قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں اور یقیناً آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔

بعض حضرات نے قلم سے مراد وہ قلم لیا ہے جس نے امر الٰہی سے تقادیر عالم کو لوح محفوظ میں تحریر کیا ہے جس کی ماہیت سے اللہ تعالیٰ ہی آگاہ ہے۔

اور اے نبی ﷺ اللہ کی نعمت سے جو آپ پر ازل میں ہو چکا'' اور جو ابد تک ہونے والا ہے سب کچھ جو کوئی بھی آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ (مجنوں کا لفظ جن سے ہے اور جن کا معنی پوشیدہ پردہ۔ جو آنکھوں سے اوجھل ہو۔ مفہوم الحدیث حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے اپنا دست قدرت میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں نے محسوس کی اور میں ما کان ما یکون کو جان لیا'')۔

یہ حدیث پاک امام ترمذی نے روایت کی ہے اور اس کو آپ نے حسن صحیح فرمایا ہے اور امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی تصدیق کی ہے۔

اور اللہ جل شانہ خود حضور ﷺ کے خلق پاک کے متعلق فرما رہے ہیں کہ ہم نے آپ کو عظیم خلق کا مالک بنا کر بھیجا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

ادبنی ربی تادیبا حسنا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا ہے اور اس کا ادب سکھانا بہت خوب تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن مومن کے میزان میں حسن حلق سے زیادہ وزنی اور کوئی چیز نہیں ہو گی اور اللہ تعالیٰ فحش کلام کرنے والے بدزبان سے بغض رکھتا ہے۔

اور فرمایا کہ میزان عمل میں جتنی چیزیں رکھی جائیں گی ان میں حسن خلق سب سے زیادہ وزنی ہو گا۔ انسان اپنے اخلاق

کے باعث اس درجہ پر فائز ہوتا ہے جو رات بھر ذکر الٰہی میں کھڑے رہنے والے اور عمر بھر روزہ رکھنے والے کو نصیب ہوتا ہے۔1056

اور حضور ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے فوراً بعد نیکی کرو۔ وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کرو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ کے اخلاق میں سے ذرہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آقا ﷺ کے لئے کافروں نے ایڑھی چوٹی کا زور لگا دیا کہ کسی طریقے سے حضور ﷺ کو حق سے باز رکھا جا سکے۔ انہوں نے ہر ہر طریقہ اپنایا جس سے حضور ﷺ کو ایذا دی جا سکے۔

حضور ﷺ کے راستوں میں کانٹے بچھائے جاتے رہے۔ آقا ﷺ کے گھر کے آگے کوڑا پھینکا جاتا رہا۔ حضور ﷺ صبح اٹھ کر اس کو ہٹاتے اور صرف اتنا فرماتے کہ تم لوگ اچھی ہمسائیگی کا مظاہرہ کرتے ہو کہ میرے گھر کے آگے کوڑا پھینک دیتے ہو۔

آقا ﷺ کو نماز پڑھنے سے روکا جاتا رہا' ایک دن حضور ﷺ سجدے میں تھے کہ ایک کافر بدبخت نے حضور ﷺ کے اوپر اونٹ کی بڑی سی اوجری لا کر رکھ دی۔

شعب ابی طالب میں حضور ﷺ اور آپ کے حواریوں کو نظر بند کر دیا گیا اور یہ کوئی ایک دو دن نہیں یا ایک دو مہینے نہیں۔ بلکہ پورے تین سال حضور ﷺ کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ ہر طرح کی خوراک کی ترسیل بند کر دی گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شعیب ابی طالب میں مجھ پر اور بلال ؓ پر تیس دن ایسے بھی گزرے ہیں کہ کوئی ایسی چیز ہمیں میسر نہ ہوئی کہ جسے کوئی جاندار کھا سکے۔

حضور ﷺ جب منیٰ وغیرہ میں جب لوگ اکٹھے ہوتے تو ان کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دیتے جاتے تو ابولہب لعین آقا ﷺ کے پیچھے پیچھے جاتا اور جب آپ اپنا خطاب فرما چکتے تو یہ پھر کہتا کہ ان پر (نعوذ باللہ) یقین نہ کرنا۔ اور نعوذ باللہ برا بھلا کہتا۔

حضور ﷺ سب کچھ برداشت فرماتے رہتے۔ اور ساری ساری رات اٹھ اٹھ کر عبادت فرماتے رہتے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر دعائیں مانگتے رہتے اور اتنا غم فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن پاک میں فرمانا پڑا۔

طٰهٰ ۝١ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝٢ (سورۃ طٰہٰ ۲۔۱)

ترجمہ: طٰہٰ نہیں اتارا آپ پر یہ قرآن کہ آپ مشقت میں پڑیں اور یہ بھی فرمایا۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝٦ (سورۃ الکھف ۶)

ترجمہ: تو کیا آپ (فرطِ غم سے) تلف کر دیں گے اپنی جان کو ان کے پیچھے اگر وہ ایمان نہ لائے اس قرآن حکیم پر افسوس کرتے ہوئے۔

اور طائف کے مقام پر حضور ﷺ کے ساتھ کیا کچھ نہ ہوا کہ پتھر مار مار کے حضور ﷺ کے پاؤں لہولہان ہو گئے اور جوتوں میں خون جم گیا کہ بڑی مشکل سے پاؤں باہر نکالے گئے۔ لیکن پھر بھی ان کے لئے بددعا نہ مانگی بلکہ دعا ہی مانگی کہ اے اللہ

1056

ان کو ہدایت عطا فرما۔

کبھی آقا ﷺ کو نعوذ باللہ ساحر کہا جاتا رہا۔ کبھی نعوذ باللہ دیوانہ کہا جاتا رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ نے سب کچھ برداشت فرمایا اس قلب اطہر کا کیا حال ہوگا جس کو اس قدر تکلیف دی جاتی رہی بلکہ اتنی تکلیفیں اگر پہاڑ پر بھی آتیں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ یہ حضور ﷺ کا نازک دل مبارک ہی تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب کچھ برداشت کرتا رہا اور کسی کے لئے بھی بددعا نہ فرمائی۔ بلکہ سب کی ہدایت کے لئے ہی دعا فرمائی۔

حضور ﷺ نے اپنی ذات مبارک کیلئے کبھی کسی سے کوئی بدلہ نہیں لیا۔ بلکہ معاف ہی فرماتے رہتے جس انگلی سے آسمانوں میں چاند پلک جھپکنے میں دو ٹکڑے ہو سکتا تھا تو کیا یہ معمولی کافروں کا گروہ حضور ﷺ کو کوئی دکھ دے سکتا تھا؟ آقا ﷺ چاہتے تو ایک لمحے میں سب نیست و نابود ہو سکتا تھا۔

لیکن حضور ﷺ نے ان سب کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں فرمائیں جو رنگ لائیں اور قبول ہوئیں اور ایک وقت ایسا آیا کہ لوگ فوج درفوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ ۙ﴿۱﴾ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۲﴾ (النصر: ۱،۲)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فتح آ پہنچی اور آپ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے دیکھ لیا اور کعبہ معظمہ میں جب فتح مکہ کے موقع پر تمام کافر حضور ﷺ کے نیچے تھے۔ اور تہہ تیغ کئے جانے کے قابل تھے تو پھر بھی حضور ﷺ نے ان سب کو معاف فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ؕ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾ (سورۃ الکوثر ۳۔۱)

ترجمہ: بیشک ہم نے آپ کو (جو کچھ عطا یا) بے حد وحساب عطا کیا۔ پس آپ نماز پڑھا کریں اپنے رب کیلئے اور قربانی دیں اس کی خاطر یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہوگا۔

ان آیات مبارک میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بے حد وحساب عطا فرمانے کے متعلق فرمایا ہے اور اس میں جو کچھ بے حد وحساب عطا فرمایا اس کا مالک بنا دیا کہ کسی چیز کا اتنا زیادہ دینا کہ اس کی کثرت کا اندازہ نہ لگایا جا سکے۔ یعنی جو مقدار میں اپنی قدر و قیمت میں اور اپنی اہمیت کے لحاظ سے بہت زیادہ ہو اسے کوثر کہتے ہیں۔ حضور ﷺ کو اللہ جل شانہ نے جو جو چیز بھی عطا فرمائی۔ بے حد وحساب عطا فرمائی علماء نے کوثر کے کئی معنی فرمائے ہیں۔

۱۔ حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے۔ جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں۔ موتیوں اور یاقوت کا فرش بچھا ہوا ہے اس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید شفاف ہے۔

۲۔ حوض کوثر میدان حشر میں وہ حوض ہوگا جس سے حضور ﷺ اپنی امت کو سیراب فرمائیں گے اور اس کے آبخورے 1056 اتنی تعداد میں ہوں گے جتنے آسمان کے ستارے ہیں۔

۳۔ حضور ﷺ کے فیوض و برکات آقا ﷺ کا علم، حلم، جود و کرم عفو و درگزر وغیرہ وغیرہ ان سب کو بھی کوثر کہا جاتا ہے آپ کی نبوت کا دامن ساری نوع انسانیت کو سمیٹے ہوئے ہے اور حضور ﷺ ساری کائنات کے نبی ہیں اور ساری کائنات کے لئے رحمت اللعالمین ہیں۔

۴۔ کوثر سے مراد قرآن حکیم ہے اگر ساری دنیا کے درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائیں تو بھی اس کی تفسیر ختم نہیں ہوسکتی۔ چاہے ان کی مدد کے لئے ویسے ہی سمندر اور کیوں نہ لے آئیں۔

۵۔ اس سے مراد دین اسلام ہے۔

۶۔ اس سے مراد صحابہ کی کثرت ہے۔ جتنے حضور ﷺ کے صحابہ تھے اتنے اور کسی نبی ﷺ کے صحابہ نہیں تھے۔

۷۔ اس سے مراد رفع ذکر ہے۔

القرآن: وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ۝ (المنشرح: ۲)

ترجمہ۔ اور ہم نے آپ کے ذکر کو بلند فرما دیا۔ اول سے آخر تک جتنی تعریف حضور ﷺ کی کی گئی اور جتنی کی جا رہی ہے اور جتنی کی جاتی رہے گی اتنی کسی کی نہیں کی گئی۔

۸۔ امام جعفر صادق کے نزدیک کوثر سے مراد حضور ﷺ کا دل مبارک کا نور ہے۔

۹۔ کوثر سے مراد مقام محمود ہے۔

۱۰۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک کوثر سے مراد خیر کثیر ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجھے تمام انبیاء اکرام پر چھ باتوں میں فضیلت دی ہے۔

۱۔ مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے۔

۲۔ میری رعب سے مدد کی گئی۔

۳۔ میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا۔

۴۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد قرار دے دیا گیا۔

۵۔ تمام زمین کو طہارت کا ذریعہ بنایا گیا (یعنی تیمیم کے ذریعے)

۶۔ مجھے تمام نبیوں کے آخر میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔

حضور ﷺ کی شان پاک میں اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

اَلنَّبِيُّ اَوۡلٰى بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَاَزۡوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمۡ ؕ (سورۃ احزاب ۶)

ترجمہ۔(حضورﷺ) نبی کریمﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں اور آپﷺ کی بیویاں 1056 ان کی مائیں ہیں۔

اللہ جل شانہ نے حضورﷺ کی شان میں فرمایا۔

القرآن: عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾ (سورۃ توبہ ۱۲۸)

ترجمہ: یعنی جو چیز تمہارے لئے تکلیف دہ ہے وہ انہیں بھی گراں گزرتی ہے وہ تمہارے لئے حریص ہیں۔ اور اہل ایمان کے لئے بڑے مہربان اور رحیم ہیں۔

اولیٰ بالمومنین سے مراد حضورﷺ مومنوں کی جانوں سے یعنی ان کے نفسوں سے بھی یہ زیادہ قریب ہیں۔ یعنی ان پر زیادہ شفقت فرمانے والے مہربان ہیں کیونکہ حضورﷺ انہیں نجات کی طرف بلاتے ہیں اور ان کے نفس انہیں ہلاکت کی دعوت دیتے ہیں۔

حضرت سہل فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو حضورﷺ کا غلام نہ سمجھے اور تمام حالات میں حضورﷺ کی غلامی اپنے آپ پر تسلیم نہ کرے اس نے سنت کی شرینی کا مزہ ہی نہیں چکھا۔

اور جس طرح اپنی ماؤں کا احترام کیا جاتا ہے جو کہ جسمانی مائیں ہیں اس سے بھی بہت زیادہ اپنی روحانی ماؤں یعنی ازواج مطہرات کا احترام ہم سب پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب ماؤں کی عزت و توقیر عطا فرمائے اور ان کے قدموں کی دھول کے صدقے میں ہمیں دونوں جہانوں میں عزت عطا فرمائے اور ان کا ادب کرنے والا بنائے۔ آمین ثم آمین۔

حضورﷺ کی شان پاک میں اللہ جل شانہ نے اتنی آیات نازل فرمائیں کہ ان کی تفسیر سے قلم عاجز ہے معراج شریف کے موقع پر جو قربت و رفاقت حضورﷺ کو نصیب ہوا اور اللہ جل شانہ نے اپنے دیدار الٰہی سے حضورﷺ کو مشرف فرمایا اس طرح کسی اور نبی علیہ السلام کو یہ میسر نہ ہوا اور قیامت کو جو مقام محمود اللہ جل شانہ حضورﷺ کو عطا فرمائیں گے اور جس پر تمام انبیاء علیہ السلام اجمعین اور تمام لوگ رشک کریں گے اور حضورﷺ کی شفاعت ہی کی بدولت شفاعت عام کی جائے گی اور حضورﷺ کو لوا الحمد عطا فرمایا جائے گا اور اللہ جل شانہ حضورﷺ کو اپنی دائیں جانب کرسی پر بٹھائیں گے حضورﷺ کی شان پاک کا کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے جو کوئی لکھتا ہے اپنا علم لکھتا ہے جو کوئی بیان کرتا ہے اپنا علم ہی بیان کرتا ہے ان کی شان پاک وراء الوراء ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضورﷺ کی محبت میں ہی زندہ رکھے اسی محبت پر وفات دے اور اسی محبت میں ہی اٹھائے۔ آمین۔ ثم آمین۔ بجاہ نبی کریمﷺ ابداً ابداً برحمتک یا ارحم الرحمین یا الرحم الرحمین۔

احادیث در شان مصطفیﷺ

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن پاک میں حضورﷺ کو فرمایا کہ جو نعمتیں آپ کے رب نے آپ پر فرمائیں ہیں ان کا

ذکر کیجئے ویسے تو حضور ﷺ نے جتنی احادیث بیان فرمائی ہیں ان سب سے حضور ﷺ کی شان عیاں ہے اور آقا ﷺ کا 1956ین مرتبہ ظاہر ہوتا ہے لیکن یہاں صرف چند ایک خاص خاص احادیث بیان کی جائیں گی حق تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کی شان پاک میں قرآن پاک کی ہر ہر آیت شریف سے حضور ﷺ کی شان کو بیان کیا جائے اور حضور ﷺ کی ہر ہر احادیث کی روشنی میں حضور ﷺ کی شان رفیع کا ذکر کیا جائے۔لیکن اپنی کوتاہ علمی کا اور اپنی سستی کا اعتراف کرتے ہوئے صرف چند ایک احادیث کو بیان کیا جائے گا اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے اور جو لکھا ہے اسے قبول فرمائے اور حضور ﷺ کے جوتوں کے تلوؤں کی مٹی کے صدقے میں ہی ہمیں بخش دے کہ کتنی خوش قسمت وہ مٹی بھی ہوتی ہوگی جہاں آقا ﷺ کے جوتے پڑتے ہوں گے۔

چہ نسبت خاک بہ عالم پاک را

عن عائشه رضی الله تعالیٰ عنه قالت قال رسول الله ﷺ اتانی جبرئیل فقال قلبت شارق الارض و مغاربها فلم اره رجلا افضل من محمد ﷺ ولم ارینی اب افضل من بنی هاشم۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک روز جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور عرض کی کہ میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو چھان مارا ہے لیکن میں نے کوئی ایسا مرد نہیں دیکھا جو محمد ﷺ سے افضل ہو۔اور نہ کوئی خاندان دیکھا ہے جو خاندان بنو ہاشم سے ارفع و اعلیٰ ہو۔(رواہ۔الطبرانی وابونعیم والبیہقی)

عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال رسول الله ﷺ انا اکرم ولد ادم سے علیٰ ربی ولا فخر تک۔ (سنن ترمذی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اولاد سے میں اپنے رب کے نزدیک معزز ومکرم ہوں۔اور میں یہ بات فخر ومباہات کی وجہ سے نہیں بلکہ اظہار حقیقت کے لئے کر رہا ہوں۔

روحی عن ابن معصب انه علیه الصلوٰة والسلام قال قال الله تعالیٰ سل یا محمد و قلت ما اسئل یا رب اتخذت ابراهیم خلیلا و کلمات موسیٰ تَكْلِيمًا واصطفیت نوحا واعطیت سلیمان هلکًالا ی نبخی احد من بعده۔

قال الله تعالیٰ ما اعطیت خیر ذلك سے لنبی غیرك تک۔ (الشفاء ۳۔تا۲۱۵)

ابن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اے میرے محبوب مجھ سے مانگو۔میں نے عرض کی۔اے میرے پروردگار تجھ سے کیا مانگوں تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا

خلیل بنایا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلاواسطہ کلام کیا۔حضرت نوح علیہ السلام کو چن لیا۔سلیمان علیہ السلام کو وہ عظیم سلطنت 1056 عطا فرمائی جو آپ کے بعد کسی کو نہیں دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔میں نے آپ کو وہ عطا فرمایا ہے جو ان سے ارفع وافضل ہے۔میں نے آپ کو کوثر عطا فرمایا میں نے آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے جو ہر اذان وشہادت کے وقت گونجتا رہتا ہے۔اور میں نے زمین کو آپ اور آپ کی امت کیلئے طہارت کا سبب بنایا اور آپ پر ہجرت سے پہلے اور بعد کے الزامات سے آپ کو بری فرمایا۔آپ لوگوں میں اس حالت میں چلتے ہیں کہ آپ مغفور ہیں اور یہ مہربانی آپ سے پہلے میں نے کسی کے ساتھ نہیں کی اور میں نے آپ کے امتیوں کو قرآن پاک کا حامل بنا دیا ہے اور میں نے مقام شفاعت آپ کے لئے مخصوص کر رکھا ہے حالانکہ میں نے آپ کے بغیر کسی نبی کو یہ شان عطا نہیں فرمائی۔

عن حذیفہ سے علیہم حساب تک۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب کریم نے مجھے بشارتیں دیں ہیں۔

۱۔ جنت میں سب سے پہلے میں داخل ہوں گا اور میرے ساتھ ستر ہزار امتی ہوں گے اور ہر امتی کے ساتھ ستر ہزار اہل ایمان ہوں گے جو سب میرے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے اور ان سے روز محشر کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ میری امت فاقہ سے فنا نہیں ہوگی اور نہ دشمن اس کو مغلوب کرسکیں گے اللہ تعالیٰ نے مجھے نصرت عزت اور رعب اس طرح عطا فرمایا ہے کہ میرا دشمن مجھ سے اور میری امت سے اگر ایک ماہ کی مسافت پر بھی ہوگا۔تو خوفزدہ ہوگا۔اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اور میری امت کے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا ہے اور بہت سی ایسی چیزیں جو پہلی امتوں پر حرام تھیں انہیں ہمارے لئے حلال فرما دیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز نہیں رکھی جس سے ہمیں تنگی اور حرج ہو"۔

حضرت آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ایسے کلمات سیکھ لئے اور ان سے اپنے رب کو پکارا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی۔وہ کلمات یہ تھے کہ اے اللہ مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں معاف فرما دے۔

اللہ جل شانہٗ نے حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ نام تو نے کہاں دیکھا ہے۔

آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے اللہ جب تو نے مجھے پیدا فرمایا تو جب میں عرش کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو وہاں لا

الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لکھا ہوا پایا تو میں نے جان لیا کہ ہستی جس کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ یکجا لکھا ہے اس 1056 قدر ومنزلت تیری بارگاہ میں بہت بڑی ہے اور عرض کی کہ میں نے جنت میں ہر جگہ یہ کلمہ لکھا ہوا دیکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ تیری اولاد میں یہی خاتم النبین ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو اے آدم میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر آپ نہ ہوتے تو آدم علیہ السلام بھی نہ ہوتے اور نہ ہی جنت و دوزخ کون مکاں کوئی بھی چیز میں پیدا نہ کرتا نہ یہ ہنگامہ زندگی ہوتا۔ نہ ہی کوئی اور بشر پیدا ہوتا۔ یہ ہر ہر چیز دنیا و آخرت کی اے محبوب صرف تیری وجہ سے ہی پیدا فرمائی گئی ہے۔

اللھم سے علی ابراھیم انك حمید مجید تک۔

اللھم بارك سے انك حمید مجید تک۔

عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا یومن احد کم حتی اکون...... اجمعین۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ میری محبت اس کے دل میں اپنے والد اپنے بیٹو اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

عن سلیمان فارسی سے ما خلقت الانبیاء تک

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی بیشک آپ کا رب فرماتا ہے اگرچہ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔لیکن آپ کو میں نے اپنا حبیب بنایا ہے میں نے اج تک کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو آپ سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو میں نے دنیا اور اس کے رہنے والوں کو اس لئے پیدا کیا ہے تا کہ میں آپ کی کرامت اور آپ کے درجہ رفعیہ سے ان کو آگاہ کروں اگر آپ کی ذات نہ ہوتی تو میں دنیا کو بھی پیدا نہ کرتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور میں باہر آؤں گا۔ مجھے جنتی پوشاکوں سے ایک خلعت پہنائی جائے گی پھر میں عرش الٰہی کی داہنی جانب کھڑا ہوں گا۔ میرے علاوہ کسی اور کو اس مقام پر کھڑا ہونا نصیب نہیں ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اذان کا جواب اسی کلمات سے دیتے جاؤ اور اذان کے بعد جو میرے لئے رب کریم سے مقام محمود کی دعا کرے گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔

امام بخاری رحمتہ اللہ اور امام مسلم رحمتہ اللہ سید نے اپنی صحیحین میں شفاعت کی حدیث کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے۔

ترجمہ: جب لوگ میدان حشر میں جمع ہوں گے تو سورج ان کے سروں کے بالکل نزدیک ہو گا لوگ 1056 ناقابل برداشت تکلیف اور غم و اندوزہ میں مبتلا ہوں گے اور طویل مشورہ سے اِستفادہ کے بعد سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ آدم علیہ السلام ساری نوع انسانی کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اور آپ میں اپنی روح پھونکی آپ کو جنت میں بسایا تمام فرشتوں کو آپ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے ہمارے پدر بزرگوار ہمارے لئے اپنے رب سے شفاعت فرمایئے۔

حضور اکرم ﷺ فرمائیں گے کہ میرا پروردگار آج بڑا غضبناک ہے نہ وہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک ہوا اور نہ ہی بعد میں اتنا غضبناک ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے پھل کھانے سے منع فرمایا تھا میں بھول کر کھا بیٹھا۔ نفسی نفسی اذھبوا الی غیری یعنی آج مجھے اپنی فکر ہے تم لوگ کسی اور کے پاس جاؤ۔

پھر ساری مخلوق حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائے گی اور ان سے شفاعت کے متعلق عرض کرے گی وہ بھی یہی جواب دیں گے پھر ساری مخلوق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس شفاعت کے لئے جائے گی۔ وہ بھی یہی جواب دیں گے پھر ساری مخلوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائے گی تا کہ وہ ان سب کی شفاعت کریں وہ بھی یہی جواب دیں گے پھر ساری مخلوق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائے گی وہ بھی یہی جواب دیں گے۔ لیکن وہ حضور ﷺ کے پاس سب کو جانے کا مشورہ دیں گے جب ساری مخلوق ہر طرف سے پھر پھرا کر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو گی۔ تو آقا ﷺ فرمائیں گے انا لھا انا لھا یعنی آپ کا یہ کام آپ سب کے لئے شفاعت میں کروں گا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے چل کر عرش الٰہی کے پاس حاضر ہوں اور اپنے رب سے شفاعت کرنے کی اجازت طلب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں گے جب میں اپنے رب کو عرش عظیم پر جلوہ فرما دیکھوں گا تو سجدہ ریز ہو جاؤں گا اللہ تعالیٰ مجھے شرح صدر کی نعمت مرحمت فرمائیں گے (یعنی اس قت اللہ تعالیٰ میرے دل میں وہ خاص کلمات القا فرمائے گا اور میں ان خاص کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کروں گا کہ آج سے پہلے وہ کلمات میرے دل میں القا نہیں ہوتے تھے اور میں دیر تک سجدہ ریز رہوں گا۔ (اللہ تعالیٰ کا غضب اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کو اپنے قدموں میں سجدہ ریز دیکھ کر ٹھنڈا ہو جائے گا اور اس کے غضب پر اس کی رحمت سبقت لے جائے گی۔)

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی یا محمد ارفع رَأْسَكَ۔ وَقُلْ تَسْمَعْ۔ سَلْ تُوْتِيْهِ۔ وَاشْفَعْ۔ تَشْفَعْ

یعنی اے میرے محبوب اپنا سر مبارک سجدہ سے اُٹھایئے۔ آپ فرمائیں سنا جائے گا اور مانگیے جو آپ مانگیں گے عطا کروں گا۔ آپ شفاعت فرمائیں۔ آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

میں یہ سن کر سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا یا رب امتی۔ یا رب امتی۔ اے میرے پروردگار میری امت پر رحم فرمایئے۔ میری امت پر رحم فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔

''جنت کے دائیں دروازے سے اپنے ان امتیوں کو داخل کرو جن سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا اور جنت کے 1056 دوسروں اور دروازوں سے بھی آپ کی امت داخل ہوگی۔

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

پھر میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں سربسجود ہو جاؤں گا مجھے فرمایا جائے گا اے میرے حبیب اپنا سر مبارک اٹھایئے آپ فرمائیں سنا جائے گا آپ جو مانگیں گے آپ کو عطا کیا جائے گا آپ شفاعت کریں شفاعت قبول کی جائے گی میں عرض کروں گا۔ یارب میری امت کو بخش دے یارب میری امت کو بخش دے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا اے میرے محبوب تشریف لے جایئے جس کسی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے ان کو جہنم کے شعلوں سے نکال کر جنت میں داخل فرمادیں۔ میں ایسا ہی کروں گا۔

پھر حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہو جائیں گے اور اس کی تعریف وتوصیف فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے پھر ویسے ہی حکم ہوگا۔ اور یہ بھی فرمایا جائے گا تا کہ جن کے دلوں میں رائی کے برابر بھی ایمان ہے اس کو دوزخ سے نکال کر جنت میں پہنچائیں چنانچہ میں ایسا ہی کروں گا۔

میں پھر سجدہ ریز ہو جاؤں گا تو پھر حکم خداوندی ہوگا کہ جس کے دل میں رائی سے بھی کم ایمان ہے اس کو بھی دوزخ سے نکال لیں اور جنت میں پہنچا دیں۔ چنانچہ میں ایسا ہی کروں گا پھر چوتھی مرتبہ حضور ﷺ سجدہ ریز ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف بیان فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا اے میرے حبیب اپنا سر مبارک اٹھائیں آپ فرمائیں میں سنوں گا آپ شفاعت فرماتے جائیں میں شفاعت قبول کرتا جاؤں گا آپ مانگتے جائیں میں عطا کرتا جاؤں گا۔

حضور ﷺ چوتھی بار عرض کریں گے

اے میرے پروردگار مجھے اجازت دیں کہ ہر اس شخص کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس کو جنت میں پہنچا دوں۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے حبیب یہ کام میرا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اپنی کبریائی کی قسم اپنے جبر وقہر کی قسم میں ہر اس شخص کو آتش جہنم سے نکال لوں گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا۔

(صحیح بخاری۔صحیح مسلم۔الشفابتعریف حقوق المصطفی (قاضی عیاض) ضیاء النبی ۵۔ ۲۴۴)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی شفاعت سے جن کو نجات مل جائے گی تو وہ پل صراط سے گزر کر جنت میں جائیں گے۔ بعض ان میں سے بجلی کی تیزی سے گزریں گے بعض ہوا کی تیزی سے گزر جائیں گے اور بعض پرندوں کی طرح پرواز کرتے گزر جائیں گے۔ اور اس وقت بھی حضور ﷺ پل صراط کے پاس کھڑے اللہ تعالیٰ سے ان کی سلامتی کے ساتھ گزرنے کی دعا فرما رہے ہوں گے۔

سبحان اللہ اللہ جل شانہ نے اپنے کرم کے صدقے میں ہمیں کتنی شفیق کتنی دلربا کتنی پیاری کتنی دلکش شخصیت کی کتنے عظیم

نبی ﷺ کتنے عظیم رسول مکرم ﷺ کی امت میں پیدا فرما کر ہم پر کتنا عظیم احسان فرمایا ہے کہ ہم اس احسان کا بدلہ ادا ہی نہیں کر سکتے۔ یہ محض اس کی مہربانی اس کی عطا ہے وہ جس پر چاہے اس پر اپنا کرم فرما دے۔ ازل میں ہم سے کوئی نیکی تو نہیں ہوئی تھی کہ اس نے اپنے حبیب ﷺ کی امت میں ہمارا ہونا لکھ دیا؟ یہ تو محض اس کا کرم اس کی مہربانی اس کی رحمت ہے ورنہ ہم کہاں اور ہماری قسمت کہاں۔

اس نے جس طرح چاہا فرما دیا اور وہ جس طرح چاہے گا ہو جائے گا سب اسی کی عطا ہے اس کی مہربانی ہے اسی کا فضل ہے ہم کہاں ہیں ہمارے اعمال کہاں ہیں نہ وہ ہماری شکلوں کو دیکھتا ہے۔ نہ وہ ہمارے عملوں کی وجہ سے ہمیں بخشے گا۔ محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں اپنی رحمت میں سموئے گا یہ سب کچھ حضور ﷺ کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔ حشر کی بزم کا بھی محض یہی سبب ہے کہ لوگوں کو حضور ﷺ کی شان رفیع و اعلیٰ دکھائی جائے گی۔ اور اولین و آخرین تمام لوگ حضور ﷺ کی بلند شان کو دیکھیں گے اس وقت تمام انبیاء علیہ السلام حضور ﷺ کی شان اَرفع پر رشک فرمائیں گے اور دوسرے تمام امتیں حضور ﷺ کی امت کو دیکھ کر رشک کریں گی۔

''حضرت کعب بن مالک سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حشر کے دن جب سب لوگ حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ اکٹھا فرمائے گا تو اس وقت میری امت ایک اونچے ٹیلے پر ہوگی میرا پروردگار اس دن مجھے سبز پوشاک پہنائے گا پھر مجھے لب کشائی کی اجازت دی جائے گی۔ اور جو اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ میں کہوں گا یہی مقام محمود ہے''۔

وابعث مقام محمود الذی وعدته وارزقنا شفاعته یوم القیامه انك لا تخلف المیعاد
اللھم صل و سلم علی سیدنا محمد و علیٰ آل محمد الذی تنحل عقد و تنفرج به الکرکب وَ تُقْدَ بِه الْحَوائج و یستسق الغمام بوجه الکریم و علیٰ آله و صحبه اجمعین ابداً ابداً برحمتك یا ارحم الرحمین۔

اللھم صل و سلم علی سیدنا محمد وَ علی آل سیدنا محمد صلوة تُنَجِّینا بھا من جمیع احوال و الآفات و تقفیع لنا من جمیع الحاجات و تطھر لنا بھا من جمیع السیئات و ترفع لنا بھا عندك اعلی الدَّرجات و تُبَلِّغُنَا مِنَ جمیع الخیرات فی الحیات و بعد الممات انك علی کل شیءٍ قدیر۔ بجاہ نبی الکریم رحمت اللعالمین ﷺ اجمعین۔ ابداً ابداً۔ برحمتك یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین

احقر العباد نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ جمعرات صبح ۷۳۔۹۔
۲۵ ذوالحج ۱۴۳۵ بمطابق
۳۱ اکتوبر ۲۰۱۳۔ لاہور شریف پاکستان

1056

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کی باتیں لکھا کرتے تھے۔قریش نے اِن کو منع کر دیا کہ حضور علیہ السلام کبھی غصے اور کبھی رضا کی حالت میں ہوتے ہیں۔انہوں نے یہ بات حضور علیہ السلام کو بتائی۔حضور علیہ السلام نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

اُكْتُبْ فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ۔

ترجمہ: لکھا کرو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ان لبوں سے حق کے بغیر کچھ نہیں نکلتا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى

ترجمہ: وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے وہ تو وہی فرماتے ہیں جو اللہ کی طرف سے اُن پر وحی کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ ذَاتٍ وَ جَمِيْعِ الْاٰثَارِ وَ صِفَاتٍ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن۔

از طاعت الٰہی دیدن جمال احمد
و از حب مصطفائی دریافتم خدارا

خسرو تو بس بلند شوی در طریق عشق
گویا پا بائے بوس سگانش رسیدہ ای

1056

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

يَا أَبَا بَكْرٍ! وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ! لَمْ يَعْلَمْنِي حَقِيقَةً غَيْرُ رَبِّي۔

(فاسی مطالع المسرات ۱۲۹ اسیرۃ رسول ۱۰۔ ۴۵۵ ڈاکٹر طاہر القادری)

ترجمہ: اے ابوبکر! مجھے اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میری حقیقت میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

1056

ابتدائے تخلیق

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے نورِ خداوندی سے

لفظ کن فرما کر بغیر تقسیم نورِ خداوندی سے تخلیق

نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا

اور پھر نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار حصوں میں تقسیم فرمائی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قلت: یا رسول الله (صلى الله عليه وسلم) بأبي أنت و امي أخبرني عن اول شئ خلقه الله تعالى قبل الاشياء، قال يا جابر إن الله تعالى قد خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء الله تعالى ولم يكن في ذلك الوقت لوح والا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ولا سماء ولا أرض، ولا شمس ولا قمر ولا جن ولا انس. فلما أراد الله تعالى أن يخلق الخلق. قسم ذلك النور أربعة اجزاء!

فخلق من الجزء الاول من القلم. و من الثاني اللوح، و من الثالث العرش، ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء. فخلق من الاول حملة العرش.

و من الثاني الكرسي. و من الثالث باقي الملائكة ثم قسم الجزء الربع أربة أجزاء، فخلق عن الاول السموات، و من الثاني الارضين، و من الثالث الجنة والنار....

(قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۱-۷۱، زرقانی شرح المواہب اللدنیہ ۱-۸۹-۹۱، حلبی السیرۃ الحلبیہ ۱-۵۰، عجلونی نے، کشف الخفا (۱-۱۱-۳۱۱، رقم ۸۱۱، امام عبدالرزاق سیرۃ الرسول از ڈاکٹر طاہر القادری، ۱۰-۴۵۱)

اس حدیث کو آج تک اتنے کثیر ائمہ ومحدثین نے ذکر کیا ہے کہ یہ قبول عام کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ روایت فرماتے ہیں:

’’میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے[1056] کیا چیز پیدا فرمائی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی علیہ السلام کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر وہ نور مشیت ایزدی کے مطابق جہاں چاہتا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم۔ نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتے تھے، نہ آسمان نہ زمین۔ نہ سورج تھا نہ چاند۔ نہ جن تھے نہ انسان۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے قلم۔ دوسرے سے لوح۔ تیسرے سے عرش پیدا فرمایا۔ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے عرش اُٹھانے والے فرشتے بنائے۔ دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتے بنائے۔ پھر چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا۔ تو پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمین۔ تیسرے سے جنت و دوزخ۔

عن أبي هريرة رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ سأل جبرائيل. فقال يا جبرائيل. كم عمرت من السنين فقال يا رسول الله ﷺ. لست اعلم. غير أن فى العجاب الربع نجما يطلع فى كل سبعين ألف سنة مرة، رايتهٗ اثنين وسبعين الف مره. فقال يا جبرائيل! وعزة ربي جل جلالهٗ أنا ذٰلك الكواكب.

(سیرت الرسول، ۱-۴۵۴ حلبی السیرۃ الحلبیہ، ۱-۳۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے دریافت کیا۔ جبرائیل ذرا یہ تو بتاؤ کہ تمہاری عمر کتنی ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اپنی عمر کا صحیح اندازہ نہیں۔ لیکن اتنا یاد ہے کہ ساری کائنات کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حجابات عظمت کے چوتھے پردہ میں ایک نورانی ستارہ چمکا کرتا تھا۔ جو کہ ستر ہزار سال بعد چمکتا (مجھے دکھائی دیتا) تھا۔ اور میں اُسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھ چکا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام مجھے اپنے رب ذوالجلال کی عزت کی قسم وہ چمکنے والا ستارہ میں ہی ہوں۔

حضور علیہ السلام کی ذات پاک ہی وجہ تخلیق کائنات ہے۔ لیکن کوئی بھی اس کا ادراک نہیں کر سکتا۔ حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يا ابابكر والذى بعثنى بالحق! لم يعلمنى حقيقة غير ربى.

ترجمہ: اے ابوبکر! مجھے اُس ذات کی قسم، جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

علماء راسخین نے وحدت الوجود اور وحدت الشہود پر بہت بڑی بڑی کتابیں تحریر فرماتی ہیں اور ان پر بہت ہی زیادہ سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔

آج جدید تحقیق میں سائنسدان یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ کائنات سب سے پہلے ایک یکجا قوت تھی۔ پھر یہ ایک 1056 زوردار دھماکے کے ساتھ پھٹ گئی۔

اور اس سے کائنات وجود میں آ گئی۔

لیکن یہ بیوقوف یہ نہیں سوچتے کہ یہ کس طرح پھٹی کس طرح ہر ہر چیز کا اندازہ مقرر ہوا۔ کس طرح ایٹم وجود میں آیا۔ اُس میں طاقت کس نے رکھی۔ کس طرح انسان تخلیق ہوا۔ یہ تمام مخلوق کس طرح وجود میں آئی۔ اس کو حسن کس نے دیا۔ کس نے اس کا اندازہ مقرر کیا۔ وہ اَن دیکھی طاقت کون سی تھی۔ کس نے اس قوت کو پھٹنے کا حکم صادر فرمایا۔

خلقت اور نبوت میں اول

وہ ایک خدائے پاک کی ذات پاک ہی تھی، جس کا نور ازل سے تھا۔ اور ابد تک رہے گا۔ جب اُس کو حب ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں تو اُس نے یہ خلقت بنائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَعْرِفَ فخلقت محمد ﷺ۔

ترجمہ: میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے محمد ﷺ کو تخلیق فرمایا۔

تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے نور کو پیدا فرمایا اور پھر اسی نور پاک سے قلم، لوح، عرش، حاملانِ عرش، کرسی۔ باقی تمام فرشتے، آسمان، زمین اور تمام مخلوق اور جنت اور دوزخ پیدا فرمائی اور جس طرح حضور تاجدارِ کائنات ﷺ خلقت میں اول ہیں۔ اِسی طرح آپ ﷺ نبوت میں بھی اول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کنت اول النبیین فی الخلق و اخرھم فی البعث۔

ترجمہ: میں تخلیق کے لحاظ سے تمام انبیاء سے اول اور مبعوث ہونے کے اعتبار سے سب سے آخری نبی ہوں۔

(سیرۃ الرسول، ۱-۴۵۳، دیلمی، الفردوس، بماثور الخطاب ۳-۲۸۲، رقم: ۴۸۵، ابن کثیر، تفسیر القرآن، ۳، ۴۷۰، فتاویٰ فیض القدیر، ۵-۵۳)

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان النبی و قال کنت نور بین یدی ربی قبل خلق آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام باربعة عشر ألف عام۔ (قسطلانی مواہب اللدنیہ، ۱-۴۷، زرقانی شرح مواہب اللدنیہ، ۱-۲۵ سیرۃ الرسول ۱۰-۴۵۳)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کی بارگاہ میں نور کی صورت میں موجود تھا۔

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا:

1056

کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین۔

میں اُس وقت بھی نبی ﷺ تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ میں اُس وقت بھی نبی تھا۔

قلت لرسول اللہ ﷺ متی کنت نبیا؟ قال: و آدم بین الروح والجسد۔

(سیرۃ الرسول، ۱۰-۴۶۱) (ابن ابی شیبہ ۷-۳۲۹، رقم: ۳۶۵۴۸)

عالم ارواح میں تصدیق رسالت (ﷺ)

اللہ جل شانہ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ (آلِ عمران: ۸۱)

ترجمہ: اور (اے محبوب وہ وقت یاد کریں) جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں۔ پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول تشریف لائے۔ جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور اُن کی مدد کرو گے۔ فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا۔ سب نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کر لیا۔ فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں:

بیشک جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی علیہ السلام کو پیدا کیا تو اُن کو انبیاء علیہم السلام کی ارواح کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا تو اس نور نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے اِن سب ارواح کو ڈھانپ لیا۔ ان سب نے عرض کی: اے ہمارے رب! کس کے نور نے ہمیں ڈھانپ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ محمد بن عبد اللہ (ﷺ) کا نور ہے۔ اگر تم ان پر ایمان لاؤ تو میں تم سب کو منصب نبوت پر فائز کر دوں گا۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم پر (اس حوالے سے) گواہ ہوں۔ انہوں نے عرض کی: جی ہمارے رب۔ قرآن کریم میں اِسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

حضور علیہ السلام سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام اجمعین تشریف لائے۔ وہ اپنے خاص علاقے اور خاص وقت کے لیے تشریف لائے۔ لیکن حضور علیہ السلام تمام بنی نوع انسان کے لیے تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا (سورۃ سبا: ۳۴) 1056

ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اور ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرَا ۙ‏ ①

ترجمہ: (وہ اللہ) بڑی برکت والا ہے۔ جس نے (حق و باطل میں فرق اور) فیصلہ کرنے والے (قرآن) کو اپنے (محبوب و مقرب) بندہ پر نازل فرمایا۔ تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈر سنانے والا ہو جائے۔"

اور ایک جگہ فرمایا:

ارسلنك الى الخلق كافة۔ (سیرۃ الرسول، ۱-۴۶۷، احمد بن حنبل، المسند ۱-۲۵۰، کتاب المساجد، رقم: ۵۲۱)

مجھے (ازل سے ابد تک کی) تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔

قیامت کے دن حضور علیہ السلام کی طرف اسی وجہ سے تمام مخلوق متوجہ ہوگی۔ حضور علیہ السلام کے دائرہ نبوت سے نہ کوئی انسان نہ کوئی جن اور نہ ہی کوئی فرشتہ کوئی بھی خارج نہیں ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

و كان النبى يبعث الى قومه خاصة۔ و بعثت الى الناس كافة۔

(دارمی السنن، ۱-۴۷۳، سیرۃ الرسول، ۱-۴۶۶)

ترجمہ: ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔ اور جبکہ مجھے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔

اور ایک جگہ فرمایا:

كان كل نبى يبعث الى قومه خاصة و يبعث الى كل احمر و اسود۔

ہر نبی علیہ السلام خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا۔ جبکہ مجھے ہر سرخ و سیاہ تمام انسانیت کی طرف مبعوث کیا گیا۔

نسبی شرف و فضیلت

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کو نسبی لحاظ سے بھی تمام بنی نوع آدم میں سے فضیلت عطا فرمائی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

عن عائشه رضى الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ أتانى جبرئيل فقال قلبت مشارق الارض و مغاربها فلم ارجلاً افضل من محمد ﷺ و لم ارينى ابٍ افضل من بنى هاشم۔ (رواه الطبرانی و ابونعیم البیہقی)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز جبرئیل علیہ السلام 1056
میرے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو چھان مارا ہے۔ لیکن میں نے کوئی ایسا مرد نہیں دیکھا۔ جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہو اور نہ کوئی خاندان دیکھا ہے۔ جو خاندان بنو ہاشم سے ارفع و اعلیٰ ہو۔ (رواہ الطبرانی، وابونعیم، والبیہقی)

عن واثلة بن اسقع رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اصطفی من ولد ابراھیم اسماعیل، واصطفی من ولد اسماعیل بنی کنانہ واصطفی من بنی کنانة قریشا واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی بنی ھاشم۔

(محمد بن یوسف الصالحی الشامی، سبل الہدیٰ والرشاد، از قاہرہ ۱۹۷۲، جلد: ۱، صفحہ: ۲۷۰) (ضیاء النبی ۵-۲۱۶)

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو چن لیا۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنی کنانہ کو منتخب فرمایا۔ پھر بنی کنانہ کی اولاد سے قبیلہ قریش کو فضیلت بخشی اور قبیلہ قریش سے خاندان بنی ہاشم کو ممتاز کیا اور خاندان بنو ہاشم سے مجھے چن لیا۔

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

عن ابن عباس قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اکرم اولین والاٰخرین ولا فخر۔

حضرت ابن عباس روایت فرماتے ہیں۔ میں تمام پہلے گزرے ہوئے، انسانوں اور بعد میں آنے والے انسانوں سے بارگاہِ الٰہی میں زیادہ معزز و مکرم ہوں۔ میرا یہ قول از راہِ فخر و مباہات نہیں بلکہ یہ اظہارِ حقیقت ہے۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اکرم ولد اٰدم علی ربی ولا فخر۔ (سنن ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں اپنے رب کے نزدیک تمام آدم علیہ السلام کی ذریت سے معزز و مکرم ہوں۔ میں یہ بات فخر و مباہات کے لیے نہیں بلکہ اظہارِ حقیقت کر رہا ہوں۔

حضور علیہ السلام کے نام مبارک

یہ قاعدہ و قانون ہے کہ کوئی جتنا بڑا آدمی ہوتا ہے۔ اس کے اتنے ہی زیادہ نام مبارک ہوا کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی جس طرح صفتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ اسی طرح آقا علیہ السلام کے ناموں کی کوئی انتہا نہیں۔ جس کی نظر جہاں تک گئی ہے۔ اُس نے اُسی قدر بیان کیا ہے۔

حضور علیہ السلام کی ذات مبارک جن پر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ خود اور اس کے لاتعداد فرشتے جن کی گنتی صرف اللہ جل شانہٗ

ہی جانتے ہیں۔ ہر وقت درود بھیجتے ہوں۔ان کی تعریف کوئی کیا بیان کرسکتا ہے۔ 1056

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۵۶

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو۔

اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد عبدك و رسولك و علی سیدنا محمد و علی اٰلہٖ و ازواجہٖ و بارك وسلم۔ کما تحب و ترضا لہ۔ اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی اٰل ابراھیم انك حمید مجید۔ اللھم بارك علی محمد و علی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی اٰل ابراھیم انك حمید مجید۔

قرآن پاک میں حضور علیہ السلام کے سات اسماء بیان کیے گئے ہیں۔نقاش نے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کریم میں (اللہ تعالیٰ نے) میرے سات نام بیان فرمائے ہیں۔

محمد ﷺ۔ احمد ﷺ۔ یٰس ﷺ۔ طٰہٰ ﷺ۔ المدثر ﷺ۔ المزمل ﷺ۔ عبداللہ ﷺ۔

حضور علیہ السلام کو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ان القابات سے بھی یاد فرمایا ہے:

اَلنُّوْرُ۔ السِّرَاجُ۔ الْمُنِيْرُ۔ الْمُنْذِرُ۔ اَلنَّذِيْرُ۔ اَلْمُبَشِّرُ۔ اَلْبَشِيْرُ۔ اَلشَّاهِدُ۔ اَلشَّهِيْدُ۔ اَلْحَقُّ۔ اَلْمُبِيْنُ۔ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ۔ الرَّؤُفُ۔ الرَّحِيْمُ۔ الْاَمِيْنُ۔ قَدَمَ صِدْقٍ۔ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ، نِعْمَةُ اللّٰهِ۔ اَلْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى۔ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ۔ اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ۔ الْكَرِيْمُ۔ اَلنَّبِيُّ الْاُمِّيُّ۔ دَاعِيَ اللّٰهِ۔

بعض بیمار اور کند ذہن لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ بعض اللہ تعالیٰ کے بھی وہی نام مبارک ہیں۔اور حضور علیہ السلام کے بھی وہی نام مبارک ہیں۔علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں:"(وہ لوگ یہ نہیں سوچتے) کہ توحید اُس کو کہتے ہیں کہ کسی ایسی ذات کا اثبات جو کائنات کی کسی چیز سے مشابہت نہیں رکھتی اور نہ وہ صفات وکمال سے عاری ہوتی ہے۔"

علامہ واسطی اس کی مزید تشریح فرماتے ہیں:

(یعنی اِس کی ذات کی طرح کوئی ذات نہیں۔اس کے اسم کی طرح کوئی اسم نہیں۔اس کے فعل کی طرح کوئی فعل نہیں۔اس کی صفت کی طرح کوئی صفت نہیں۔بجز اس کے کہ لفظ ایک جیسے ہوں۔جو ذات قدیم ہے۔وہ اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس کی کوئی صفت حادث ہو۔جس طرح یہ امر محال ہے کہ وہ ذات جو حادث ہے کہ وہ ایسی صفت سے موصوف ہو جو قدیم ہو۔"

ایک شیخ فرماتے ہیں:

’’ہر وہ چیز جو تمہارے وہم وگمان میں آجائے۔ یا تم عقل وفہم سے اس کا ادراک کرسکو۔ وہ حادث اور فانی ہے 1056

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

وَاللّٰهُ مُعْطِیْ وَ اَنَا قَاسِمٌ۔

اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے اور میں اس کا بانٹنے والا ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰه۔

جس نے رسول (علیہ السلام) کی اطاعت کی، اس نے گویا اللہ کی ہی اطاعت کی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے رسول علیہ السلام کو بھیجا ہی اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُن کی اطاعت کی جائے۔

جس طرح کہ اصل خالق تو اللہ تعالیٰ کی ہی ذات پاک ہے۔لیکن اس کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قرآن پاک کے مطابق مٹی سے پرندہ بنا کر اسے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا۔تو وہ زندہ ہو جاتا تھا۔اور مردوں کو زندہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کرنے والے ہیں۔تو قرآن پاک کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مردوں کو فرماتے تھے کہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ تو وہ زندہ ہو جاتے تھے۔اور کوڑے اور برص زدہ بیمار کو بھی آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا عطا فرماتے تھے۔حالانکہ مرض سے شفا اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتے ہیں:

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝

ترجمہ: اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی خدا مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔

اسی طرح ایک بادشاہ ہے کہ اُس نے اپنے وزیر کو کلی اختیارات سے بہرہ ور فرمایا ہوا ہے۔اور پھر اُس وزیر نے یہ اختیارات بانٹے ہوئے ہیں۔

تو وہ بادشاہ عطا فرماتا ہے۔اور وہ وزیر بانٹتا ہے۔اور دوسرے لوگ اُس وزیر سے حاصل کرتے ہیں۔تو اولیاء اللہ حضور علیہ السلام کے در سے سب کچھ پاتے ہیں۔اور عام لوگ حضور علیہ السلام کے طفیل حضور علیہ السلام کی اُمت کے اولیاء اللہ سے جیسے جیسے کسی کی قسمت میں ہو پاتے ہیں۔ یہ عادت جاریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھر اُس سے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا۔اللہ تعالیٰ کی ذات پاک چاہتی تو لفظ کن سے تمام مخلوقات کو پیدا فرما دیتی۔لیکن اُس ذات پاک نے یہ نظام چلایا ہوا ہے تو اگر کوئی باپ اپنے کسی مرتے ہوئے بیٹے کو یا کبھی کوئی بیٹا اپنے کسی مرتے ہوئے باپ کو یا کوئی اور کسی اور کو کسی ڈاکٹر کے پاس ایمرجنسی میں لے کر جائے اور اُسے کہے کہ ڈاکٹر اس کو بچا لو تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ اگر وہ کہنے والا کوئی سچا مسلمان ہے تو اس کا یہ کہنا شرک نہیں ہوگا اور وہ کہنے والا اگر خدا کو مانتا ہی نہیں اور شفا دینے والا صرف ڈاکٹر کو ہی سمجھتا ہے تو وہ شرک کر رہا ہوگا۔اور اسی طرح اگر لوگ اولیاء اللہ کے پاس یا اُن کے مزارات پر جا کر صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگتے ہیں تو یہ بالکل جائز ہے۔

ہمارے پیر و مرشد خواجہ گوہر دین قدس سرہٗ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مرشد عینک کا کام کرتا ہے اور مزار پر جانے کا 1056 کا ہے جس کو مزار پر جا کر صاحب مزار بھی یاد نہ رہے۔

پاکستان کے ایک بہت بڑے عالم قبلہ پیر کرم شاہ صاحب جب مدینہ منورہ گئے تو وہاں کے قاضیوں نے آپ سے پوچھا کہ تم لوگ مدینہ منورہ کیوں آتے ہو؟ تو آپ نے اُن کو جواب دیا کہ اس کا حکم کو تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے قرآن پاک میں دیا ہے کہ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

ترجمہ: اے لوگو! جب تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو تو میرے نبی کے پاس آؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ اور میرا رسول بھی تمہارے لیے استغفار مانگے تو تم اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاؤ گے۔

علماء نے حضور علیہ السلام کے نام مبارک ۲۴۰۰ تک بیان فرماتے ہیں۔ احادیث نبوی میں جو نام مبارک ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

المصطفٰی۔ المجتبٰی۔ ابو القاسم۔ الحبیب۔ رسول رب العالمین۔ الشفیع۔ المشفع۔ المتقی۔ المصلح۔ الظاهر۔ الباطن۔ المهیمن۔ الصادق۔ المصدوق۔ الهادی۔ سید ولد آدم۔ سید المرسلین۔ امام المتقین۔ قائد الغر المعجلین۔ حبیب اللہ۔ خلیل الرحمٰن۔ صاحب حوض المورود۔ صاحب شفاعة والمقام المحمود۔ صاحب الوسیلة الوضیلة والدرجة الرفیعة صاحب التاج المعراج۔ واللوآء والقضیب راکب البراق والناقة الحبیب۔ صاحب الحجة والسلطان الخاتم العلامة۔ البرهان صاحب الهراوة والنعلین۔

اور سابقہ انبیاء کرام کی کتابوں میں حضور علیہ السلام کو ان ناموں سے پکارا گیا۔ تورات میں المتوکل، المختار، اُحید اور مقیم السنۃ۔ اور اسی نام مقیم السنۃ سے زبور میں بھی پکارا گیا۔ اور انجیل میں المقدس، روح الحق، اور البارقلیط یعنی حق و باطل میں تفریق کرنے والا۔ ماذ ماذ یعنی طیب و پاکیزہ اور حمطایا اور خاتم مذکور ہیں۔ حمطایہ کے معنی زمانہ جاہلیت کے محرمات سے منع فرمانے والا ہے۔
(الشفاء، ۱-۳۲۱، ضیاء النبی ۵-۲۵۰)

قرآن پاک میں اللہ جل شانہٗ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو الرؤف الرحیم، الحق المبین، النور الشهید، الکریم، الجبار، الخبیر، الشکور، الاول الاخر، الولی المولی سے یاد فرمایا ہے۔

حضور علیہ السلام کے دو ذاتی نام مبارک محمد ﷺ اور احمد ﷺ ہیں۔ زمین پر آقا علیہ السلام محمد (ﷺ) کے نام سے مشہور ہیں اور

آسمانوں پر حضور علیہ السلام احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام مبارک سے مشہور ہیں۔ان دونوں ناموں کا مادہ حمد سے ہے۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہی خوبصورت نام مبارک ہیں۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وزن مفعل ہے۔یہ مبالغہ کا صیغہ ہے اور کثرت حمد پر دلالت کرتا ہے۔یعنی جس کی سب سے زیادہ حمد کی گئی ہو۔یعنی مخلوق میں سے جس کی سب سے زیادہ حمد کی گئی ہے۔وہ حضور علیہ السلام ہیں۔

احمد کا وزن افعل سے ہے۔یہ مبالغہ پر دلالت کرتا ہے یعنی اپنے رب کی سب سے زیادہ حمد کرنے والا۔اور یہ صفت حضور علیہ السلام کی ذات پاک میں پایہ تکمیل تک پہنچی ہوئی ہے۔اور میدان محشر میں آقا علیہ السلام صاحب لواء الحمد کے نام سے مشہور ہوں گے۔

(ضیاالنبی ۵/ ۲۵۸ تا ۲۴۵)

حسن سراپا

حضور علیہ السلام کا جسم مقدس

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں، ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دم اور موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کا چمکنا۔اگر تمام انبیاء کرام کی خوبیوں کو اکٹھا کیا جائے تو تنہا حضور علیہ السلام کی خوبیاں بنتی ہیں۔

وَاَحسَن لم یتقطع عینی وَاجمل مِنكَ لَمْ یَلَدِ النساءُ

یعنی آنکھوں نے آج تک جو سب سے خوبصورت دیکھا ہے اور عورتوں نے جو آج تک سب سے اچھا جنا ہے۔وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک ہی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا۔قلم و ذہن اس چیز سے قاصر ہے کہ کہاں سے حضور علیہ السلام کی تعریف شروع کرے اور انتہا تو ہے ہی نہیں۔

حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہوئے ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی یہ بات بالکل سچ ہے۔آپ فرماتے ہیں:

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن لامحدود کا احاطہ ممکن نہیں۔آپ علیہ السلام کے حسن کی مثال تو بحر بیکراں کی سی ہے۔جس میں کوئی ایک آدھ موج اُچھل کر اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے۔اور دور تک پھیلے سمندر کی گہرائیوں میں اُترنا کسی کے لیے ممکن ہی نہیں۔''

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کے ظاہری جسم مبارک کو بھی نہایت ہی حسین اور ہر لحاظ سے مناسب پیدا فرمایا۔

چہ ہسنت کہ ہزاروں بار رخت بینم
ہنوزم آرزومندے کہ یک بار دِگر بینم

کیا ہی حسین صورت پاک علیہ السلام ہے کہ ہزاروں بار دیکھنے کے باوجود دل چاہتا ہے کہ ایک بار پھر دیکھنا شروع کر دوں۔(اور ہمیشہ دیکھتا ہی رہوں)

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوہریرہ، براء بن عازب، ام المومنین سیدنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ابن ابی ہالہ، ابن جہینہ، جابر بن سمرہ، ام معبد، حضرت ابن عباس، معرز بن معقیب ابوالطفیل، عدا بن خالد، حریم بن فاتک اور حکیم بن حزام وغیرہم رضی اللہ علیہم اجمعین حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''حضور علیہ السلام کا رنگ مبارک سرخ وسپید تھا۔ چشم مازاغ بڑی بڑی تھیں۔ ان کا سفید حصہ بہت سفید اور سیاہ حصہ بہت سیاہ تھا۔ چشم ہائے مبارک بڑی تھیں۔ آنکھ کے سفید حصہ میں سرخ ڈورے تھے۔ مژگاں مبارک (پلکیں) لمبی تھیں۔ ابروں کا درمیانی حصہ بالوں سے صاف تھا۔ ابرو کمان کی طرح لمبے اور خمیدہ تھے۔ ناک مبارک اونچی اور پتلی تھی دندان مبارک پیوستہ نہ تھے۔ درمیان میں تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ رُخ انور مبارک گول تھا۔ پیشانی مبارک فراخ تھی۔ ریش انور گھنی تھی۔ جو سینہ مبارک پر پھیلی ہوئی تھی شکم مبارک اور سینہ مبارک (قدرے ہموار تھے) سینہ مبارک قدرے اُبھرا ہوا فراخ خوبصورت تھا) یعنی صدر مبارک پرنور کشادہ تھا۔ کندھے مبارک بڑے بڑے تھے۔ جسم کی ہڈیاں بھاری بھرکم تھیں۔ کہنیوں سے کندھوں تک اور دونوں کلائیاں اور پنڈلیاں مبارک بہت مضبوط اور طاقتور تھیں۔ ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیاں مبارک اور دونوں پاؤں مبارک کشادہ تھے۔ انگشت ہائے مبارک ہموار تھیں۔ جسم مبارک نورانی تھا۔ سینہ مبارک کی وہ لکیر جو سینہ کی ہڈی سے ناف تک چلی جاتی ہے۔ وہ پتلی تھی۔ قامت زیبا درمیانہ تھی۔ حضور علیہ السلام زیادہ دراز قامت نہ تھے۔ اور نہ ہی ازحد پست قامت تھے۔ بایں ہمہ اگر کوئی دراز قد انسان حضور علیہ السلام کے ساتھ چلتا۔ تو حضور علیہ السلام اس سے اونچے دکھائی دیتے تھے۔ گیسوئے مبارک زیادہ گھنگھریالے نہ تھے۔ جب حضور علیہ السلام ہنستے تو دندان مبارک یوں چمکتے۔ جس طرح بجلی کی چمک یا ژالہ باری کے وقت گرنے والے دانے ہوں۔ جب حضور علیہ السلام گفتگو فرماتے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ دندانِ مبارک سے نور نکل رہا ہے۔ حضور علیہ السلام کی گردن مبارک تمام لوگوں کی گردنوں سے زیادہ خوبصورت تھی۔ حضور علیہ السلام کا جسم مبارک نہ زیادہ فربہا اور نہ لاغر۔ بلکہ مضبوط اور بھرا ہوا تھا۔ جسم مبارک پر گوشت زیادہ نہ تھا۔

(ضیاء النبی جلد ۵، صفحہ ۲۶۳) (الشفاء، جلد:۱ صفحہ ۸۲)

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

''حضور علیہ السلام عظیم المرتبت اور بارعب تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس چودھویں کی رات کی طرح چمکتا تھا۔ قد مبارک متوسط قد والے سے کسی قدر طویل تھا۔ لیکن کسی بہت زیادہ لمبے قد والا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ سر اقدس مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک قدرے بل کھائے ہوئے تھے۔ سر کے بالوں میں سہولت کے ساتھ مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے۔ بال مبارک جب لمبے ہو جاتے تو کانوں کی لو سے متجاوز ہو جاتے تھے۔ آپ کا رنگ مبارک چمکدار تھا۔ پیشانی مبارک کشادہ تھی۔ ابرو خمدار تھے۔ باریک اور گنجان تھے۔ ابرو مبارک جدا جدا تھے۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ

تھے۔ دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو حالت غصہ میں اُبھر آتی تھی۔ بینی مبارک مائل بہ بلندی تھی اور اُس پر چمک 1956 نور تھا۔ جوشخص غور سے نہ دیکھتا تو وہ آپ علیہ السلام کو بلند بینی والا خیال کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک گھنی تھی۔ رخسار مبارک ہموار (اور ہلکے) تھے۔ دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی۔ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک اتنی خوبصورت اور باریک تھی۔ (جیسے کسی گوہر آبدار کو تراشا گیا ہو اور) وہ رنگ وصفائی میں چاندی کی طرح سفید اور چمکدار تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء مبارک پرگوشت اور معتدل تھے اور ایک دوسرے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھے (لیکن) سینہ مبارک فراخ (اور قدرے اُبھرا ہوا) تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھیں۔ بدن مبارک کا جوحصہ کپڑوں سے باہر ہوتا۔ روشن نظر آتا۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر بالوں کی طرح باریک دھاری تھی۔ سینہ اقدس اور بطن مبارک بالوں سے خالی تھا۔ البتہ سینہ مبارک کے بالائی حصوں بازوؤں اور کندھوں مبارک پر کچھ بال تھے۔ کلائیاں دراز تھیں۔ ہتھیلیاں فراخ تھیں۔ ہتھیلیاں اور دونوں قدم پرگوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی اُنگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ حضور علیہ السلام کے تلوے مبارک قدرے گہرے اور ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی اُن سے فوراً ڈھلک جاتا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے مگر تواضع کے ساتھ چلتے۔ زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور کے ساتھ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبک رفتار تھے۔ اور قدم ذرا کشادہ رکھتے اور یوں محسوس ہوتا گویا بلندی سے نیچے اُترے رہے ہیں۔ جب کسی طرف توجہ فرماتے تو مکمل متوجہ ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک اکثر جھکی رہتی اور آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی (اور کنکھیوں سے نہیں دیکھتے تھے بلکہ جس طرف توجہ فرماتے پوری طرح متوجہ فرماتے تھے) چلتے وقت اپنے صحابہ کرام کو آگے فرمادیتے تھے۔ جس سے ملتے سلام میں خود ابتدا فرماتے تھے۔ (ضیاالنبی ۵/ ۶۲ تا ۲۶۵)

چہرہ مبارک

حضور علیہ السلام کے ذکر جمیل کے متعلق حضرت ام معبد فرماتی ہیں:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب دور سے دیکھا جاتا تھا تو آقا علیہ السلام سب سے خوبصورت دکھائی دیتے تھے۔ اور جب قریب سے دیکھا جاتا تو حضور علیہ السلام کے حسن خداداد کی مٹھاس اور دلربائی دلوں کو فریفتہ کردیتی تھی۔''

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

جوحضور علیہ السلام کو اچانک دیکھتا تھا۔ وہ ہیبت زدہ ہو جاتا تھا۔ اور جوحضور علیہ السلام کے ساتھ میل جول رکھتا تھا۔ وہ حضور علیہ السلام کی محبت کا اسیر بن جاتا تھا۔

علامہ قرطبی حضور علیہ السلام کے حسن پاک کا ذکر فرماتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

''حضور علیہ السلام کے حسن و جمال کا آفتاب پوری طرح ہمارے سامنے نمایاں نہیں ہوا۔ اگر وہ پوری طرح نمایاں ہوتا۔ تو

کوئی ہستی اُس کے دیکھنے کی تاب نہ رکھتی۔ آنکھیں چندھیا جاتیں۔ دل ہیبت زدہ ہو جاتے اور آقا علیہ السلام کی بعثت کا مقصد 1956 پورا نہ ہوتا۔“

اس لیے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جس طرح اپنے حسن کو پردوں میں چھپایا۔ اسی طرح اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن کو بھی لوگوں کی طاقت کے مطابق ان پر ظاہر فرمایا۔ کوئی بھی کما حقہٗ حضور علیہ السلام کے حسن کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ سید علی وفی رضی اللہ عنہ کے اشعار کا ترجمہ ہے کہ اے دلکش چہرے والے میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ میری آنکھوں سے اوجھل نہ ہوں کیونکہ آپ میری روح ہیں۔ میری نگاہوں سے اگر آپ کی ذات پوشیدہ ہو جائے گی تو جب آپ لوٹ کر آئیں گے تو صرف میری قبر ہی دیکھ سکیں گے۔ حضور علیہ السلام کے حق کی قسم اے میرے حبیب علیہ السلام اپنے غلام پر احسان فرمائیے اور میرا زخمی دل جو سوز محبت سے جل رہا ہے۔ اِس کا علاج فرمائیے۔ (بشکریہ ضیا النبی جلد ۵/ ۴۴۳۔ از پیر کرم شاہ صاحب الازہری بھیرہ شریف) ایک اور جگہ آپ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں کہ ”اس کے مدہوش کر دینے والے حسن میں آنکھوں کے لیے کتنا سرمایہ ہے اور روحوں کے لیے اِس کی یاد ایک شراب نایاب کی طرح مدہوش کن ہے۔

مازاغ کی آنکھیں

حضور علیہ السلام کی آنکھوں کی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تعریف فرمائی:

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ﴿۱۷﴾

ترجمہ: نہ نظر اپنے مقصود سے ادھر اُدھر ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی۔

شیخان حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نہیں دیکھتے۔ میرا قبلہ تو ادھر ہے جس طرف میرا منہ ہوتا ہے۔ لیکن خدا کی قسم تمہارا رکوع کرنا۔ تمہارا سجدہ کرنا۔ مجھ سے چھپا نہیں رہتا۔ میں تم کو پیچھے کی طرف سے بھی دیکھتا ہوں۔

ابن عدی ابن عساکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام رات کی تاریکی میں بھی دن کے اُجالے کی طرح دیکھتے تھے۔

ایک روایت کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا خشوع وخضوع (جس کا تعلق دل سے ہوتا ہے) اور تمہارا رکوع مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ (زینی دحلان، سیرۃ النبویہ، جلد ۳، صفحہ ۲۰، ضیاء النبی جلد: ۵، صفحہ ۴۴۷)

حضور علیہ السلام کی آنکھیں مبارک کشادہ تھیں اور ان کا سفید حصہ بہت سفید اور سیاہ حصہ بہت سیاہ تھا۔ اور سفید حصہ میں سرخ ڈورے تھے۔ پلکیں مبارک لمبی تھیں اور ابرو مبارک باریک اور باہم ملے ہوئے نہیں تھے۔

حضور علیہ السلام زمین پر بیٹھے جنت و دوزخ کو دیکھ لیتے تھے۔ فرشتوں کو دیکھتے تھے۔ او دنیا میں جہاں چاہتے دیکھ لیتے

تھے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے آپ کو ایسی طاقت عطا فرمائی ہوئی تھی کہ سدرۃ المنتہیٰ پر اللہ تعالیٰ کا دیدار فرمایا۔ 1056

امام طبرانی نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اُٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا ہے۔ میں اس کو اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس کو اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ گویا میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں''۔

لب مبارک

حضور علیہ السلام کے لب مبارک گلاب کی پنکھڑیوں سے حسین و نازک تھے اور سرخی مائل تھے اور آخری وقت میں بھی بلکہ قبر مبارک میں رکھنے کے بعد بھی حضرت اس عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق ہل رہے تھے اور اللھم اغفر لامتی فرما رہے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق:

کان فی کلام ترتیل او ترسیل۔

حضور علیہ السلام کے کلام میں ایک نظم اور ٹھہراؤ ہوتا۔

(ابوداؤد، سنن جلد: ۴، صفحہ ۳۸، کتاب الادب، رقم: ۳۸-۴۸، سیرۃ الرسول، جلد: ۱۰، صفحہ ۱۴۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام اس قدر ٹھہر ٹھہر کر بات فرماتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔

(بیہقی، سنن الکبریٰ، جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۷)

دہن مبارک

القرآن: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴

ترجمہ: اور وہ اپنی خواہش سے بات ہی نہیں کرتے وہ تو (قرآن) وہی فرماتے ہیں جو ان پر وحی آتی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کی باتیں لکھا کرتے تھے تو قریش نے آپ کو منع کر دیا کہ آپ کبھی غصے اور کبھی رضا کی حالت میں ہوتے ہیں۔ انہوں نے یہ بات حضور علیہ السلام کو بتائی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

الحدیث: اُکتب۔ فو الذی نفسی بیدہ اما یخرج منہ الا حق۔

(احمد بن حنبل، المسند جلد: ۵، صفحہ ۹۷، سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جلد: ۱۰، صفحہ ۱۴۳)

لکھو! اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے۔ وہ صرف حق ہی ہوتی ہے۔

حضور علیہ السلام صحابہ کرام کو خوش کرنے کے لیے کبھی مزاح اور دل لگی میں بھی حق ہی فرماتے تھے۔

حضور علیہ السلام کا دہن مبارک نہایت خوبصورتی کے ساتھ فراخ تھا۔

حضور علیہ السلام کے دہن مبارک سے جس چیز کا تعلق ہو جاتا تھا۔ تو اس میں سے کستوری کی خوشبوئیں آتی رہتی تھیں۔

دندانِ مبارک

حضور علیہ السلام کے دندانِ مبارک بہت خوبصورت اور چمکدار تھے۔ سامنے کے دانتوں میں تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ تو جب آقا علیہ السلام مسکراتے تھے۔ تو دانتوں کی باریک ریخوں سے نور کی شعائیں نکلتی تھیں کہ در و دیوار چمک اٹھتے تھے۔ مسکراتے تو جیسے نور کی لڑیاں فضا میں بکھر جاتیں اور چہرہ انور گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھتا۔

لعابِ دہن

حضور علیہ السلام کا لعاب دہن شفا تھا۔ یہ آپ نے جس کو لگایا۔ اُس کو شفا مل گئی۔ جس صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھ کا ڈھیلا باہر آ گیا۔ اُن کو لگایا تو وہ آنکھ پہلے سے تیز ہوگئی۔ جس صحابہ کا بازو جسم سے جدا ہو کر لٹک گیا۔ اُس پر لگایا تو بالکل صحیح ہوگیا۔ جس بیمار پر پھونکا تو وہ ٹھیک ہوگیا۔ جس جلے ہوئے پر پھونکا تو وہ ٹھیک ہوگیا۔ جس کے بدن پر ہاتھ پھیرا اور پھونکا تو اُس میں سے خوشبو کی لپٹیں آنے لگیں۔ جس کے سر پر ہاتھ رکھا تو اُس جگہ کے بال مَرتے دم تک سیاہ رہے۔

قوت سماعت وگوش مبارک

حضور علیہ السلام کی قوت سماعت سب مخلوق سے بڑھ کر ہے۔ آقا علیہ السلام آسمان کی چرچراہٹ کو سنتے تھے۔ قبروں میں مدفن مردوں کی آوازیں سنتے تھے۔ ایک دفعہ مکہ مکرمہ کے پاس بنوخزاعہ نے حضور علیہ السلام کو پکارا تو مدینہ منورہ میں صبح سویرے جب آپ وضو فرما رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پکار کا جواب دیا اور فرمایا:

لبیك لبیك لبیك۔

نصرت نصرت نصرت۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ حضور کس کو جواب دے رہے ہیں۔ فرمایا کہ بنوخزاعہ پر قریش اور بنو بکر نے حملہ کر کے اُن کے بہت سے افراد کو مار دیا ہے۔ انہوں نے مجھ سے فریاد کی ہے۔ میں نے اُس کا جواب دیا ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہادت کے بعد فرشتوں کے ساتھ آسمان پر پرواز کرتے ہوئے گزرے اور حضور علیہ السلام کو سلام کیا۔ حضور علیہ السلام نے اس کا جواب دیا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں وہ چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں وہ آوازیں سن رہا ہوں جو تم نے سن سکتے۔ آسمان چیں چیں کر رہا ہے اور اِسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ایسا کرے۔ کیونکہ آسمان پر چار انگلیوں کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں کوئی فرشتہ پیشانی رکھے اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔ (ذینی دحلان ''السیرۃ النبویہ'' ۳/ ۲۰۲)

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں کہ جہاں کہیں درود پڑھتا ہے۔

الا بلغنی صوته حیث کان۔

مگر جہاں کہیں ہو اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے۔صحابہ کرام نے عرض کی کہ کیا حضور علیہ السلام وصال کے بعد بھی سنیں گے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وفات کے بعد بھی سنوں گا۔اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔حضور علیہ السلام کے گوش مبارک نہایت ہی خوبصورت تھے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام کے دو کان گوش مبارک سیاہ زلفوں میں یوں لگتے تھے۔جیسے سیاہ رات میں دو چمکدار ستارے ہوں۔

حضور علیہ السلام کی زبان مبارک

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حضور علیہ السلام کی زبان مبارک کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا ہے:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ (سورۃ القیامۃ)

ترجمہ: اے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ (قرآن پاک کو) یاد کرنے کے لیے (نزول وحی کے وقت) اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔"

اور آگے فرمایا کہ اس کو یاد کرانا ہمارا کام ہے اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ۔

ترجمہ: یعنی ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول (علیہ السلام) کو مگر ان کی قوم کی زبان میں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حضور علیہ السلام کو تمام انسانیت کے لیے قیامت تک رسول ہادی و مرشد بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تمام اقوام عالم کی زبانیں سکھا دیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام دو ماہ کی عمر میں گھٹنوں کے بل صحن خانہ میں ہر طرف پھرتے۔تیسرے مہینے میں آپ کھڑے ہونے لگے۔چوتھے مہینے آپ دیوار کو پکڑ کر چلنے لگے اور پانچویں مہینے میں آپ چلتے پھرتے تھے۔آٹھویں مہینے میں آپ کلام کرنا سیکھ گئے۔اور نانویں مہینے میں آپ فصیح و بلیغ بولتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بڑے بڑے فصحا سے ملا ہوں لیکن میں نے حضور علیہ السلام سے زیادہ کوئی فصیح نہیں دیکھا۔حضور علیہ السلام نے جواب دیا کہ ادبنی ربی و نشأني في بني سعد۔ میرے رب نے میری تادیب فرمائی اور میں بنو سعد قبیلہ میں پروان چڑھا۔

بنو سعد قبیلہ فصاحت و بلاغت میں تمام عرب قبائل میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔

ابن عساکر اور امام طبرانی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوئے۔تھوڑی دور جانے کے بعد حضور علیہ السلام کو حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے رونے کی آواز سنائی دی۔

حضور علیہ السلام نے سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے بچوں کے رونے کے متعلق دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کی کہ پانی کی پیاس 1056 کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ تمام لوگوں سے پانی تلاش کیا گیا، لیکن نہ ملا۔ حضور علیہ السلام نے سیدہ رضی اللہ عنہا سے ایک بچہ لیا۔ اُس کو اپنی چادر کے نیچے کر کے اپنے سینے سے لگایا اور اپنی زبان مبارک اُس کے منہ میں ڈال دی۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کی زبان مبارک چوسی۔ (اِن کی پیاس بجھ گئی) اور یہ خاموش ہو گئے۔ پھر آقا علیہ السلام نے دوسرے بچے کو لیا۔ اُس کو اپنی چادر کے نیچے کر کے اپنے سینے سے لگایا۔ اور اپنی زبان مبارک کو اُس کے منہ میں ڈال دیا۔ انہوں نے بھی حضور علیہ السلام کی زبان چوسی۔ (اِن کی پیاس بجھ گئی) اور یہ خاموش ہو گئے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ غلام تھے۔ حضور علیہ السلام نے ان کو اپنے مالک کے ساتھ مکاتب کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ چالیس اوقیہ سونا زرمکاتب مقرر ہوا۔ حضور علیہ السلام نے ان کو ایک سونے کا انڈا عطا فرمایا کہ اس سے اپنا زرمکاتب ادا کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ اتنے چھوٹے انڈے سے کیسے چالیس اوقیہ سونا زرمکاتب ادا کیا جا سکتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے ان سے انڈہ لے کر اس پر اپنی زبان پھیری۔ اور فرمایا جاؤ ادا کرو۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کی زبان کی برکت سے اس میں اتنی برکت ہوگئی کہ انہوں نے اپنے مالک کو اس میں سے چالیس اوقیہ ادا کر دیا۔ اور پھر بھی چالیس اوقیہ ان کے پاس بچ گیا۔ (ضیاالنبی ۵/ ۴۶۳)

حضور علیہ السلام کی آواز مبارک

حضور علیہ السلام کی آواز مبارک اِتنی شیریں، اتنی دلکش تھی اور اِس میں اِتنی مٹھاس تھی کہ جو کوئی اُس کو سنتا تو دنگ رہ جاتا اور اِس کی شیرینی میں کھو جاتا۔

صحیحین میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شب آقا علیہ السلام نے نماز عشاء میں وَالتِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْن کی تلاوت فرمائی۔ میں نے آج تک اِتنی دلکش و شیریں آواز کبھی نہیں سنی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز مبارک دور و نزدیک سے لوگ یکساں سنتے تھے اور طبرانی اور امام ترمذی کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت مطابق جب حضور علیہ السلام گفتگو فرماتے تھے تو آپ کے دانتوں سے نور نکلتا دکھائی دیتا تھا۔

حضور علیہ السلام کا انداز گفتگو نہایت باوقار اور بارعب تھا۔ حضور علیہ السلام ٹھہر ٹھہر کر اِس طرح گفتگو فرماتے کہ بات اگلے کے ذہن نشین ہو جاتی تھی اور اگر کوئی الفاظ گننا چاہے تو گن سکتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس نبی علیہ السلام کو بھی مبعوث فرمایا۔ خوبصورت چہرہ اور خوبصورت آواز دے کر مبعوث فرمایا حتیٰ کہ تمہارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اُنہیں بھی خوبصورت چہرے اور خوبصورت

1056

آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔"

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آقا علیہ السلام نے تقریباً سوا لاکھ مجمع سے خطاب فرمایا تو دور ونزدیک سب نے حضور علیہ السلام کی آواز مبارک یکساں سُنی۔

حضور علیہ السلام اکثر نماز کے دوران اپنی اُمت پر عذاب الٰہی کے خوف سے رویا کرتے تھے لیکن آواز اتنی اونچی نہیں ہوتی تھی۔ البتہ سینے میں سے رونے کی آواز اِس طرح آتی تھی جیسے دیگ جوش مار رہی ہو اور آنکھوں سے موسلا دھار آنسو ٹپکتے تھے کہ داڑھی مبارک بھی بھیگ جایا کرتی تھی۔ (ضیاالنبی ۵/۴۶۶) ("سیرۃ النبویہ" زینی دحلان۔ ۳/۲۱۱)

داڑھی مبارک

حضور علیہ السلام کی داڑھی مبارک اعتدال کے ساتھ گھنے بالوں کے ساتھ نہایت ہی خوبصورت تھی ریشمی ملائم بال سیاہ تھے اور عمر کے آخری حصے میں چند گنتی کے سفید بال کنپٹیوں۔ لب اقدس کے نیچے اور سر مبارک میں موجود تھے جن کی کل تعداد بیس سے زائد نہ تھی اور یہ بھی داڑھی مبارک اور سر مبارک میں چھپے ہوئے تھے۔ اِس لیے حضور علیہ السلام کو کبھی خضاب وغیرہ لگانے کی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوئی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ تم میں سے جس کے سر اور داڑھی کے بال ہوں تو اُنہیں سنوار کر رکھے آقا علیہ السلام اپنے سَر مبارک اور داڑھی مبارک کے بالوں کو نہایت سنوار کر رکھتے تھے۔

كان النبی ﷺ كان یاخذ من لحيته من عرضها وطولها۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طول وعرض میں داڑھی مبارک کی تصحیح فرمایا کرتے تھے۔

(ترمذی، الجامع الصحیح ۲/۱۰۰، ابواب الادب رقم ۲۷۶۲، عسقلانی فتح الباری ۱۰/۳۵۰، زرقانی شرح الموطا ۴/۴۲۶، سیوطی الجامع الصغیر ۱/۲۶۳، سیرت الرسول از علامہ طاہر القادری ۱۰/۱۵۴)

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اعتدال کے ساتھ بڑے سر اور بڑی داڑھی مبارک والے تھے۔

گردن مبارک

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

و كان احسن عباد الله عنقا۔ لا ينسب الى الطول ولا الى القصر۔

(طبرانی، المعجم الکبیر ۴/۴۹، رقم ۳۶۰۵، سیرۃ الرسول ۱۰/۱۵۹)

"اور اللہ کے بندوں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گردن مبارک سب سے بڑھ کر حسین وجمیل تھی۔ نہ زیادہ طویل اور نہ زیادہ چھوٹی۔"

حضور علیہ السلام کی گردن مبارک نہایت ہی خوبصورت دست قدرت کا بہترین شاہکار تھی۔ چاندی کی طرح نہایت صاف و شفاف اپنے اندر سونے کے رنگ کا حسین امتزاج لیے ہوئے تھی۔ حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

کان عنقه جید دمية فی صفاء الفضة۔ (طبرانی، المعجم الکبیر ۴/ ۱۲۰، رقم ۷۵۷ ۳، سیرۃ الرسول ۱۰، ۱۵۸)

''حضور علیہ السلام کی گردن مبارک کسی مورتی کی طرح تراشی ہوئی اور چاندی کی طرح صاف تھی۔''

حضور علیہ السلام کے دوش (کندھے) مبارک

حضور علیہ السلام کے دوش یعنی کندھے مبارک نہایت ہی خوبصورت مضبوط قدرے فربہی لیے ہوئے اور خاص گولائی میں تھے۔ دونوں شانوں کی ہڈیوں کے درمیان فاصلہ تھا جس نے سینہ اقدس کو دراز اور فراخ کر دیا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فکانما انظر حین بدا منکبه الی شقة القمر من بباضه علیہ السلام۔

ترجمہ: دوش اقدس سفیدی اور چمک کے باعث یوں چمکتے تھے جیسے ہم چاند کا ٹکڑا ملاحظہ کر رہے ہوں۔

(صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، جلد ۲ صفحہ ۴۳، سیرۃ الرسول ۱/ ۱۶۱)

بازوئے مبارک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ ﷺ عظیم الساعدین۔ (ابن سعد، طبقات الکبریٰ ۱/ ۴۲۲، سیرۃ الرسول ۱۰، ۱۶۲)

ترجمہ: حضور علیہ السلام کے بازو مبارک (اعتدال کے ساتھ) بڑے تھے۔

اور حضور علیہ السلام کے بازوئے مبارک کی مچھلیاں سفید اور چمکدار اور کلائیاں مبارک بھی بڑی پیاری تھیں اور اِن پر بال تھے۔ حضور علیہ السلام نے رکانہ جیسے پہلوان کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اِنہی بازوؤں کے ساتھ تین مرتبہ زمین پر پٹخ دیا۔ رکانہ کے بیٹے محمد رضی اللہ عنہ کے مطابق اِس کے باپ نے اِسلام قبول کرلیا تھا۔

دست اقدس

جن ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اپنا ہاتھ کہے اُن ہاتھوں کی برکت اور کیفیت کا کیا ہی کہنا۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ

ترجمہ: (اے رسول ﷺ) بلاشبہ جو لوگ آپ سے (آپ کے ہاتھ پر) بیعت کرتے ہیں۔ فی الحقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

1056

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ (سورۃ الفتح، آیت:۱۰)

ترجمہ: (گویا) اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (سورۃ الانفال، آیت:۱۷)

ترجمہ: اور اے (نبی علیہ السلام) جو کنکریاں آپ نے پھینکی وہ گویا اللہ تعالیٰ ہی نے پھینکی۔

حضرت ستودہ بن شداد رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور علیہ السلام کا ہاتھ مبارک تھام لیا۔ یہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کو ریشم سے زیادہ نرم وگداز اور برف سے زیادہ ٹھنڈا پایا۔

سیدنا حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مَا مَسَسْتُ حريراً ولا ديباجاً أعين من كف النبي ﷺ۔

ترجمہ: میں نے کسی ریشم یا دیباج کو نہیں چھوا۔ جو نرمی میں رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ سے بڑھ کر ہو۔

حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک ہر وقت خوشبو میں رچے بسے رہتے تھے بلکہ آقا علیہ السلام کا سراپا جسم مبارک ہر وقت خوشبو سے معطر رہتا تھا۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جس گلی میں سے بھی گزر جاتے تھے۔ ہم آپ علیہ السلام کی خوشبو سے آپ کا پتا چلا لیتے تھے۔

نبی رحمت ﷺ نے ایک روز جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رخساروں پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں کی ٹھنڈک اور خوشبو یوں محسوس کی کہ یہ ہاتھ ابھی ابھی عطار کی صندوقچی سے نکلا ہو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اُن کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور آقا علیہ السلام نے محبت سے میرے سر اور سینے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ اِس سے یہ کیفیت پیدا ہوگئی ''میں ہمیشہ اپنے جگر میں دست اقدس کی ٹھنڈک اور خنکی محسوس کرتا رہا۔ مجھے خیال ہے کہ اِس گھڑی تک وہ ٹھنڈک پاتا ہوں۔''

حضور علیہ السلام نے اپنا ہاتھ مبارک کسی بیمار کو لگایا تو وہ صحت مند ہوگیا۔ اگر کسی بکری کی پیٹھ کو بھی لگایا تو اُس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ حتیٰ کہ حضور علیہ السلام شیر خوارگی کے عالم میں دائی حلیمہ سعدیہ کے اونٹنی پر تشریف فرما ہوئے اور وہ آقا علیہ السلام کو گود میں لے کر چلیں تو وہ فربہ ہوگئی اور سب لوگوں کی اونٹنیوں سے آگے نکل گئیں۔ حالانکہ مکہ مکرمہ آتے وقت وہ سب لوگوں سے پیچھے رہ رہ جاتی تھی۔ حضور علیہ السلام نے اپنا ہاتھ مبارک حضرت زید انصاری کے سَر اور داڑھی پر پھیرا تو سو سال کی عمر میں بھی اُن کے سر اور داڑھی کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔ غزوہ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور علیہ السلام نے اُنہیں ایک کھجور کی شاخ دی۔ حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کے لمس سے وہ تلوار بن گئی۔ حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کے لمس کی برکت سے کنکریوں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک میں کلمہ طیبہ پڑھا۔

حضور علیہ السلام نے ایک اندھیری رات میں گھر جاتے ہوئے حضرت قتادہ بن نعمان کو ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی اور

فرمایا: ''اسے لے جاؤ یہ تمہارے لیے دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہو گے تو تمہیں ایک سیاہ چیز نظر آئے گی۔ تم اُسے مارنا کہ وہ نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہوئے تو وہ لکڑی روشن ہوگئی اور جب گھر میں داخل ہوئے تو ایک سیاہ چیز دیکھی۔ اُنہوں نے اُس کو اتنا مارا کہ وہ باہر نکل گئی۔

حضور علیہ السلام کے دست اقدس کی برکت سے بارہا تھوڑا سا کھانا بہت زیادہ ہوگیا اور سب لوگوں نے سیر ہو کر اُسے کھایا اور اپنے ساتھ بھی بھر لیا آقا علیہ السلام کے دست شفا سے ٹوٹی ہڈیاں جُڑ گئیں۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے سینے مبارک پر پھیرا تو آپ کو کبھی بھی فیصلہ کرنے میں دشواری نہیں ہوئی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سینہ اقدس پر رکھا تو آپ کے چہرہ مبارک کی زردی کافور ہوگئی اور پھر کبھی آپ بھوکی نہیں رہیں۔ (السیرۃ النبویہ ۳/ ۲۱۲۔ ذینی دحلان) (حجۃ اللہ علی العالمین۔ ضیاء النبی ۵/ ۴۶۹)

اُنگلیاں مبارک

حضور علیہ السلام کی اُنگلیاں مبارک نہایت ہی خوبصورت اور مردانہ وجاہت کی حامل تھیں۔ اُنگلیاں مبارک فربہ اور اعتدال کے ساتھ لمبی تھیں۔

یہ وہی اُنگلیاں مبارک تھیں جو چاند کی طرف اُٹھیں تو چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ① (سورۃ القمر)

ترجمہ: نزدیک آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔

اور اگر اِن مبارک اُنگلیوں نے درخت کی طرف اشارہ فرمایا تو وہ اپنی جڑوں کے ساتھ زمین کو چیرتا ہوا آقا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگیا اور جب اِسے واپس جانے کا حکم فرمایا تو اِسی طرح واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔

امام بیہقی نے روایت کیا ہے:

کان أصابعہ قضبان فضۃ۔ (امام بیہقی، دلائل النبوۃ ۱/ ۳۵۱، سیرت الرسول ۱۰، ۱۷۹)

''حضور علیہ السلام کی اُنگلیاں مبارک چاندی کی ڈلیوں کی طرح تھیں۔''

اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حجۃ الوداع پر دیکھا کہ آقا علیہ السلام کی شہادت والی انگلی جو انگوٹھے کے ساتھ تھی وہ درمیان والی انگلی سے دراز تھی۔ (سیرۃ الرسول ۱۰/ ۱۷۹)

امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ السلام کسی پانی کے کنارے پر تھے۔ وہاں ابو جہل کا بیٹا عکرمہ آنکلا اور حضور علیہ السلام کا نام لے کر کہنے لگا کہ اگر آپ سچے ہیں تو پانی کے دوسرے کنارے پتھر سے کہیں کہ تیرتا ہوا آپ کے پاس آئے۔ حضور علیہ السلام نے اِس پتھر کو اشارہ فرمایا تو وہ تیرتا ہوا آقا علیہ السلام کے پاس آیا اور بہ زبان فصیح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور

علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دی۔ حضور علیہ السلام نے عکرمہ سے فرمایا کہ اَب مطمئن ہو گئے ہو۔ عکرمہ کہنے لگا کہ اگر یہ تیرتا ہوا واپس چلا 1056 تو مان جاؤں گا۔ (ضیاء النبی ۵/ ۴۷۸)

حضور علیہ السلام کی اِنہی مبارک اُنگلیوں سے پانی کے چشمے مختلف موقعوں پر جب کہ پانی کی شدید قلت ہوگئی تھی۔ جاری ہو گئے تھے۔

امام احمد نے سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے اپنے ناخن مبارک کٹوائے اور انہیں لوگوں میں تقسیم فرما دیا۔

ہتھیلیاں مبارک

آقا دو جہاں سرکار دو عالم حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں مبارک فراخ اور پُر گوشت تھیں اور اِن میں نرماہٹ، اور ٹھنڈک کا اِحساس تھا۔ آقا علیہ السلام کی ہتھیلیاں مبارک ریشم سے بھی زیادہ ملائم اور خوشبودار تھیں۔ بلکہ آقا علیہ السلام کا پورا جسم مبارک خوشبودار اور ملائم تھا اور اُس کو ہاتھ لگانے سے بہت زیادہ پُرسکون ٹھنڈک کا احساس ہوتا تھا۔ (ضیاالنبی ۵/ ۴۷۹)

بغل مبارک

عام لوگوں کے برعکس حضور علیہ السلام کی بغلیں مبارک سفید تھیں اور اِن کے پسینے سے بھی خوشبو آتی تھی۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے دعا مانگتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دست مبارک اٹھائے دیکھا۔ آقا علیہ السلام کی بغلوں کی سفیدی مجھے نظر آ رہی تھی۔

بنی خریش کا ایک شخص اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس وقت حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو رجم کیا جا رہا تھا۔ مجھے اِتنا ڈر لگا کہ خوف کے مارے قریب تھا کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔

فضمنی الیہ رسول اللہ ﷺ فسال علی من عرق إبطه مثل ریح المسك۔

(دارمی، السنن ۱/ ۳۴، رقم ۶۴، سیوطی الخصائص الکبریٰ ۱/ ۱۱۶، زرقانی، شرح المواہب الدنیہ ۵/ ۴۶۱، عسقلانی الاصابہ ۲/ ۵۷، سیرۃ الرسول ۱۰/ ۱۸۲)

ترجمہ: کہ اچانک ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ لگا لیا۔ اِس وقت آقا علیہ السلام کی بغل مبارک کا پسینہ مجھ پر گرا جن میں سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔''

کلائیاں مبارک

حضور علیہ السلام کی کلائیاں مبارک نہایت ہی خوبصورت گول تھیں اور اِن پر تھوڑے تھوڑے نہایت باریک مبارک بال

1056

تھے اور یہ بہت طاقتور تھیں۔

ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔حضور میری بیٹی کی شادی ہے اور میں امداد چاہتا ہوں۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اِس وقت میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔تم ایسے کرو کہ ایک فراخ منہ والی شیشی لاؤ اور ایک ٹہنی کاٹ کر لاؤ۔جب وہ لے کر آیا تو حضور علیہ السلام نے اپنی کلائی کے اوپر پسینہ اپنی انگلی مبارک سے نچوڑ کر اِس میں ڈال دیا۔جس سے وہ بھر گئی۔آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ اِس کو لے جاؤ اور اسے جا کر اپنی بیٹی کو دو اور اُسے کہو کہ جب خوشبو لگانی ہو تو اِس لکڑی کو اِس شیشی میں ڈال کر نکالے اور جو نمی اِس لکڑی کے ساتھ لگ جائے اُس سے اپنے آپ کو معطر کرے۔وہ پسینہ اتنا خوشبو دار تھا کہ جب بھی وہ اِس مبارک پسینے کو لگایا کرتی تو اُس کا پورا گھر خوشبو سے مہک اُٹھتا تھا لوگوں نے اِس کے گھر کا نام بیت مطیبین یعنی خوشبو والوں کا گھر رکھ دیا۔

حضور علیہ السلام کی کلائیاں مبارک اتنی طاقتور تھیں کہ ایک مرتبہ ایک غزوہ میں جب صحابہ اکرام کو فتح حاصل ہوئی تو آقا علیہ السلام نے صحابہ سے فرمایا کہ کیا کچھ لوگ مفقود تو نہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کی کہ فلاں فلاں نظر نہیں آرہے۔آقا علیہ السلام نے اِن کو تلاش کرنے کو کہا۔تو صحابہ اکرام اِن (شہدا) کے جسموں کو لے کر آگئے تو آقا علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ کیا سب مل گئے؟ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جلیب کو نہیں دیکھ رہا۔اِس کو تلاش کرو۔ایک جگہ صحابہ اکرام کو اِن کی لاش مبارک سات دیگر کافروں کے ساتھ مل گئی انہوں نے اکیلے سات کافروں کو تہ تیغ کیا تھا اور پھر کسی کافر نے اِن کو شہید کر دیا تھا۔حضور علیہ السلام اِس لاش مبارک پر تشریف لے گئے اور اِن کی لاش مبارک کو اپنے مبارک ہاتھوں کی کلائیوں پر اُٹھا لیا اور جب تک کہ اُن کی قبر تیار نہ ہوگئی اُن کو اپنی مبارک کلائیوں پر اُٹھائے رکھا اور فرمایا کہ یہ مجھ سے ہے اور میں اِس سے ہوں اور اپنے مبارک ہاتھوں سے ہی اِن کو لحد میں اُتارا۔(ضیا النبی ۵/ ۴۸۵)

وہ لوگ کتنے ہی مبارک ہوں گے جن کو حضور علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے قبر میں اُتارا ہوگا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۴ (سورۃ جمعہ)

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔

حضور علیہ السلام کا سینہ مبارک

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۱ (سورۃ الشرح)

ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا۔

اُس سینے کی کیا تعریف مخلوق کر سکتی ہے جس سینے کی تعریف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک خود فرمائیں۔

بظاہر سینہ اقدس فراخ خوبصورت اور قدرے اُبھرا ہوا تھا۔

ایک روایت میں ہے:

کان رسول اللہ ﷺ فسیح الصدر۔

ترجمہ: اللہ کے رسول علیہ السلام کے سینے میں وسعت پائی جاتی تھی۔(ابن عساکر، السیرۃ النبویہ ۱/۳۳۰، سیرۃ الرسول ۱۰/۱۸۴)

امام بیہقی رحمۃ اللہ روایت فرماتے ہیں:

و کان عریض الصدر ممسوحہ کان المرایہ فی شدتھا و استواتھا۔ لا یعدو بعض لحمہ بعضاً علی بیاض القمر لیلۃ البدر۔ (بیہقی دلائل النبوۃ ۱/۳۰۴ سیرۃ الرسول ۱۰/۱۸۴)

''حضور علیہ السلام کا سینہ اقدس فراخ اور کشادہ تھا اور آئینہ کی طرح سخت اور ہموار تھا۔کوئی ایک حصہ بھی دوسرے سے بڑھا ہوا نہ تھا اور سفیدی اور آب وتاب میں چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔''

الحمدللہ راقم نثار نبی بن محمد ریاض بن محمد چراغ کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف فرمایا اور میری بڑی دیر سے آقا علیہ السلام کو جس طرح دیکھنے کی خواہش تھی اُسی طرح دکھایا۔حضور علیہ السلام اپنے جسم مبارک پر صرف ایک تہہ بند باندھے ہوئے تھے اور نہایت ہی بھرپور جوانی میں نہایت ہی خوبصورت شکل مبارک میں نہایت ہی خوبصورت قدرے گھنگریالے بالوں کے ساتھ اور نوعمری کے عالم میں آقا علیہ السلام کھڑے تھے۔

حضور علیہ السلام کا سینہ مبارک نہایت کشادہ دیکھا اور آقا علیہ السلام کا پیٹ مبارک بالکل ساتھ لگا ہوا تھا اور اُس پر بھوک کی وجہ سے اِتنے شکم پڑے ہوئے تھے کہ گنے نہیں جا سکتے تھے۔میں خواب میں آقا علیہ السلام کی زیارت کرتے ہی آقا علیہ السلام کے پاؤں پر گرا اور پھر اٹھ کر باادب ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور علیہ السلام کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے عرض پیرا ہوا۔

اشھد ان لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ و اشھد انک رسول اللہ۔

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

اور اِس کے بعد میں آقا علیہ السلام کے پاس بیٹھ کر آقا علیہ السلام کی گفتگو سنتا رہا جو کہ اب مجھے یاد نہیں لیکن میں اُس وقت ذرا برابر بھی یہ محسوس نہیں کر رہا تھا کہ یہ خواب ہے، بلکہ حقیقت میں ایسے محسوس کر رہا تھا کہ میں حقیقی حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا ہوں۔

حضور علیہ السلام کا قلب مبارک

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے حضور علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰىۙ ① (سورۃ النجم)

ترجمہ: قسم ہے ستارے کی جب وہ اُترا۔

1056

یہ حضور علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے جب وہ معراج کے بعد واپس تشریف لائے۔
قاضی عیاض حضرت جعفر بن محمد سے ''وَ النَّجۡمِ'' کی تشریح میں لکھتے ہیں:
النجم ھُوَ قلب محمد۔ (قاضی عیاض الشفا ۱/ ۲۳)
ترجمہ: نجم سے مراد حضور علیہ السلام کا قلب انور ہے۔
دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
القرآن: مَا كَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰی ﴿۱۱﴾ (سورۃ النجم)
ترجمہ: جو (رسول علیہ السلام نے) دیکھا۔قلب نے اُسے جھوٹ نہ جانا (یعنی سمجھ لیا کہ یہ حق ہے۔)
اور ایک جگہ فرمایا:
القرآن: اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ ؕ (سورۃ النور، آیت: ۳۵)
ترجمہ: اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔اُس کے نور کی مثال (جو نور محمدی کی شکل میں دنیا میں روشن ہوا) اُس طاق (نما سینہ اقدس) جیسی ہے جس میں چراغ (نبوت روشن) ہے۔(وہ) چراغ فانوس میں (یعنی قلب محمدی) میں رکھا ہے۔
حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
''مشکوٰۃ سے آپ کا سینہ اقدس مراد ہے۔زجاجہ سے مراد آپ کا قلب اطہر ہے جب کہ مصباح سے مراد وہ صفت نبوت ہے جو شجرہ نبوت سے روشن ہے۔''
القرآن: اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ﴿۱﴾
ترجمہ: کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا ہے۔
یعنی کیا ہم نے آپ کے سینہ اقدس کو کشادہ نہیں کر دیا ہے کہ غیب و شہادت کے دونوں جہان اِس میں سما گئے ہیں۔ استفادہ اور افادہ کی دونوں مملکتیں جمع ہوگئی ہیں۔خلائق جسمانیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی ملکات روحانیہ کے انوار کے حصول میں رکاوٹ نہیں اور خلق کی بہبودی کا تعلق معرفت الٰہیہ میں استغراق میں رکاوٹ نہیں)۔
حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:
الحدیث: اِن عینی تنامان ولا ینام قلبی۔
ترجمہ: میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔
ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا کہ جس کے پاس سونے کا

طشت تھا۔ اُس نے میرے سینہ کو چاک کیا اور میرے پیٹ میں جو چیزیں زائد تھیں اُن کو نکالا۔ پھر اس کو دھویا پھر اِس 1056 ئی چیز چھڑکی۔ پھر فرشتے نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کا دل ایسا ہے کہ جو بات اِس میں ڈالی جاتی ہے حضور اِس کو سمجھتے ہیں اور یاد بھی رکھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی دو آنکھیں ہیں جو خوب دیکھتی ہیں۔ حضور علیہ السلام کے دو کان ہیں جو خوب سنتے ہیں۔ آپ کا اِسم مبارک محمد (ﷺ) ہے۔ آپ اللہ کے رسول علیہ السلام ہیں۔ ساری دنیا آپ کی پیروی کرے گی میدان حشر میں سب لوگ آپ کے پیچھے ہوں گے۔ آپ کا دل قلب سلیم ہے۔ آپ کی زبان سچی ہے۔ حضور علیہ السلام کا نفس مبارک مطمئن ہے۔ حضور علیہ السلام کا خلق عظیم ہے۔ آپ قیم (یعنی مستحکم) یعنی تمام اخلاق حمیدہ کے جامع ہیں۔

حضور علیہ السلام شق صدر کے نشان دکھاتے تھے۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا شق صدر ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک حضور علیہ السلام کے قلب اطہر کے طفیل ہم سب کے دلوں کو بھی اپنی اور اپنے حبیب پاک ﷺ کی معرفت عطا فرمائے اور ہمارے قلوب کو بھی حضور علیہ السلام کے نور پاک سے روشن فرمائے کہ روشنی کی خیرات ہر کسی کو اُسی در سے ملتی ہے اور اُن کے طفیل ہی ملتی ہے۔ آمین ثم آمین!

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہم سب کو حق کو حق کر کے دکھائے اور اُس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور باطل کو باطل کر کے دکھائے اور اُس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور علیہ السلام کا بطن مبارک

حضرت ام بلال حضور علیہ السلام کے شکم اطہر کا ذکر کرتی ہوئی بیان کرتی ہیں:

ما رایت بطن رسول اللہ ﷺ قط اِلا ذکرت القراطیس المشیۃ بعضھا علی بعض۔

ترجمہ: میں نے حضور علیہ السلام کے بطن اقدس کو ہمیشہ اِسی حالت میں دیکھا کہ وہ یوں محسوس ہوتا جیسے کاغذ تہہ در تہہ رکھے ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے کبھی بھی مسلسل دو دن جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے کبھی پتلی روٹی نہیں کھائی۔

حضور علیہ السلام تو زمین و آسمان کے خزانوں کے بانٹنے والے ہیں۔ آقا علیہ السلام کا نام مبارک ”قاسم“ ہے قاسم کا معنی بانٹنے والا ہوتا ہے لیکن حضور علیہ السلام اور نہ ہی آپ علیہ السلام کی آل پاک کسی نے کبھی پیٹ بھر کر مسلسل نہیں کھایا۔ اکثر و بیشتر فاقہ رہتا تھا۔ آقا علیہ السلام کا یہ فقر اختیاری تھا۔

غزوہ خندق کے موقع پر صحابہ اکرام نے اپنی بھوک کی بے قراری ظاہر کی اور اپنے پیٹ پر باندھے پتھر دکھائے۔ آقا

1056 علیہ السلام نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا اُٹھایا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دیکھا کہ وہاں دو پتھر بندھے ہوئے تھے
حضور علیہ السلام کے سینہ اقدس سے لے کر ناف مبارک تک بالوں کی ایک پتلی سی لکیر چلی گئی تھی۔ اِس کے علاوہ سینے اور پیٹ مبارک پر بال نہیں تھے۔ (واللہ اعلم) (سیرۃ الرسول ۱۰/ ۱۸۷۔ ترمذی الشمائل المحمدیہ ۱/ ۳۶)

ناف مبارک

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

اپنے والد گرامی سے روایت فرماتے ہیں:

ولد رسولُ الله مختونا مَسرورًا يعني مقطوع السرة. فاعجب بذلك جده عبدالمطلب، وقال: ليكونن بسني هذا شان عظيم۔ (ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۱/ ۵۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تو آپ کے جد امجد حضرت عبدالمطلب اِس بات پر متعجب ہوئے اور فرمایا میرا یہ بیٹا یقیناً عظیم شان کا مالک ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنی رسول الله ﷺ ولد مختوناً مسروراً یعنی مقطوع السرۃ۔

(ابن سعد، الطبقات الکبری ۱/ ۱۰۳، سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۰/ ۱۹۲)

پُشت اقدس

وَوَضَعۡنَا عَنكَ وِزۡرَكَ ۝٢ ٱلَّذِيٓ أَنقَضَ ظَهۡرَكَ ۝٣

ترجمہ: اور ہم نے آپ کا (غم اُمت کا وہ) بار آپ سے اُتار دیا جو آپ کی پشت (مبارک) پر گراں ہو رہا تھا۔

(سورہ المنشرح)

سیدنا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق:

الحدیث: و کان طویل سربۃ الظھر۔ (بیہقی دلائل النبوۃ ۱/ ۳۰۴)

اور آپ ہی کی ایک اور روایت ک مطابق:

الحدیث: و کان طویل سربۃ الظھر۔ (بیہقی دلائل النبوۃ ۱/ ۳۰۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریڑھ کی ہڈی لمبی تھی۔

1056

مُہر نبوت

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حضور علیہ السلام کو آخری نبی بنا کر مبعوث فرمایا اور مہر نبوت حضور علیہ السلام کی پشت مبارک پر دونوں کندھوں کے درمیان ثبت فرما دی۔

حضرت جابر بن سمرہ کی روایت کے مطابق:

کان خاتم رسول اللہ ﷺ یعنی الذی بین کتفیہ غدۃ حمراء مثل بیضۃ الحمامۃ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی جو کبوتر کے انڈے کی مقدار سُرخ اُبھرا گوشت کا ٹکڑا تھا۔

اور حضرت ابوزید عمرو اخطب انصاری نے فرمایا کہ یہاں بالوں کا ایک گچھا تھا۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فالتقمت خاتم النبوۃ بفی، فکان ینم علی مسکا۔

(سیرۃ الرسول ﷺ ۱۰/ ۱۹۲، ابن ابی شیبہ المصنف ۶/ ۳۲۸، رقم ۳۱۸۰۵)

ترجمہ: پس میں نے مہر نبوت اپنے منہ کے قریب کی تو اُس کی دلنواز مہک مجھ پر غالب آرہی تھی۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے پوتے حضرت ابراہیم بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان علی و اذا وصف رسول اللہ فذکر الحدیث بطولہ و قال: بین کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم النبیین ﷺ۔

ترجمہ: سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ جب حضور علیہ السلام کی صفات گنواتے تو طویل حدیث بیان فرماتے اور فرماتے کہ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ ﷺ خاتم النبیین تھے۔

(ترمذی، الجامع الصحیح ۵/ ۵۹۹، سیرۃ الرسول ۱۰/ ۱۹۶)

آقا دو جہاں حضور سرور کائنات ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی علیہ السلام ہونے کی نشانی یہ مہر نبوت تھی اور اہل کتاب کو اِس کا پتہ تھا اور یہ اُن کی کتابوں میں لکھا ہوا تھا اور وہ آقا علیہ السلام کو اِس سے پہچانتے تھے۔ حضور علیہ السلام جب بچپن میں مدینہ منورہ اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ تشریف لے گئے تھے تو وہاں ایک بڑے یہودی نے آقا علیہ السلام کو جب دیکھا تو کہنے لگا کہ اِس اُمت کا یہ نبی ہوگا اور اِن کا دارہجرت مدینہ ہے (مکہ واپسی پر ابواء کے مقام پر حضور علیہ السلام کی والدہ کا صرف بیس سال کی عمر میں انتقال ہوگیا تھا) یہی جگہ مدینہ ہوگا اور حضرت سلمان فارسی بھی اِسی مہر مبارک کو دیکھ کر ایمان لے آئے تھے۔

جب حضور علیہ السلام اِس دنیا میں تشریف لائے تو ایک یہودی نے قریش سے پوچھا کہ آج کی رات کیا کوئی بچہ پیدا ہوا ہے

کیونکہ وہ آخری نبی ہے اور اُس کی پشت پر کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے جو بالوں کا گچھا ہے۔ یہودی حضور علیہ السلام کو دیکھنے کے لیے سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور بچے کو دیکھنے کی خواہش کی۔ آپ حضور علیہ السلام کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر باہر لے آئیں۔ یہودی نے حضور علیہ السلام کو اِن کی نشانیاں دیکھ کر جب پہچانا تو غش کھا کر گر گیا جب اِسے ہوش آیا تو کہنے لگا کہ یہ آخری نبی علیہ السلام ہیں اور افسوس کہ نبوت بنی اسرائیل سے رخصت ہو کر قریش میں چلی گئی۔

حضور علیہ السلام کے بچپن میں ایک دفعہ مدت تک بارش نہ ہوئی اور قحط پڑ گیا۔

ابن عساکر نے جھم بن عرفطہ سے روایت کیا ہے کہ میں مکہ مکرمہ آیا۔ لوگ اِس وقت قحط میں مبتلا تھے سارے قریش حضرت ابو طالب کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ وادیاں خشک ہوگئی ہیں لوگ بھوک میں مبتلا ہیں حتیٰ کہ جانوروں کے لیے گھاس تک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کریں۔ حضرت ابوطالب نے حضور علیہ السلام کو اپنے ہمراہ لیا اور کعبہ شریف کی طرف چل پڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت پاک میں بارش کی دعا کے لیے عرض کی اور حضور علیہ السلام کی پشت مبارک کو کعبہ شریف کے ساتھ لگا دیا حضور علیہ السلام نے آسمان کی طرف اپنی پیاری اُنگلی مبارک سے اشارہ فرمایا۔ اُس وقت تک آسمان پر بادل کا ٹکڑا تک نہیں تھا۔ حضور علیہ السلام کے اشارہ فرماتے ہی مختلف سمتوں سے بادل کے ٹکڑے نمودار ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اکٹھے ہو گئے۔ مطلع ابر آلود ہوگیا اور پھر اِتنی زور سے بارش ہوئی کہ وادیاں بہنے لگیں اور ہر طرف پانی ہی پانی ہوگیا۔

حضرت ابوطالب نے حضور علیہ السلام کی شان مبارک میں اشعار بیان کیے جن میں ایک یہ ہے:

و ابیض یستقی الغمام بوجهه ثمال الیتٰمی عصمة لِّلْاَرَمِلِ

ترجمہ: یہ سفید رنگت والا اِس کے من موہنے خوبصورت چہرے کے طفیل بادلوں کا سوال کیا جاتا ہے۔ یتیموں کا نگہبان اور بیواؤں کی عصمت کا محافظ ہے۔"

رانیں مبارک

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رانیں مبارک بھی جسم کے دوسرے حصوں کی طرح سفید چمکدار پُر گوشت اور متناسب تھیں۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام خیبر کے لیے گئے تو ہم نے آپ علیہ السلام کے ساتھ صبح کی نماز خیبر کے نزدیک اندھیرے میں ادا کی۔ پھر حضور علیہ السلام سوار ہوئے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے پیچھے بیٹھے اور میں اُن کے پیچھے بیٹھ گیا۔ حضور علیہ السلام خیبر کی گلیوں میں جا رہے تھے اور میرا گھٹنا حضور علیہ السلام کی ران مبارک سے لگتا تھا۔

لم حسر الازار عن فخذه حتی إنی أنظر الی بیاض فخذ نبی الله صلی اللہ علیہ وسلم۔

(بخاری الصحیح ۱/ ۱۴۵، ابواب الصلوٰۃ فی الثیاب رقم ۳۶۴، مسلم الصحیح ۲/ ۱۰۴۴، کتاب النکاح رقم ۱۳۶۵، نسائی سنن ۶/ ۱۳۲، سیرۃ الرسول ۱۰/ ۱۹۹)

ترجمہ: پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ران مبارک سے تہبند ہٹائی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ران مبارک کی سفیدی دیکھی۔

حضرت ابو امامہ حارثی رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام جب تشریف فرما ہوتے بیٹھتے تو رانیں شکم اطہر کے ساتھ لگی ہوتیں 1056

گھٹنے مبارک

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے گھٹنے مبارک پُر گوشت تھے۔

کان رسول اللہ ﷺ فخم الکرادیس۔

یعنی حضور علیہ السلام کے گھٹنے پر گوشت تھے۔

اور ایک جگہ روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ جلیل المشاش۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔ (احمد بن حنبل مسند ۱/ ۳۱) (سیرۃ الرسول علامہ طاہر القادری ۲۰۰)

پنڈلیاں مبارک

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

کان فی ساقی رسول اللہ ﷺ حموشۃ۔

(ترمذی، الجامع الصحیح ۵/ ۶۰۳، ابواب المناقب رقم ۳۶۵۶، سیرۃ الرسول ﷺ، ۱۰/ ۲۰۱)

ترجمہ: حضور علیہ السلام کی پنڈلیاں مبارک پتلی تھیں۔

سُراقہ جب ہجرت مدینہ منورہ کے موقع پر جب حضور علیہ السلام کے نزدیک پہنچا تو اُسے حضور علیہ السلام کی مبارک پنڈلیوں کی زیارت نصیب ہوئی تو وہ کہنے لگا:

فلما دنوت منہ وھو علی ناقۃ جعلت أنظر الی ساقہ کانھا جمارۃ۔

(ابن کثیر، شمائل الرسول ۱۲، طبرانی المعجم الکبیر ۷/ ۱۳۴، رقم ۶۶۰۲، سیرۃ الرسول ۱۰/ ۲۰۲)

ترجمہ: پس جب میں حضور علیہ السلام کے قریب پہنچا اُس وقت آپ اونٹنی پر سوار تھے تو مجھے آنحضرت ﷺ کی پنڈلی مبارک کی زیارت نصیب ہوئی یوں لگا جیسے کھجور کا خوشہ پَردے سے باہر نکل آیا ہو۔

راقم نثار النبی بن محمد ریاض بن محمد چراغ کو ایک دفعہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ خواب میں نہایت ہی کھلا کھلا سا علاقہ ہے جہاں سرسبز درخت ہیں اور کچھ کھجور کے درخت بھی ہیں اور وہ میرے مُرشد خواجہ گوہر الدین قدس سرہٗ رضی اللہ عنہ کے علاقے موضع جیندڑ شریف نزد کڑیانوالہ گجرات سے ملتا جلتا علاقہ ہے اور وہاں پر ایک چھوٹی چار دیواری ایک گیٹ اور اندر صرف ایک کمرہ ہے۔ میں چار دیواری کے ساتھ ساتھ چلتا اُس گیٹ میں سے اندر داخل ہوتا ہوں جب اندر کمرے کے پاس پہنچتا ہوں تو مجھے دل میں خیال آتا ہے کہ اِس دروازے کو نہایت ادب اور آہستگی

کے ساتھ کھولنا ہے کیونکہ اندر حضور علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور شاید آقا علیہ السلام دروازے کے پاس ہی تشریف فرما ہوں۔[1056] میں اَدب سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ واقعی حضور علیہ السلام دروازے کے پاس ہی نیم دراز تشریف فرما ہیں اور حضور علیہ السلام نے سفید تہبند مبارک پہنا ہوا ہے اور اپنی ایک مبارک ٹانگ دوسری ٹانگ مبارک پر رکھی ہوئی ہے اور آقا علیہ السلام کی نہایت ہی خوبصورت پنڈلیاں مبارک دکھائی دے رہی ہے۔ میں حضور علیہ السلام کے قدموں کے بالکل پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ آقا علیہ السلام نہایت محبت سے مجھے دیکھ رہے ہیں اور میرے دل میں حضور علیہ السلام کی محبت وارفتگی میں تبدیل ہوگئی ہے اور آقا علیہ السلام کی اِس محبت نے اور شفقت نے جو آپ ﷺ مجھ پر فرما رہے ہیں مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں حضور علیہ السلام کو راحت پہنچاؤں اور آقا علیہ السلام کی مبارک پنڈلیوں کو دباؤں۔ پس میں خواب میں حضور علیہ السلام کی پنڈلیوں مبارک کے گوشت والے حصے کو دبانا شروع کر دیتا ہوں۔ یہ پنڈلیاں مبارک جیسے چاندی سے ڈھلی ہوئی نہایت خوبصورت ہیں اور اِن پر چھوٹے چھوٹے نہایت ہی باریک باریک کالے سیاہ گھنگریالے بال نہایت ہی خوشنما محسوس ہو رہے ہیں اور آقا علیہ السلام کے جسم مبارک کی خنکی میرے ہاتھوں کو بہت زیادہ محسوس ہو رہی ہے اور میں آقا علیہ السلام کو دباتے ہوئے جب ٹخنے مبارک کے پاس پہنچتا ہوں تو دل میں خیال آتا ہے کہ جنگ اُحد کے موقع پر آقا علیہ السلام کو یہاں تکلیف پہنچی تھی۔ آقا علیہ السلام کے جسم مبارک کی نہایت ہی راحت انگیز خوبصورت خنکی میرے جسم کے رگ و پے میں سرایت کر رہی ہے تو دل میں خیال آتا ہے کہ جس طرح حضور علیہ السلام کے جسم مبارک کی خنکی میں محسوس کر رہا ہوں تو کہیں آقا علیہ السلام میرے ہاتھوں کی گرمی کو نہ محسوس کر رہے ہوں تو میں آقا علیہ السلام کی محبت میں کہ کہیں آپ علیہ السلام تکلیف نہ محسوس فرمائیں فوراً دبانا چھوڑ دیتا ہوں میں حضور علیہ السلام کو دیکھتا ہوں کہ آقا علیہ السلام میرے دل کا خیال پڑھ لیتے ہیں اور مسکراتے ہوئے میرا نام فرماتے ہیں: ''نثار النبی''، اور میری دل کی آنکھ کھلی ہوئی بند ہو جاتی ہے یعنی خواب ختم ہو جاتا ہے اور اِسی وجہ سے میں نے اِس سیرۃ النبی ﷺ کی کتاب کا نام ''نثار النبی'' رکھ رہا ہوں کہ یہ الفاظ حضور علیہ السلام کی مبارک زبان سے ادا ہوتے ہوئے حضور علیہ السلام کے سُرخ یاقوتی مبارک ہونٹوں سے نکلے ہیں۔

قدم مبارک

اُن مبارک قدموں کی شان کوئی کیا بیان کر سکتا ہے کہ جن مبارک قدموں کو عرش مبارک نے چوما ہو۔ حضرت عبداللہ بن برید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے قدم مبارک تمام انسانوں سے بڑھ کر خوبصورت تھے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ اور حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے قدم مبارک اعتدال کے ساتھ بڑے تھے اور حضور علیہ السلام کی ہتھیلیاں مبارک اور دونوں پاؤں پُر گوشت تھے۔

صحابہ کرام کے مطابق حضور علیہ السلام کے تلوے مبارک دیکھنے میں ہموار دکھائی دیتے تھے لیکن قدرے گہرے تھے اور حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام کی جب اِن کے والد کو زیارت نصیب ہوئی تو آقا علیہ السلام اُس اپنی اونٹنی پر سوار

تھے اور ہاتھ میں چھڑی تھی اور میں اپنے والد کے ساتھ تھی۔ میرے والد نے حضور علیہ السلام کے قدم مبارک کو پکڑ کر حضور علیہ السلام 1056 کی رسالت کی گواہی دی تو میں نے غور سے حضور علیہ السلام کے قدم مبارک کی زیارت کی۔ حضور علیہ السلام سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی) کا حسن طوالت دوسری انگلیوں کے مقابلے میں نہیں بھولی۔

اور حضرت جابر بن سمرہ حضور علیہ السلام کی ایڑھیوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان رسول الله ﷺ منهوس العقبين۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی ایڑھیوں پر گوشت کم تھا۔ (مسلم الصحیح ۴/ ۱۸۲۰، کتاب الفضائل ۲۳۳۹، سیرۃ الرسول ۱۰/ ۲۰۶ تا ۲۰۲)

حضور علیہ السلام کے بعض پتھروں پر پاؤں مبارک کے نشان آج تک محفوظ ہیں۔ پتھر حضور علیہ السلام کے پاؤں مبارک کے نیچے نرم ہو جاتے تھے۔ ایک دفعہ مقام عرفہ سے تین میل دور ذی الحجار کے میلے میں حضور علیہ السلام اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ آپ کے چچا کو سخت پیاس لگی۔ اُنہوں نے اِس کا ذکر حضور علیہ السلام کے ساتھ کیا۔ حضور علیہ السلام نے زمین پر باریک چٹان پر اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری۔ فوراً پانی فوارے کی طرح نکلا۔ آپ کے چچا نے خوب سیر ہو کر پیا آپ فرماتے ہیں۔ میں نے ایسا میٹھا پانی کبھی نہیں پیا تھا۔ حضور علیہ السلام نے پھر ٹھوکر ماری تو وہ پانی غائب ہو گیا۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ روایت فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ سخت بیمار تھا کہ حضور علیہ السلام عیادت کے لیے تشریف لے آئے۔

فضرب بنی برجله وقال۔ اللهم اشفه اللهم عافه فما الشتكيت وجعي ذالك بعد۔

(نسائی، سنن الکبریٰ ۶/ ۲۶۱، رقم ۱۰۸۹۷)

ترجمہ: پس حضور علیہ السلام نے اپنا مبارک پاؤں مجھے مارا اور دعا فرمائی: اے اللہ اِسے شفا دے اور صحت عطا کر اس کے بعد میں کبھی بھی اِس بیماری میں مبتلا نہ ہوا۔

غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر حضور علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور دعا فرمائی تو وہ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ وہ پہلے اتنا تیز کبھی نہ تھا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق ایک آدمی نے اپنی اونٹنی کی سست روی کی شکایت کی کہ اِس نے مجھے تھکا دیا ہے حضور علیہ السلام نے اِسے اپنے مبارک پاؤں کی ٹھوکر لگائی تو وہ سب سے تیز رفتار ہو گئی۔

قد مبارک

حضور علیہ السلام کا قد مبارک حسن تناسب کا بہترین نمونہ تھا۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق:

كان رسول الله ﷺ احسن الناس قواما و احسن الناس وجه۔ 1056

(ابن عساکر سیدۃ النبویہ ۳/ ۱۵۷، سیرۃ الرسول ۱۰/ ۲۱۰)

ترجمہ: حضور علیہ السلام قامت زیبائی اور چہرہ اقدس کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔

لوگوں کے ہجوم میں حضور علیہ السلام نمایاں نظر آتے تھے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ کے مطابق کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے بھی حضور علیہ السلام کے کندھے مبارک سب سے اونچے دکھائی دیتے تھے۔ (جمع الوثائل ا/ ۱۳)

حضور علیہ السلام کا قد مبارک اتنا طویل نہ تھا کہ آنکھوں کو چُبھے لیکن حضور علیہ السلام اپنے میانہ قد مبارک کے ساتھ سب سے منفرد نظر آتے تھے یہ آقا علیہ السلام کا حسن ظاہری اور حسن باطنی تھا۔

پَری پیکر نگار سر و قد لالہ رخسار — سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم

شاعر کہتا ہ کہ میں نے رات حضور علیہ السلام کی زیارت کی کہ اُن کا چہرہ پریوں سے خوبصورت سرو کی طرح منفرد نظر آنے والے۔ سُرخ سفید رخساروں والے مجھے اِس طرح نظر آرہے تھے کہ اُنہوں نے میرے دل کو موہ لیا۔

حضور علیہ السلام کے جسم مبارک کے متعلق بہت سے مفسرین نے آقا علیہ السلام کی خوبیاں لکھی ہیں۔

ابن سبع اپنی کتاب خصائص میں بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا سایہ نہ دھوپ میں اور نہ ہی چاند کی روشنی میں زمین پر پڑتا تھا کیونکہ آقا علیہ السلام سراپا نور تھے۔

اور شفا قاضی عیاض کے مطابق حضور علیہ السلام کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت سلمی رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے غسل مبارک کا پانی پی لیا تو آقا علیہ السلام نے فرمایا:

حرم الله بذنك على النار۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تیرے بدن پر آگ کو حرام کر دیا ہے۔ (سیرۃ الرسول ۱۰/ ۲۰۹۔ ڈاکٹر طاہر القادری)

خون مبارک:

جنگ اُحد میں سعید خدری کے والد مالک بن سنان نے حضور علیہ السلام کے خون کو چوس کر نگل لیا تو آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا میں کسی جنتی کو دیکھنا ہو تو اِس شخص کو دیکھ لو۔ (زینی دحلان، السیرۃ النبویہ ۳/ ۲۲۸، ضیاالنبی ۵/ ۴۹۸)

حضور علیہ السلام نے پچھنے لگوائے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ جاؤ اِس کو چھپا دو۔ آپ اس خون کو لے گئے اور جا کر اِس کو پی لیا۔ حضور علیہ السلام نے اِس کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ میں نے اِسے اپنے خون کے ساتھ اِس لیے ملایا ہے تا کہ میرا جسم دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو جائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لا تمسك النار۔

ترجمہ: تجھے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ (اور اپنا دست شفقت اِن کے سر پر پھیرا۔) 1056

یہ فرماتے ہیں کہ اِس خون کا ذائقہ میں نے شہد سے بڑھ کر پایا اور پھر ہمیشہ اِن کے منہ سے کستوری کی خوشبو آتی رہی۔

پسینہ مبارک

حضور علیہ السلام کے پسینہ مبارک کی خوشبو اتنی پیاری تھی کہ کوئی خوشبو اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

دارمی، بیہقی، ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کی خوشبو جب کسی راستے میں چلتے تو اُس میں بس جاتی تھی اور حضور علیہ السلام کو ڈھونڈنے والا با آسانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھونڈ سکتا تھا۔

حضور علیہ السلام اکثر حضرت ام سلیم کے گھر تشریف فرما ہوتے تھے یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں جب حضور علیہ السلام پر وحی نازل ہوتی تو بہت پسینہ آتا تھا جس کو یہ محفوظ کر لیتیں اور ایک چیز رامک میں ملا کر رکھتیں اور یہ چیز دلہنوں کے کام آتی تھی۔

(ضیاالنبی ۵/ ۴۹۹)

حضور علیہ السلام جن کو اللہ رب العزت نے اپنے نور مبارک سے بغیر تقسیم نور سب سے پہلے پیدا فرمایا کیونکہ اللہ جل شانہٗ کی ذات پاک تقسیم ہر قسم سے پاک و منزہ ہے اور پھر حضور علیہ السلام کے نور مبارک سے کائنات کی ہر ہر چیز کو پیدا فرمایا تو جن کے نور کی خیرات پا کر زمین و آسمان کی ہر چیز کو وجود مل رہا ہے وہ خود کتنی دلکش و دل نشین و خوبصورت اور دیدہ زیب ہوگی۔

ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہو گا

اور سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن مبارک جو دراصل حضور علیہ السلام کا ہی حسن مبارک بے نقاب تھا کو دیکھ کر تو مصر کی عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لیں تھیں اور اُن کو خبر ہی نہ ہوئی تھی۔

اللہ رب العزت نے حضور علیہ السلام کے حسن مبارک کو کئی پردوں میں چھپایا ہوا تھا۔

بے خود کیے دیتے ہیں انداز حجابانہ آ دل میں تجھے رکھ لوں جلوہ جانانا
مَن بندہ آں روئے کہ دیدن نہ گزارن دیوانہ زلف کہ کشیدن نہ گزارن

میں اُس حسین من موہنی صورت کا غلام ہوں جس کو دیکھنے کی مجھ میں تاب ہی نہیں اور اُن حسین زلفوں کا دیوانہ ہوں کہ جن تک پہنچنے کی مجھ میں سکت نہیں طاقت نہیں۔

گلیاں دے وچ پھرن نمانے لعلعاں دے ونجارے ہو

سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مسکین لوگ گلیوں میں دربدر پھر رہے ہیں اور اُن کی آرزوئیں لعل موتیوں (حضور علیہ السلام کے قریب) کی ہیں۔

1056

حضور علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ (سبل الہدیٰ ۷/۱۷، ضیاء النبی ۵/۲۸۵)

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے مجھے اخلاق حسنہ کو درجہ کمال تک پہنچانے کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔

اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے حضور علیہ السلام کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

کان خلقہٗ قرآن۔ یرضٰی برضیاہٗ و یسخط بسخطہ۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کا خلق قرآن تھا جس پر قرآن کا نازل فرمانے والا خدا راضی ہوتا اُس پر حضور علیہ السلام راضی ہوتے اور جس پر قرآن کا نازل کرنے والا خدا ناراض ہوتا اُس پر حضور علیہ السلام ناراض ہوتے۔

اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی فرماتی ہیں:

ما کان احد احسن خلقا من رسول اللہ ﷺ کان خُلُقُہ القران یرضی برضاہٗ و یخضب بغضبہ لم یکن فاحشا و لا متفخشا و لا صخابا فی الاسواق لا یجزی بأسئۃ السئۃ و لکن یعفو و یصفح۔ (سبل الہدیٰ، ۷/۱۶)

اس کے بعد آپ نے سورۃ المومنون کی پہلی دس آیتیں تلاوت فرمائیں۔

القرآن: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱

(سورۃ المومنون ۱/تا۱۰/ پارہ ۱۸)

ترجمہ: بے شک دونوں جہانوں میں بامراد ہو گئے ایمان والے۔ وہ ایمان والے جو اپنی نمازیں عجز و نیاز سے ادا کرتے ہیں اور جو ہر بے ہودہ امر سے منہ پھیرے ہوئے ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ بجز اپنی بیویوں کے اور اِن کنیزوں کے جو اِن کی ملکیت ہیں۔ بے شک اُنہیں ملامت نہ کی جائے گی اور جس نے خواہش کی اِن دو کے علاوہ کسی اور کی تو یہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ نیز وہ (مومن بامراد ہیں) جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری

کرنے والے ہیں اور وہ جو نمازوں کی پوری طرح حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں جو وارث بنیں 1056
گے فردوس بریں کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ (سبل الہدیٰ، ۷/۱۶، ضیاالنبی ۷/۲۸۷)

ترجمہ: اللہ جل شانہ نے مجھے اِس لیے مبعوث فرمایا ہے تاکہ میں اخلاقِ حسنہ کو پایہ تکمیل تک پہنچا دوں۔

صحابہ پاک فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہم کو اِس طریقے سے بات سمجھاتے تھے کہ چیز ہمارے ذہن میں نقش ہو جاتی تھی۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کی دس سال تک خدمت کی۔ آٹھ سال کی عمر میں آپ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ میں سفر و حضر میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں رہا۔ حضور علیہ السلام نے کبھی مجھے اُف تک نہ کہا جو کام نہ کرتا اُس کے بارے میں مجھے کبھی نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا۔

حضور علیہ السلام لوگوں سے جب سلام کرنے میں پہل فرماتے تھے اور اُس وقت تک مصافحے کے بعد اپنا ہاتھ پیچھے نہیں فرماتے تھے جب تک اگلا آدمی نہ پیچھے کرے اور نہ ہی صحابہ اکرام کی محفل میں اپنے پاؤں دراز فرماتے تھے۔

ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ اکرام کی دعوت فرمائی۔ دعوت کے بعد چند ایک صحابہ اکرام بہت دیر تک بیٹھے رہے اور آپس میں باتیں کرتے رہے حضور علیہ السلام کئی ایک بار ازواج مطہرات کے حجروں میں گئے اور واپس تشریف لائے لیکن یہ لوگ نہ گئے رات کافی دیر ہوگئی لیکن حضور علیہ السلام نے کسی کو جانے کا نہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کی تعظیم کے لیے سورہ الحجرات کی آیات نازل فرما دیں۔

مفہوم: کہ اگر میرے رسول علیہ السلام تم لوگوں کو دعوت کریں تو باتوں میں دیر تک نہ بیٹھا رہا کرو۔ اس سے میرے نبی کو تکلیف ہوتی ہے لیکن وہ تم کو نہیں کہتے اور اللہ تعالیٰ حق بات کرنے سے نہیں شرماتا ہے۔

ایک دفعہ ایک اعرابی حضور علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ مجھ پر اور حضور علیہ السلام پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے بڑی وسیع چیز کو بہت محدود کر دیا ہے۔ اِس کے بعد وہ اعرابی اُٹھا اور مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ اُس کو روکنے کے لیے دوڑنے لگے تو حضور علیہ السلام نے اِن کو سختی سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ اِس کو پیشاب تو کر لینے دو۔ تمہیں آسانیاں پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے اور لوگوں کو مشقت میں مبتلا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا تم لوگوں کو علم سکھاؤ۔ اِن پر آسانیاں پیدا کرو اِن پر سختی مت کرو۔ جہاں اِس نے پیشاب کیا ہے وہاں پانی کا ایک ڈول بہا دو۔"

پھر اعرابی کو بڑی محبت سے سمجھایا کہ "مسجد میں پیشاب نہیں کیا جاتا۔ اِن کو اِس لیے تعمیر کیا گیا ہے کہ اِن میں اللہ کا ذکر کیا جائے اور نماز پڑھی جائے۔"

ایک نوجوان حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے زنا کرنے کی اجازت دیں۔ 1056 لوگ اُسے غصے ہونے لگے لیکن حضور علیہ السلام نے اُسے بڑے تحمل سے سمجھاتے ہوئے قریب کیا اور فرمایا کہ کیا اِس فعل کو تو اپنی ماں کے لیے پسند کرتا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ نہیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اِسی طرح دوسرے لوگ بھی یہ فعل اپنی ماؤں کے لیے پسند نہیں کرتے ہیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تو یہ فعل اپنی بہن کے لیے پسند کرتا ہے وہ کہنے لگا کہ نہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی طرح دوسرے لوگ بھی یہ فعل اپنی بہنوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ پھر حضور علیہ السلام نے اِسے پوچھا کہ کیا تو اِس فعل کو اپنی پھوپھی کے لیے پسند کرتا ہے وہ کہنے لگا کہ نہیں۔ حضور علیہ السلام نے اُسے فرمایا کہ اِسی طرح دوسرے لوگ بھی اِس فعل شنیع کو اپنی پھوپھیوں کے لیے پسند نہیں کرتے ہیں۔ اِس کے بعد آقا علیہ السلام نے فرمایا:

فاكره لهم ما تكره لنفسك واحب لهم ما تحب لنفسك۔

ترجمہ: اے نوجوان جس چیز کو تم اپنے لیے ناپسند کرتے ہو اسے دوسروں کے لیے بھی ناپسند کرو اور جو چیز تم اپنے لیے پسند کرتے ہو اُس کو دوسروں کے لیے بھی پسند کرو۔ (سبل الھدی ۷/۱۹، ضیاء النبی ۵/۲۸۹)

حضور علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے مکہ مکرمہ میں تبلیغ اسلام کرنے کا حکم فرمایا تو اِس کی مخالفت میں مکہ کے کافروں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ اُنہوں نے ہر ہر حربہ آزمایا۔ تاکہ آقا علیہ السلام تبلیغ اسلام سے باز آجائیں لیکن حضور علیہ السلام نے تمام مظالم کو خندہ پیشانی سے برداشت فرمایا اور باوجود قدرت اور طاقت کے بہت زیادہ بردباری اور حوصلے کا مظاہرہ فرمایا۔ برائی کا جواب اچھائی سے دیا۔ جس نے راستے میں کانٹے بچھائے آقا علیہ السلام نے اُس کو اِسلام کے پھول عطا فرمائے۔

مکہ کے قریش نے شعب ابی طالب میں حضور علیہ السلام کو تین سال تک کوئی بھی چیز کھانے پینے کی نہیں دی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ شعب ابی طالب میں مجھ پر اور بلال پر ایک مہینہ ایسا بھی گذرا کہ ہمیں کوئی ایسی چیز میسر نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے۔ کبھی کبھار چھپ چھپا کر کوئی چیز چلی جایا کرتی تھی اور شعب ابی طالب میں مسلمانوں کے بچے بھوک سے بلکتے تھے اور اُن کے رونے کی آواز مکہ مکرمہ میں سنی جاتی تھی۔ لیکن ان قریش پر قدرت پانے کے بعد کسی سے آقا علیہ السلام نے بدلہ نہ لیا۔

حضور علیہ السلام منیٰ میں جب مختلف اطراف سے حج یا میلے کے موقع پر آنے والے قبیلوں میں تبلیغ اسلام کے لیے تشریف لے جاتے تو ابولہب حضور علیہ السلام کے پیچھے پیچھے ہوتا تھا اور جب حضور علیہ السلام لوگوں کو توحید کا پیغام پہنچاتے تو ابولہب اُن لوگوں کو کہتا کہ ان پر (نعوذ باللہ) یقین نہ کرنا۔ ایمان نہ لانا۔ یہ تم لوگوں کو اپنے آباؤ اجداد کے دین سے (نعوذ باللہ) گمراہ کر رہے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن حضور علیہ السلام بہت زیادہ تحمل کا مظاہرہ فرماتے تھے اور بسا اوقات قبیلے والے جن کو حضور علیہ السلام توحید کی دعوت دیتے تھے۔ وہ بھی بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے۔ لیکن آقا علیہ السلام کے ماتھے پر اپنی ذات کے لیے شکن تک نہیں پڑتی تھی۔

حضور علیہ السلام اُن کی تمام باتوں کو بہت خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے تھے۔

ایک دفعہ حضور سرورِ کائنات علیہ السلام نے مجھے خواب میں اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چھوٹی

سی پہاڑی پر صرف چند ایک صحابہ کرام کے ساتھ حضور علیہ السلام کھڑے ہیں اور کفار کا ایک بہت بڑا جم غفیر ہاتھوں میں بڑے 1056 نیزے لیے آقا علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہے۔ اچانک حضور علیہ السلام اپنی جگہ سے ہوا میں پرواز فرماتے ہوئے کفار کے سروں پر آ کر معلق ہو جاتے ہیں۔ کفار نیچے سے آقا علیہ السلام کو نعوذ باللہ مارنے کے لیے اپنے نیزے بلند کرتے ہیں۔ لیکن حضور علیہ السلام ان کی پہنچ سے باہر ہیں۔ اور آقا علیہ السلام باوجود ان کی نیتوں کو پہچانتے ہوئے درگزر فرما رہے ہیں اور شدت سے ان کے یا ان کی اولادوں کے اسلام لانے کے متمنی ہیں۔

جس ثابت قدمی اور استقلال کا مظاہرہ حضور علیہ السلام نے ساری زندگی فرمایا۔ تاریخ عالم میں اِس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جہان میں سب سے زیادہ تکالیف انبیاء علیہم السلام پر آئی ہیں اور تمام انبیاء میں سب سے زیادہ تکالیف مجھ پر آئی ہیں اور انبیاء کے بعد زیادہ تکالیف اولیاء اللہ پر آتی ہیں اور پھر جو کوئی اُن کے نزدیک تر ہوتا ہے۔ اُس پر زیادہ تکالیف آتی ہیں۔ رحمۃ للعالمین آقا دو جہاں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کے پاؤں میں چبھنے والے کانٹے پر بھی اُسے ثواب ملتا ہے۔ ہمارے پیر و مرشد خواجہ گوہر الدین احمد قدس سرہٗ رحمۃ اللہ و رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ تکالیف جب انسان پر آتی تو کچھ دے جاتی ہے اور آرام جب آتا ہے تو کچھ لے جاتا ہے اور ہم عام انسانوں کے حال کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ قرآنِ پاک میں بیان فرماتے ہیں کہ جب ہم انسان پر انعام فرماتے ہیں تو وہ ہم سے منہ موڑ لیتا ہے اور پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے اور جب اُسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہماری طرف رجوع کرتا ہے۔

حضور سرورِ کائنات علیہ السلام نے اپنے اخلاق کریمانہ سے مخلوق کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم چاہے جتنی مرضی دولت خرچ کر لو۔ کسی کو اپنا نہیں بنا سکتے۔ ہاں اپنے اچھے اخلاق سے تم لوگوں کے دل جیت سکتے ہو، اور اولیاء اللہ بھی یہی کام فرماتے آئے ہیں اور اسی وجہ سے لوگ ان کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔

اور اللہ جل شانہٗ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

القرآن: اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: بُرائی کو اچھائی سے دفع کریں۔ (برائی کے جواب میں اچھائی کریں) پھر تو دیکھے گا کہ تو اور وہ جس میں عداوت تھی۔ تجھ سے اِس طرح ہو جائے گا۔ جیسے تیرا گہرا دوست ہو۔ یہ چیز اُن کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ چیز اُس کو نصیب ہوتی ہے۔ جس کی بڑی اونچی قسمت ہو۔ (سورۃ فصلت، ۳۴،۳۵)

حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کے ساتھ مل جل کر کام فرماتے تھے۔ ایک سفر میں کھانا پکانے کے لیے صحابہ کرام نے آپس میں کام بانٹے کوئی بکری ذبح کرے گا۔ کوئی اُس کی کھال اُتارے گا۔ کوئی اُس کا گوشت بنائے گا۔ کوئی اُس کو پکائے گا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر میں لاؤں گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ کام بھی ہم کر لیں گے۔ لیکن حضور

علیہ السلام نے فرمایا:

وان اللہ یکرہ من عبدہٗ ان یراہُ متمیز بین الصحابہ۔

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ وہ اپنے احباب میں اپنے آپ کو ممتاز دیکھے۔

(سبل الہدیٰ، جلد:۷، صفحہ ۲۶، ضیاء النبی جلد:۵، صفحہ ۲۹۶)

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور علیہ السلام اور ان کے اہلِ خانہ کا زادِراہ کا سارا سامان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کے سپرد کیا۔ انہوں نے اس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اونٹنی پر لادا اور چل دیے۔ راستے میں ایک مقام پر وہ سو گئے اور اونٹنی بھاگ گئی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اِس بات کا پتہ چلا تو آپ غلام کو سخت سست کہنے لگے اور اُسے مارنے لگے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا تبسم فرمایا اور فرمانے لگے کہ لوگو اُس آدمی کو دیکھو کہ جس نے احرام باندھا ہوا ہے۔ وہ کیا کر رہا ہے۔ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کی خدمت اور آقا علیہ السلام کے اہلِ خانہ کی خدمت میں حسیس (ایک کھانا جو کھجور، ترکاری اور پھل ملا کر پکایا جاتا ہے) بھیجا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ لو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے پاکیزہ کھانا ہمیں بھیج دیا ہے۔ اے ابوبکر فکر مت کرو۔ یہ نہ تمہاری ذمہ داری ہے، اور نہ میری یہ غلام تو از حد حریص تھا کہ اونٹ گم نہ ہو۔"

(سبل الہدیٰ، جلد:۷، صفحہ ۲۶، ضیاء النبی جلد:۵، صفحہ ۲۹۵)

(کچھ دیر بعد وہ اونٹ مل گیا)

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

القرآن: خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾

ترجمہ: قبول فرمائیے معذرت خطا کاروں سے۔ حکم دیجیے نیک کاموں کا اور رخ انور پھیر لیجیے نادانوں کی طرف سے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے:

۱۔ ظاہر و باطن میں اخلاص کو اپنا شعار بناؤں۔

۲۔ خوشنودی اور ناراضگی دونوں حالتوں میں عدل کروں۔

۳۔ خوشحالی اور تنگدستی میں میانہ روی اختیار کروں۔

۴۔ جو مجھ پر ظلم کرے اُس کو معاف کر دوں۔

۵۔ اُس کو دوں جو مجھے محروم کرے۔

۶۔ جو مجھ سے قطع تعلق کرے اُس سے صلہ رحمی کروں۔

۷۔ میری زبان ذکر الٰہی سے گویا ہو۔

۸۔ خاموشی کی حالت میں مَیں اُس کی آیتوں میں غور و فکر کروں۔

1056

۹- میرے دیکھنے میں عبرت پذیری ہو۔

آقاو جہاں ﷺ کبھی کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیتے تھے۔

سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے کبھی کسی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا نہ کسی خادم کو مارا اور نہ ہی کسی عورت کو مارا۔

جب اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کے لیے مکہ فتح فرما دیا اور تمام لوگ حضور علیہ السلام کے زیرِ نگین آ گئے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے کسی سے باوجود ان کی اتنی زیادتیوں اور ظلم کے کوئی بدلہ نہ لیا، بلکہ فرمایا کہ میں تم سے وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

القرآن: لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ

ترجمہ: آج کے دن تم پر کوئی سختی نہیں کی جائے گی۔

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اور فرمایا:

الحدیث: اذھبوا و انتم الطلقاء۔

ترجمہ: چلے جاؤ تم آزاد ہو۔

غرض یہ کہ تمام کتابیں ختم ہو جائیں، روشنائیاں ختم ہو جائیں، لیکن حضور علیہ السلام کی شان کی باتیں ختم نہ ہوں۔

جود و کرم

جواد وہ ہے جو نہ مانگنے والے اور مانگنے والے سب کو کھلے دل سے عطا کرتا ہے اور اُس کو اپنے فقر و افلاس کا کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ جواد کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ اگلے کے سوال کرنے سے پہلے ہی اُس کی جھولی کو بھر دیتا ہے۔ اور کرم کے معنی ایسی چیز کو خرچ کرنا ہے جو بڑی قدر و منزلت اور نفع بخش چیز ہو اور اُس کو خوش دلی سے خرچ کرنے کو کرم کہتے ہیں۔ سخاوت بھی انہی معنوں میں آتی ہے۔ لیکن جود کا درجہ ان سب سے زیادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ازل سے ابد تک ہر ایک کو بن مانگے بے انتہا عطا فرما رہے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

القرآن: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ

ترجمہ: اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو تم ان کو شمار نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ہمارے پیدا ہونے سے پہلے ہی بے شمار نعمتیں ہمارے لیے پیدا فرما دیں۔ جن کے متعلق ہم

1056

نے اُس سے سوال نہیں کیا تھا۔

جب ہم پیدا ہوئے تو اُس کی سب سے بڑی نعمت ہمیں حضور علیہ السلام کی اُمت میں مسلمان پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اتنی زیادہ نعمتیں عطا فرما کر کوئی احسان نہیں جتایا۔ لیکن حضور علیہ السلام کی اُمت میں مبعوث فرما کر لوگوں کو احسان جتایا کہ

القرآن: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ اُنہی میں سے ایک رسول (علیہ السلام) مبعوث فرمایا جو اُن کو (قرآن پاک) کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور اُن کو پاک فرماتا ہے اور اُن کو کتاب اور حکمت کا علم سکھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ہمیں صحت و تندرستی عطا فرمائی اور ماں کے پیٹ سے لے کر موت تک ہمارے رزق کا بندوبست فرمایا کس طرح ہماری پرورش فرمائی۔ ہمارے جسم کا نظام قائم فرمایا۔ ہمیں سماعت کے لیے کان، دیکھنے کے لیے آنکھیں دیں اور دل بنایا۔ ہمیں صاف ہوا پانی اور ہماری ضروریات زندگی کی ہر چیز سے ہمیں بہرہ ور فرمایا۔ ہمارے لیے سورج اور چاند کی روشنی اور ہمارے کام کے لیے دن اور آرام کے لیے رات اور نیند عطا فرمائی اور ہواؤں اور بادلوں کو ہمارے لیے مسخر کر دیا۔ اور زمین و آسمان و ستارے ہمارے لیے پیدا فرما دیے۔ آسمان کو ستاروں سے مزین فرما دیا اور راستوں کے تعین کے لیے ان کو رہنما بنایا۔ اور زمین پر پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں۔ تاکہ زمین ایک طرف نہ جھک جائے اور سمندروں سے مخلوق کی خوراک کا بندوبست فرما دیا۔ اور بڑی بڑی کشتیاں عطا فرمائیں تاکہ سامان کی ترسیل ایک جگہ سے دوسری جگہ ہو جائے۔

وہی رب العالمین کی ذات پاک ہے جو صبح و شام ہمارے رزق کا بندوبست فرماتی ہے اور ہمیں وہ بھی چیزیں عطا فرماتی ہے جو ہم مانگتے ہیں اور بغیر مانگے بھی بے شمار چیزیں عطا فرماتی ہے، اور بعض چیزوں کو حکمت کے تحت ہم سے روک دیا جاتا ہے، یا بعد میں وہ چیزیں ہمیں عطا فرما دی جاتی ہے۔ یقیناً ہمارا رب سب کچھ سنتا جانتا ہے اور حکمت والا باریک بین ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے تمام خوبیاں بدرجہ اتم حضور علیہ السلام کو عطا فرمائیں، اور باقی مخلوق کو حضور علیہ السلام کی خوبیوں میں سے حصہ عطا فرمایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی جود و عطا کی خوبی بھی حضور علیہ السلام میں دوسرے تمام لوگوں سے بدرجہ اتم موجود تھی۔ اس لیے حضور علیہ السلام کی ذات پاک تمام مخلوق سے بڑھ کر جود و سخا والی ہے۔ مخلوق میں سے جو کوئی بھی اَزل سے لے کر ابد تک جو کچھ بھی پائے گا۔ حضور علیہ السلام کے صدقے سے ہی پائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حبیب خدا سرورِ کائنات رسولِ اول و آخر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الا اخبركم عن الاجود۔ الله الاجود وانا اجود ولد آدم۔

(سبل الہدیٰ، جلد:۷، صفحہ ۸۴، ضیاء النبی، جلد:۵، صفحہ ۳۲۶)

فرمایا:''کیا تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہے اور اولاد آدم ﷺ سب سے زیادہ سخی میں ہوں۔''

اور پھر فرمایا کہ''میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہوگا۔ جس نے علم پڑھا۔ پھر اپنے علم کو پھیلایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُسے قبر سے اٹھائے گا۔ تو وہ شخص فردِ واحد نہیں ہوگا۔ بلکہ پوری اُمت کی حیثیت سے حاضر ہوگا۔ نیز وہ شخص سب سے زیادہ سخی ہے۔ جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔''

حضور علیہ السلام کی قوت وشجاعت

حضور علیہ السلام کی روحانی قوت کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا۔ علاوہ جسمانی قوت بھی اللہ جل شانہٗ نے آقا علیہ السلام کو بے پناہ عطا فرمائی تھی۔ رُکانہ جیسے عظیم پہلوان کو چشم زدن میں تین مرتبہ زمین پر دے مارا۔ جنگ خندق مین وہ چٹان جو کسی صحابہ سے نہیں ٹوٹتی تھی۔ اور اُن کی ہمتیں جواب دے گئی تھیں۔ آقا علیہ السلام نے ایک ہی ضرب میں ایک حصے کو پاش پاش کر دیا۔ دوسری ضرب میں دوسرے حصے کو اور تیسری ضرب میں چٹان کے تیسرے حصے کو پاش پاش کر دیا اور ہر بار ضرب لگانے سے چٹان میں سے ایسی روشنی نکلی کہ صحابہ کرام کو اُس روشنی میں مختلف فتوحات کی بشارتیں عطا فرمائیں۔ جن کو بعد میں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

حضور علیہ السلام کی شجاعت کا کیا کہنا کوئی آدمی اِس کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔

شجاعت بہادری کی اُس شکل کو کہتے ہیں جس میں عقل شامل ہو۔ جب آدمی عقل کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے خطرات کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو جائے اُسے بہادری کہتے ہیں اور اسے ہی شجاعت کا نام دیا گیا ہے۔ (قاضی عیاض۔ ضیاالنبی ۵/۳۲۹) کیوں کہ کوئی بھی احتیاط انسان کو تقدیر سے نہیں بچاسکتی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ فرماتے ہیں:

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢١﴾ (سورہ یوسف)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے امر پر غالب ہیں۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہٗ فرماتے ہیں:

''جب جنگ شدت اختیار کر لیتی تھی اور فرطِ غضب سے آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں تو ہم سرکارِ دوعالم ﷺ کے دامن میں آ کر پناہ لیتے تھے۔ حضور علیہ السلام دشمن کے سب سے زیادہ قریب ہوتے تھے۔ میں نے معرکہ بدر میں حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ حضور علیہ السلام دشمن کے سامنے چٹان بنے کھڑے ہیں اور ہم حضور علیہ السلام کے قریب پناہ لیے ہوئے ہیں۔ اس روز حضور علیہ السلام کی قوت وشجاعت بے مثال اور بے نظیر تھی۔ ہم اُس کو شجاع کہا کرتے تھے جو حضور علیہ السلام کے قریب ہوا کرتا۔''

جنگ حنین میں جب سب لوگ بھاگ گئے اور صرف چند ایک حضور علیہ السلام کے ساتھ رہ گئے اور آقا دو عالم علیہ السلام 1056
سست رفتار خچر پر بڑی بہادری سے سوار دشمن کی طرف تیروں، نیزوں اور تلواروں کے ہجوم میں پیش قدمی فرماتے رہے اس وقت حضور علیہ السلام بلند آواز سے فرما رہے تھے:

انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبد المطلب۔

میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں (میں عرب کے سردار) عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

یہ حضور علیہ السلام کی بے مثال شجاعت ہی تھی کہ آقا علیہ السلام تن تنہا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی توحید کو بلند کرنے کے لیے کفار کے مقابلے میں ڈٹ گئے اور برملا اُن کو توحید کا پرچار شروع فرما دیا۔ اور کسی کی بھی پروانہ فرمائی۔

کسی بھی آدمی کو سب سے زیادہ اُس کا عقیدہ پیارا ہوتا ہے اور لوگ عموماً ایسے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی اُن کے خیالات کے خلاف کہے تو اُسے برا سمجھنے لگتے ہیں۔ چہ جائیکہ کوئی اُن کے عقیدہ کو چھیڑے۔

کوئی بھی آدمی جو کسی بھی عقیدے کا ہوتا ہے اُس کو اپنا عقیدہ چاہے وہ غلط ہی ہو، چھوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ آپ کسی پارسی کو لے لیں، کسی یہودی، کسی عیسائی اور چاہے کسی کافر یا دہریے کو ہی کیوں نہ لے لیں۔ ہر کوئی اپنے اپنے عقیدے پر جما ہوا ہوتا ہے اور کسی کو اُس کے غلط عقیدے سے ہٹا کر راہِ راست پر لانا بہت زیادہ مشکل اور جرأت کا کام ہے۔ اور بے شمار لوگوں کو اسلام اور توحید کا گرویدہ بنانا اور وہ بھی تن تنہا بغیر کسی لشکر کے یہ صرف انبیاء کرام کا ہی کام ہوتا ہے یا جو کوئی انبیاء کرام کے نقش قدم پر چلتا ہے اُس کا کام ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ مشکلات و تکالیف انبیاء کرام علیہم السلام پر وارد ہوتی ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے مجھ پر وارد ہوئی ہیں اور پھر اولیاء اللہ پر زیادہ تکالیف آتی ہیں اور پھر جوں جوں کوئی ان کے قریب تر ہو، اُس پر آتی ہیں۔"

اور سرورِ دو جہاں علیہ السلام سب سے زیادہ بہادر و قوی و شجاع تھے کہ آپ علیہ السلام نے تن تنہا تمام مشکلات کو برداشت کیا کہ ان مشکلات کو اگر پہاڑوں پر بھی ڈالا جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

قرآن پاک (وحی الٰہی) جب حضور علیہ السلام پر نازل ہوتا تو سخت سردی میں بھی حضور علیہ السلام پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے اور اگر کسی وقت حضور علیہ السلام کا سر مبارک نزول وحی کے وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ران مبارک پر ہوتا تو آپ فرماتی ہیں کہ اُس وقت مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کہیں میری ران ہی سر مبارک کے بوجھ کی وجہ ٹوٹ نہ جائے۔

یہ محبوب دو عالم علیہ السلام کا قلب اطہر ہی تھا کہ وہ وحی الٰہی کو برداشت فرما لیتا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک فرماتے ہیں:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

ترجمہ: اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل فرماتے تو تو دیکھتا کہ خشیت الٰہی سے وہ پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا ہے۔

(سورۃ الحشر)

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مثالیں ہم اس لیے بیان کرتے ہیں۔ تاکہ تم فکر کرو۔ 1056

اللہ تعالیٰ بار بار قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا۔

ترجمہ: کیا وہ فکر نہیں کرتے۔

اور ایک جگہ فرماتے ہیں:

القرآن: وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ۝۳۲

ترجمہ: ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی جو سوچے سمجھے (غور و فکر کرے)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

القرآن: اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا وَهُمْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَقْفَالُهَا ۝

ترجمہ: کیا وہ فکر نہیں کرتے یا کہ اُن کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔

آج سائنسدانوں نے اتنی تگ و دو کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ تمام کائنات ایٹم کے ذرات سے مل کر بنی ہے اور ہر ایٹم میں اُس کا ایک مرکز نیوکلیس ہوتا ہے۔ جس کے گرد پروٹران گردش کر رہے ہوتے ہیں۔ ایٹم کا یہ ذرہ بہت بڑی بڑی خورد بینوں سے ہی نظر آ سکتا ہے اور ان پروٹرانوں کی گردش اپنے مرکز نیوکلیس کے گرد اینٹی کلاک وائز ہوتی ہے اور آسمانوں میں تمام ستاروں کی گردش بھی ایک دوسرے کے گرد اینٹی کلوک وائز ہی ہے اور کعبے شریف کے گرد بھی تمام لوگ اینٹی کلاک وائز ہی گردش کرتے ہیں اور ایٹم بھی کچھ ذرات سے مل کر بنتے ہیں۔ جن کو کوارکس کہتے ہیں اور یہ بھی کچھ ذرات سے مل کر بنتے ہیں۔ جن کو لیپٹانز کہتے ہیں اور یہ بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک پر مثبت اور ایک پر منفی چارج ہوتا ہے اور ان کی چھ قسمیں ہوتی ہیں۔ اور اور تمام کائنات بنیادی طور پر ان سے ہی مل کر بنی ہے۔

القرآن: سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۳۶

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے بنائے اور جو چیز تم زمین میں بوتے ہو اُس کے بھی جوڑے بنائے اور تم سب کے بھی جوڑے بنائے اور اُن چیزوں کے بھی جوڑے بنائے جن کو تم نہیں جانتے ہو۔

اور پاک ہے وہ ذات جس نے ایک معمولی ذروں میں بھی ایسی قوت پوشیدہ کر دی ہوتی ہے کہ اگر U238 کے ایٹم پر الیکٹران پروٹران کی بارش کر کے اُسے پھاڑا جائے تو وہ اتنی قوت سے پھٹتا ہے کہ اُس سے ایٹم بم وجود میں آتا ہے اور اِسی طرح ہائیڈروجن بم وجود میں آتا ہے اور یہ سینٹر فیوژن کا عمل ہوتا ہے اور سورج میں کروڑوں ایٹم بم ہر وقت پھٹ رہے اور اُن

کے پھٹنے کی ایک چین سی بنی ہوتی ہے اور اِسی وجہ سے زمین پر اِس کی گرمی پہنچ رہی ہے اور آپ سوچیں کہ اِن معمولی ذرّوں[1056] میں اتنی طاقت کس نے رکھی ہے۔

اور پاک ہے وہ ذات جس نے تمام کائنات کو سنبھالا ہوا ہے اور ہر چیز کی ایک ترتیب سائنسدانوں نے ثابت کی ہے کہ ایک اختتام کی طرف جا رہی ہے۔یعنی ہر چیز نے فنا ہونا ہے اور وقت کی گردش اینٹی کلاک وائز نے ایک دن ختم ہو جانا ہے۔

القرآن: كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ○

ترجمہ: ہر چیز نے فنا ہو جانا ہے۔

مگر اس کا منہ اِلَّا وَجْهَهُ کی باریکیوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی جانتی ہے۔

اور جنت میں یہ وقت کی گردش کلاک وائز ہونے کی بجائے پنڈولم کی طرح ہو جائے گی۔یعنی صبح ہو گی اور شام ہو گی اور رات چھانے سے پہلے پھر صبح ہو جائے گی۔ واللہ اعلم۔

یعنی وہ جنت کی زندگی آخرت کی زندگی کبھی نہ ختم ہونے والی ہے۔

القرآن: اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: تیرا رب جو چاہے فرما دیتا ہے (یعنی کر دیتا ہے۔)

اور یہ زمین ہے۔اُس کا ایک چاند ہے اور مریخ سیارہ ہے۔اُس کے تین چاند ہیں اور ہماری ایک کہکشاں ہے۔جس میں لاتعداد ستارے ہیں اور روشنی کی سپیڈ ایک لاکھ چوبیس ہزار میل فی سیکنڈ ہے اور یہ کائنات اتنی بڑی ہے کہ ہم اس کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے کہ کچھ ایسے ستارے بھی ہیں کہ جب سے کائنات بنی ہے اُن کی روشنی نے زمین کی طرف اتنی سپیڈ سے سفر شروع کیا ہوا ہے۔لیکن وہ اب تک پہنچ نہیں سکی ہے۔اُن کی روشنیوں کو زمین تک پہنچنے کے لیے بے شمار نوری سال چاہئیں۔

اور وہ اِتنی بڑی کائنات کا رب ہے۔اور ہمارے رسولِ پاک ﷺ اتنی بڑی کائنات کے لیے رحمت ہیں۔

القرآن: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: ہم نے آپ (ﷺ) کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

القرآن: يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ

اُس (قیامت کے) دن ہم آسمانوں کو کاغذوں کے تومار کی طرح لپیٹ دیں گے۔

القرآن: وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ ؕ

اُس دن آسمان اللہ تعالیٰ کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ 1056

القرآن: كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ: جس طرح ہم نے ان کو پہلے پیدا کیا تھا۔ اِسی طرح دوبارہ پیدا فرمائیں گے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں۔

اور حدیث پاک میں ہے کہ اللہ جل شانہٗ فرماتے کہ میں نہ زمینوں میں اور نہ آسمانوں میں سما سکتا ہوں۔لیکن میں مومن کے قلب میں سما جاتا ہوں۔

اور جب آدمی اپنے نفس پر خدا تعالیٰ اور اُسی کے رسول ﷺ کے طفیل قابو پالیتا ہے اور پہلے نفس امارہ (برائی کا حکم کرنے والے نفس) سے نفس لوامہ (کبھی کبھی اپنی غلطی کو دہرانے والا) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔اور جب مزید اُس کو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ملتا ہے اور حضور علیہ السلام کی رحمت اُس کے شامل حال ہوتی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ وہ نفس مطمئنہ (اطمینان پانے والی روح) بن جاتا ہے۔(اور یہ چیز بغیر شیخ کامل میسر نہیں ہوسکتی ہے۔)

القرآن: اِرْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

ترجمہ: اے اطمینان پانے والی روح، چل اپنے رب کی طرف، تو اُس سے راضی، وہ تجھ سے راضی، تو میرے بندوں میں شامل ہو جا اور تو میری جنت میں داخل ہو جا۔

اور جب اُس آدمی کا نفس، نفس مطمئنہ بن جاتا ہے،تو پھر اُس کا سفر اللہ رب العزت کی طرف شروع ہوتا ہے۔اُس کو سلوک کی منزلیں طے کروائی جاتی ہیں۔اُس پر عالم کو آشکارا کر دیا جاتا ہے۔وہ زمین و آسمان اور اپنی خلقت میں فکر کرتا ہے۔

القرآن: رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

ترجمہ: اے ہمارے رب تو نے کوئی چیز بھی باطل پیدا نہیں فرمائی۔تیری ذات پاک ہے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت کے آخری باب تکملہ میں فرماتے ہیں کہ کائنات کو اگر ایک دائرہ تسلیم کر لیا جائے اور درمیان میں ایک خط اُس دائرے کو دو حصوں میں تقسیم کرے جسے وتر کہتے ہیں اور اوپر کے حصے کو عدم تسلیم کر لیا جائے اور نیچے کو وجود۔تو وجود سے عدم کی طرف خدا تعالیٰ کی طرف اگر جو کوئی بھی جائے گا تو وتر کی وساطت سے ہی جائے گا۔ورنہ وہ عدم کی طرف نہیں جاسکے گا اور یہ وتر حضور علیہ السلام کی ذات پاک ہے۔یعنی جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہے حضور علیہ السلام کی وساطت سے ہی جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

یا ابابکر والذی نفسی بالحق لمَ یعلمنی حقیقۃ غیر ربی۔

(فاسی مطالع المسرات، سیرۃ الرسول، جلد:۱۰، صفحہ ۴۵۵)

ترجمہ: اے ابوبکر مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میری حقیقت میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

رعب و دبدبہ

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کو وہ رعب و دبدبہ عطا فرمایا تھا کہ دشمن چاہے ایک ماہ کی مسافت کی دوری پر ہی کیوں نہ ہو۔تھر تھر کانپتا تھا۔قیصر جیسے بہت بڑے بادشاہ کو جب حضور علیہ السلام کا مکتوب شریف ملا تو وہ رعب نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کانپ اُٹھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

نصرت بالرعب میسرۃ شھر۔ (بخاری صحیح، جلد:۱، صفحہ ۱۲۸)

ترجمہ: رعب سے میری مدد کی گئی (چاہے دشمن) ایک ماہ کی مسافت جتنا دور ہی کیوں نہ ہو۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق:

نصرت بالرعب علی العدو۔ (مسلم:۱، صحیح، جلد:۱، صفحہ ۳۲۷)

ترجمہ: دشمن پر رعب سے میری مدد فرمائی گئی ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہی بعض جگہ روایت مطابق صرف نصرت بالرعب کے الفاظ آتے ہیں۔

حکیم ترمذی کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ علیہ السلام کی رعب کے ذریعے مدد کی گئی۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے لشکر عطا فرمائے گئے جن کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

یوں تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ہر نبی علیہ السلام کی رعب کے ذریعے مدد فرمائی تھی۔تاہم حضور علیہ السلام کو غیر معمولی رعب و دبدبہ

عطا فرمایا تھا۔ کوئی اجنبی اگر اچانک آقا علیہ السلام کو دیکھتا تو لرزہ براندام ہو کر رہ جاتا تھا۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں

من راہ بدیعۃ ھابہ۔ (ترمذی، الجامع الصحیح، جلد:۵، صفحہ ۵۹۹، سیرۃ الرسول، جلد:۱، صفحہ ۵۵۹)

ترجمہ: جو شخص اچانک حضور علیہ السلام کے سامنے آتا مرعوب ہو جاتا تھا۔

مگر جب وہ قریب آ کر مانوس ہو جاتا تھا تو حضور علیہ السلام کی رفاقت میں قربت میں طمانیت محسوس کرتا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت مطابق حضور علیہ السلام نے یہ واقعہ خود سنایا کہ ایک دفعہ دورانِ سفر آقا علیہ السلام ایک درخت کے نیچے اکیلے آرام فرما رہے تھے کہ اچانک ایک اعرابی اِدھر آنکلا اور درخت کے ساتھ لٹکی۔ آقا علیہ السلام کی تلوار بے نیام کر کے حضور علیہ السلام سے کہنے لگا:

من یمنعك منی۔

اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔

حضور علیہ السلام کی آنکھ کھل گئی۔ حضور علیہ السلام نے بڑے اطمینان کے ساتھ اُسے جواب دیا کہ میرا خدا۔ آقا علیہ السلام کے اِس جواب سے وہ اچانک اتنا مرعوب ہوگیا کہ وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ تلوار اُس کے ہاتھ سے گر گئی اور اِس کا سر درخت سے بڑے زور کے ساتھ جا ٹکرایا۔ (سیوطی، الخصائص الکبریٰ، جلد:۱، صفحہ ۳۷۰)

حضور علیہ السلام نے تلوار اُٹھا لی اور فرمایا کہ اَب تمہیں کون بچائے گا؟ وہ منتیں کرنے لگا۔ حضور علیہ السلام نے اِسے معاف فرما دیا۔

حضور علیہ السلام کی شرم و حیا اور چشم پوشی

اللہ جل شانہٗ کی ایک صف ''ستار'' پردہ ڈالنے والا پردہ پوش ہے۔ لوگ کتنے ہی گناہ کرتے ہیں۔ وہ ان پر پردہ ڈال دیتا ہے اور یہ اللہ جل شانہٗ کی صفت مبارک بدرجہ اتم حضور علیہ السلام کی ذات پاک میں نمایاں تھی۔

چشم پوشی کے معنی کسی انسان کو ناپسندیدہ حرکت کرتے ہوئے دیکھ کر ازراہِ تغافل آنکھیں پھیر لیتا ہے۔

اور جب لوگوں کی شکایت بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کی جاتی۔ تو آقا علیہ السلام علیحدہ اس کو شرمندہ نہ کرتے بلکہ بات جمع میں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے:

الحیاءمن الایمان۔ والحیآء خیر کله۔

ترجمہ: حیا ایمان کا حصہ ہے اور حیا خیر ہی خیر ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب تم حیا کی چادر اُتار کر پھینک دو تو پھر چاہے جو مرضی کرتے پھرو۔ تمہارا ضمیر پھر تمہیں ملامت نہیں کرے گا۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے۔ تو اُس کے ضمیر پر ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے۔

جیسے سفید کپڑے پر ایک سیاہ دھبہ۔ جب آدمی توبہ سچے دل سے کرے تو وہ دھبہ غائب ہو جاتا ہے۔ اور خدانخواستہ وہ گناہ بار بار کرتا چلا جائے تو وہ سیاہ ہوتا جاتا ہے۔ اور پھر خدانخواستہ اتنا سیاہ ہو جاتا ہے کہ اُسے اور گناہ کا احساس ہی نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس شقاوت قلبی سے ہم سب مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کے صدقے میں تادم مرگ بچائے رکھے۔

حیا کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک حیا کی قسم حیا بندگی ہے کہ بندہ اللہ رب العزت سے حیا کی وجہ سے گناہ سے باز رہتا ہے۔ ہمارے پیر و مرشد خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ علیہ سکنہ جینڈر شریف کڑیانوالہ گجرات فرماتے ہیں کہ ایک اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے گناہ سے باز رہتا ہے اور ایک اللہ رب العزت سے حیا کی وجہ سے گناہ سے باز رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے حیا سے گناہ سے باز رہنا اللہ تعالیٰ سے عذاب کے خوف سے باز رہنے سے زیادہ درجہ ہے۔

احیاءعلوم الدین میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ اگر میں نہ دوزخ پیدا کرتا نہ جنت پیدا کرتا۔ تو کیا پھر بھی میں اس قابل نہیں تھا کہ بندے میرے حیا کی وجہ سے گناہ سے باز رہتے؟ بیشک اللہ جل شانہٗ کی ذات پاک اِسی قابل تھی۔

حضور علیہ السلام کسی کے منہ پر ایسی بات نہیں فرماتے تھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کوئی فحش بات زبان پر نہیں لاتے تھے۔ نہ بازاروں میں شور مچاتے تھے۔ حضور علیہ السلام برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیتے تھے۔ (ضیاء النبی، جلد:۵، صفحہ ۳۳۹)

حضور علیہ السلام کی تواضع

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ قرآن پاک میں اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آقا دو جہاں سرورِ کائنات علیہ السلام سے فرماتے ہیں:

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ○

ترجمہ: اور اپنے کندھے مومنوں کے لیے جھکائے رکھیں۔

اور اللہ رب العزت جل شانہٗ خود فرماتے ہیں:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اور فرمایا:

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (سورۃ توبہ)

ترجمہ: گراں گزرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمہارا مشقت میں مبتلا ہونا۔ وہ بہت ہی خواہشمند ہیں۔ تمہاری بھلائی کے۔ مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والے اور ہمیشہ رحم فرمانے والے ہیں۔

اور ایک جگہ اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں:

وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ○ 1056

ترجمہ: اور آپ مومنین کے ساتھ بڑے مہربان اور ہمیشہ رحم فرمانے والے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے۔ جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھا ہے۔ علامہ قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک کھانا خزیرہ لے کر حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی۔ آقا علیہ السلام اس وقت حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے۔ میں نے کھانا حاضر خدمت پیش کیا۔ حضور علیہ السلام نے تناول فرمایا۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی تشریف فرما تھیں۔ میں نے یہ کھانا آپ کو بھی پیش کیا۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ میں نے پھر تیسری بار کہا کہ کھائیں ورنہ یہ میں آپ کے چہرے پر مل دوں گی۔ تو انہوں نے پھر نہ کھایا تو میں نے برتن سے کھانا لے کر اُن کے چہرے پر مل دیا۔ آقا علیہ السلام خوب ہنسے۔ پھر حضور علیہ السلام نے مجھے قابو میں کر کے میرا رخسار اپنی ران مبارک پر رکھ دیا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اس سے اپنا بدلہ لے لو۔ انہوں نے بھی برتن سے کھانا لیا اور میرے چہرے پر مل دیا۔ آقا علیہ السلام ہنستے رہے۔

امام طبرانی نے صغیر اور اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک روز صحابہ کرام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے مبارک میں حضور علیہ السلام کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کھانے سے بھرا ہوا ایک پیالہ حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں بھیجا۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے بھی فرمایا کہ تم بھی کھاؤ۔ سب کھانے لگ گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب ام سلمہ کا کھانے کا پیالہ حضور علیہ السلام اور اُن کے صحابہ کو کھاتے دیکھا تو آپ بھی فوراً کھانا پکانے لگیں۔ اور پھر جلدی جلدی پکا کر حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں لے آئیں اور اُسے حضور علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پیالہ کو اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔ جس سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے کھانے سے کھاؤ۔ غارت امکم۔ تمہاری ماں کو بڑی غیرت آئی ہے۔ پھر اُس کھانے میں سے بچا ہوا ایک برتن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھیج دیا اور فرمایا:

اناء کاناء وطعام کطعام۔

برتن کے بدلے برتن اور کھانے کے بدلے کھانا۔

حضور علیہ السلام کے حسن خلق کا یہ بہترین نمونہ ہے۔ آقا علیہ السلام نے کسی بھی کھانے پر اپنی کسی زوجہ پر یا کسی اور پر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام زمین پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ بکری کی ٹانگیں باندھ کر اِس کو دوہتے اگر کوئی غلام دعوت کے لیے عرض کرتا اُسے قبول فرماتے۔ آقا علیہ السلام گدھے پر بھی سواری فرماتے تھے اور اگر کوئی غلام پیچھے بیٹھنا چاہتا تو اُسے اپنے ساتھ بھی سوار فرما لیتے۔

بنی قریظہ یہود پر حملے کے وقت حضور علیہ السلام ایسے گدھے پر سوار تھے۔ جس کی لگام کھجور کے پتوں سے بنائی گئی تھی اور اُس پر زین بھی کھجور کے پتوں سے بنائی گئی ہوئی تھی۔

ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے گفتگو فرمائی تو وہ ڈر اور خوف کے مارے کانپنے لگا۔ حضور علیہ السلام نے اُسے تسلی دیتے ہوئے

فرمایا کہ گھبراؤ نہیں اطمینان کرو۔ میں بادشاہ نہیں میں تو قریش کی ایک ایسی خاتون کا بیٹا ہوں۔ جو دھوپ میں سکھایا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی۔

اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور ابونعیم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز جب کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو اچانک آسمان ایک کنارے سے پھٹا اور حضرت اسرافیل علیہ السلام اُس میں سے تشریف لائے جو نہ اس سے پہلے کبھی کسی نبی پر تشریف لائے تھے۔ اور نہ ہی اس کے بعد وہ کبھی آسمان سے اُتریں گے۔ انہوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو۔ آپ کا پروردگار بھی آپ کو سلام فرماتا ہے۔ میں آپ علیہ السلام کی خدمت میں اپنے رب کے قاصد کی حیثیت سے حاضر ہوں۔ میرے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اختیار دوں کہ آپ علیہ السلام ایسے نبی بنیں جو عبد ہے اور چاہیں تو ایسے نبی علیہ السلام بنیں جو بادشاہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف مشورے کے لیے دیکھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے تواضع اختیار کرنے کے بارے میں عرض کی۔ حضور علیہ السلام نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو فرمایا:

بل نبیاً عبداً۔

میں ایسا نبی بننا چاہتا ہوں جو اپنے خالق و مالک کا بندہ ہو۔ اور اے عائشہ اگر میں ایسا نبی بننا پسند کرتا جو بادشاہ ہو تو یہ پہاڑ سونا بن کر میرے ہمراہ ہوتے۔ (سبل الہدیٰ، جلد: ۷، صفحہ ۵۴، ضیاء النبی، جلد: ۵، صفحہ ۳۴۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پارچات خود سیا کرتے تھے جوتے کو خود گانٹھتے تھے۔ اپنے ڈول کو بھی درست فرماتے تھے۔ اپنی بکری کا دودھ خود دوہتے تھے اور اپنی خدمت خود کیا کرتے تھے۔

اور حضور علیہ السلام کو جب بھی کوئی پکارتا تو آقا علیہ السلام جواب میں لبیک میں حاضر ہوں۔ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے۔ ہر وقت مسکراتے اور ہنستے رہتے تھے۔ کسی نے حضور علیہ السلام کو کبھی اپنے صحابہ کی محفل میں پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھا۔

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب حضور علیہ السلام گھر تشریف لاتے تو بیکار نہ بیٹھتے۔ اگر کوئی کپڑا پھٹا ہوتا تو اُسے سیتے۔ اپنے جوتے کی مرمت فرماتے۔ کنویں سے ڈول نکالتے اور اُس کی مرمت فرماتے۔ اپنی بکری خود دوہتے۔ اپنے ذاتی کام خود انجام دیتے۔ کبھی کبھی کاشانہ اقدس کی صفائی بھی فرما دیتے۔

اپنے اونٹ کے گھٹنے باندھتے۔ اپنی اونٹنی کو چارہ ڈالتے۔ خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمالیتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ (کبھی) آٹا گوندھ دیتے (یعنی گھر کے کاموں میں بھی ہاتھ بٹاتے) اور بازار سے اپنا سودا سلف خود لاتے تھے۔

جب آقا علیہ السلام مدینہ منورہ واپس تشریف لاتے تو مدینہ کے بچے حضور علیہ السلام کے استقبال کے لیے دوڑے آتے۔ آقا علیہ السلام ان کو اپنے ساتھ سوار فرمالیتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اُن کو سوار کر لینے کا حکم فرماتے۔

صبح صبح لوگ حضور علیہ السلام کی برکت لینے کے لیے گھروں سے پانی لاتے اور آقا علیہ السلام اُن کے اندر اپنے ہاتھ مبارک ڈالتے تھے۔

کئی دفعہ دورانِ نماز حسنین کریمین علیہما السلام بچپن میں حضور علیہ السلام پر سجدے کی حالت میں سوار ہو جاتے تو آقا علیہ السلام اپنے

سجدے کو لمبا فرما دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خود اُتر جاتے۔ دورانِ نماز اگر کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز 1056 ت مختصر فرما دیا کرتے تھے تاکہ اِس کی ماں اپنے بچے کو چپ کرا سکے۔ محب طبری سیرت نبوی میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام ایک ننگی پشت والے گدھے پر سوار ہو کر قبا کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آقا علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ کیا تمہیں اپنے ساتھ سوار نہ کر لوں؟ عرض کی: جیسے حضور علیہ السلام کی مرضی۔ حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ انہوں نے سوار ہونے کے لیے چھلانگ لگائی۔ وہ سوار نہ ہو سکے۔ حضور علیہ السلام کو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ دونوں یعنی حضور علیہ السلام بھی ساتھ ہی زمین پر آ گئے۔ پھر حضور علیہ السلام سوار ہوئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ فرمایا کہ تجھے سوار کر لوں۔ عرض کی: جیسے حضور علیہ السلام کی مرضی۔ فرمایا: میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ دوسری بار بھی انہوں نے سوار ہونے کے لیے چھلانگ لگائی۔ سوار نہ ہو سکے تو حضور علیہ السلام کو پکڑ لیا اور دونوں زمین پر آ رہے۔ تیسری بار حضور علیہ السلام سوار ہوئے۔ پھر پوچھا: ابو ہریرہ۔ کیا تجھے سوار کر لوں۔ عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں۔ مجھ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ سوار ہونے کی طاقت نہیں۔ میں تیسری بار حضور علیہ السلام کو نیچے لانے کا سبب نہیں بن سکتا۔

حضور علیہ السلام کو مدینہ منورہ کی گلیوں میں چلتے ہوئے کوئی بھی ضرورت مند، یا کوئی بوڑھی عورت بھی بیٹھا لیتی تو آقا علیہ السلام اُس کی حاجت براری کے لیے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب کہ حضور علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ تھیں۔ اُس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دبلی پتلی تھیں۔ حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ کیا میرے ساتھ دوڑ لگاؤ گی۔ انہوں نے عرض کی: ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کو آگے نکل جانے کو فرمایا۔ جب سب لوگ آگے چلے گئے تو آقا علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں۔

کافی عرصہ بعد ایک دفعہ پھر حضور علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آقا علیہ السلام کے ہمراہ تھیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا دوڑ لگاؤ گی؟ انہوں نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو آگے نکل جانے کا حکم فرمایا۔ جب تمام لشکر آگے نکل گیا تو اِس وقت حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی۔ آپ اس وقت چونکہ فربہ ہو گئی ہوئی تھیں۔ حضور علیہ السلام آگے نکل گئے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہنستے ہوئے فرمایا کہ یہ اُس دن کا بدلہ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل کو خوش کرنے کے لیے حضور علیہ السلام نے ایسا فرمایا۔

(زینی دحلان السیرۃ النبویہ، جلد: ۳، صفحہ: ۲۴۴، ضیاء النبی جلد: ۵، صفحہ ۳۵۳)

امام ترمذی سنن میں اور عبدالرزاق اپنی مصنف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک زہیر رضی اللہ عنہ صحابی تھے جو صحرا میں رہتے تھے اور آقا علیہ السلام کے پاس باہر سے سبزیاں پھل وغیرہ لاتے تھے اور حضور علیہ السلام اُس کو شہر کی پسندیدہ اور قیمتی چیزیں عنایت فرماتے تھے۔ ایک دفعہ وہ بازار میں سبزیاں وغیرہ فروخت کر رہے تھے کہ حضور علیہ السلام پیچھے سے تشریف لائے اور اُن کو پشت کی طرف سے سینے سے لگا لیا (اور ایک روایت مطابق اُن کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا) اُنہوں نے حضور علیہ السلام کو پہچان لیا اور اپنی پشت کو حضور علیہ السلام کے سینہ مبارک سے حصولِ برکت کے لیے رگڑنے لگے۔ حضور علیہ السلام

فرمایا کرتے تھے کہ زہیر ہمارا صحرا ہے اور ہم اُس کے شہر ہیں۔ 1056

حضور علیہ السلام کے ایک صحابی تھے۔ (ضرورت پڑنے پر) حضور علیہ السلام اُن کے گھر جا کر اُس کی بکریوں کا دودھ دوہ دیتے تھے۔

اگر کوئی اعرابی یا گنوار حضور علیہ السلام سے بے ادبی سے بھی پیش آ کر کوئی چیز مانگتا تو حضور علیہ السلام اُس سے ناراض ہوئے بغیر اُسے وہ چیز عطا فرما دیتے تھے۔ حضور علیہ السلام کے عفوو درگزر، تواضع اور اخلاق کریمانہ کے اتنے نمونے ہیں۔ اتنے واقعات ہیں کہ آدمی اُن کا احاطہ ہی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ حضور علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ کے سمندر سے چند قطرے ہم سب مسلمانوں کو بھی نصیب فرما دے۔ اور ہماری آخرت کو بھی سنوار دے۔ حضور علیہ السلام کے نور سے ہماری قبروں کو منور فرما دے۔ اور قیامت میں حضور علیہ السلام کی شفاعت سے ہم سب کو بہرہ ور فرمائے اور حضور علیہ السلام کے جھنڈے تلے جگہ نصیب فرمائے اور میزان کو بھاری فرمائے اور حضور علیہ السلام کے طفیل پل صراط پر سے بجلی سے بھی جلدی سرعت سے پلک جھپکنے میں گزار دے اور حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے حوض کوثر سے پانی نصیب فرمائے اور جنت الفردوس میں حضور علیہ السلام کی معیت میں رکھے۔ اور اللہ جل شانہٗ ہم سب کے لیے اپنی رضا لکھ دے۔ ہم سے دونوں جہانوں میں راضی ہو جائے۔ ہمیں معاف فرما دے۔ ہمیں بخش دے۔ ہم بے بس مجبور اور لاچار بندوں کی طاقت ہی کیا ہے۔ یا اللہ ہم مجبور اور لاچار بےکس و ناتواں بندے۔ ہماری جرأت ہی کیا ہے کہ ہم تیرے آگے تیرا کوئی گناہ کر سکیں کوئی ایسا کام کر سکیں جسے تو ناپسند فرماتا ہے۔ ہماری اوقات ہی کیا ہے۔ ہم کس بھروسے پر گناہ کر سکتے ہیں۔ ہاں ایک تیری رحمت حضور علیہ السلام کا بھروسہ ہے کہ تو غفار ہے۔ ستار ہے۔ یا اللہ اگر تیرے بندے گناہ ہی نہ کرتے ہوتے تو تیری خوبیاں۔ تیری پیارے پیارے نام، غفار، ستار وغیرہ کب ظاہر ہونے تھے۔ تیری تقدیر کا مسئلہ ہے۔ ہم کو اُن لوگوں میں سے فرما دے۔ جن سے تو کبھی ناراض نہیں ہوتا اور ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے راضی ہو جا اور حضور علیہ السلام کو بھی ہم سے راضی فرما دے اور جنت میں حضور علیہ السلام کی معیت میں اپنے دیدار سے بھی ہمیں منور فرما۔ اٰمین ثم اٰمین۔

اور اس دنیا میں بھی ہمیں ہمارے دلوں کو اپنے دیدار کی لذت سے بہرہ ور فرما دے۔ یا اللہ ہمارے دلوں کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مے خانے سے ایسی توحید کی لذت والی شراب طہور پلا دے کہ اُس کا ذائقہ ہمیں ہمیشہ یاد رہے اور اُسے پیہم پلاتا رہ۔

ساقی پلا دے جام بڑی دیر ہو گئی

آمین ثم آمین بجاہ نبی کریم روؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

احقر العباد

نثارالنبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حکیمانہ اندازِ نصیحت

اللہ جل شانہٗ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔

ترجمہ: اور (میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تم کو کتاب کا اور حکمت کا علم سکھاتے ہیں۔

صحابہ پاک فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں اس طریقے سے تعلیم دیتے تھے کہ وہ ہمارے دلوں میں گھر کر جاتی تھی۔

اور آقا علیہ السلام امت کے نفع کے لیے نہایت ہی زیادہ خواہشمند ہیں اور اُمت کا مشقت میں پڑنا آقا علیہ السلام کو بہت ہی گراں گزرتا ہے۔

عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (سورۃ توبہ)

ترجمہ: گراں گزرتا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر تمہارا مشقت میں مبتلا ہونا۔ وہ بہت ہی خواہش مند ہیں، تمہاری بھلائی کے۔ مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والے اور ہمیشہ رحم کرنے والے ہیں۔

ایک دفعہ ایک بدو حاضر خدمت ہوا اور حضور علیہ السلام سے کچھ مانگا۔ حضور علیہ السلام نے جو کچھ میسر تھا۔ اُسے عطا فرمایا اور اُس سے پوچھا کہ کیا میں نے تیرے ساتھ کوئی احسان کیا ہے۔ بدو کہنے لگا کہ نہ آپ نے مرے ساتھ کوئی احسان کیا ہے اور نہ ہی کوئی قابل تعریف بات کی ہے۔ صحابہ اُس کی بات سُن کر اُس کو قتل کرنے کے لیے دوڑے تو آقا علیہ السلام نے سختی سے اُنہیں روک دیا اور اُس اعرابی کو بڑے پیار کے ساتھ اپنے کاشانہ اقدس میں لے گئے۔ اور گھر سے بھی اُسے بہت زیادہ عطا فرمایا۔ حتیٰ کہ اس کی جھولی بھر گئی۔ آقا علیہ السلام نے پھر اُس سے دریافت فرمایا کہ کیا میں نے تیرے ساتھ کوئی بھلائی کی ہے۔ وہ کہنے لگا:

نعم یا رسول اللہ۔

ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

آپ نے میرے ساتھ بہت احسان کیا ہے۔

وجزاك الله من اهل وعشيرة خيرا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ میرے اہل وعیال کی طرف سے بھی اور میرے قبیلہ کی طرف سے بھی۔

حضور علیہ السلام نے اُس سے فرمایا کہ تو نے پہلے جو بات کی تھی۔ اُس سے میرے صحابہ کو تکلیف پہنچی تھی۔ اُن کے دل میں

خلش ہے۔ یہ بات جواب تو نے کی ہے۔ اُن کے سامنے دہرا دے تا کہ اُن کا رنج ختم ہو جائے۔ اُس نے عرض کی کہ میں 1056 یہ بات دہرانے کے لیے تیار ہوں۔

دوسرے روز پھر صبح یا عشاء کے وقت وہ حاضر خدمت ہوا۔ آقا علیہ السلام نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس اعرابی نے کل جو بات کہی تھی تو پھر ہم نے اس کو مزید عطا فرمایا۔ اس کی جھولی بھر دی۔ تو اس نے بتایا کہ اب وہ راضی ہو گیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس بدو سے پوچھا کہ کیا یہ بات ٹھیک ہے کہ تم راضی ہو گئے ہو۔ وہ بدو کہنے لگا: نعم۔ میں راضی ہوں۔

جزاك الله من اهل عشيرة خيرا۔

اللہ تعالیٰ میرے اہل وعیال اور میرے قبیلہ کی طرف سے بھی حضور علیہ السلام کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ جو آپ نے عطا فرمایا ہے وہ ان کے فکر و افلاس کو دور کر دے گا۔

حضور علیہ السلام نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی شخص کی اونٹنی بھاگ نکلے۔ لوگ اُس کو پکڑنے کے لیے دوڑیں تو وہ اُن کے پاؤں کی آہٹ پا کر اور زیادہ دبکے اور تیزی سے دوڑنے لگے کہ اتنے میں اُس اونٹنی کا مالک آ جائے۔ وہ لوگوں سے کہے کہ میں اِس اونٹنی کا مالک ہوں اور اس کا مزاج شناس ہوں تم لوگ پیچھے ہٹ جاؤ۔

خلو بيني و بينا ناقتي۔

میرے درمیان اور میری اونٹنی کے درمیان رکاوٹ نہ بنو اور اس کا تعاقب نہ کرو۔

اس کی بات سن کر لوگ رُک جائیں اور وہ اپنے دامن میں سبز سبز چارہ لے کر اونٹنی کی طرف جائے اور اسے پکارے۔ اونٹنی اُس کی مانوس آواز سن کر رک جائے اور اپنے مالک کی طرف چلی جائے۔ مالک اُس کی نکیل پکڑے اور اُسے بیٹھنے کا اشارہ کرے۔ اونٹنی بیٹھ جائے۔ مالک اُس پر کس کر کجاوہ باندھ کر اُس پر سوار ہو جائے۔

و انی تر کتم حيث قال الرجل ما قال و قتلتموه دخل النار۔

(الشفاء، جلد:۱، صفحہ ۱۶۰، ضیاء النبی جلد:۵، صفحہ ۳۵۹)

(کل اس شخص نے جو بات گستاخانہ کی تھی اور تم اس کو قتل کرنے کے لیے دوڑے تھے) اگر میں درمیان میں رکاوٹ نہ بنتا اور تم اس کو قتل کر دیتے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوتا۔

یعنی میں نے اس کی اپنے حکیمانہ انداز سے رہنمائی کی تو وہ جہنم سے بچ گیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق قرار پایا۔

حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہر روز وعظ نہیں۔ فرمایا کرتے تھے تا کہ ہم اکتا نہ جائیں۔ بلکہ وقفے وقفے سے وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

1056

وفائے عہد

اللہ جل شانہٗ سے بڑھ کر کون عہد کو پورا فرمانے والا ہے۔ اور اُس کے بعد اُس کے محبوب ﷺ سب سے زیادہ عہد کے وفا فرمانے والے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک فرماتے ہیں:

من کان لا الہ الا اللہ دخل الجنہ۔

جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اور حضور علیہ السلام نے اپنے امتیوں کو جنت میں داخل کروانے کا فرمایا ہوا ہے۔ انشاء اللہ وہ اپنے پیارے پیارے ہاتھوں سے اپنے امتیوں کو جنت میں داخل کروائیں گے۔

ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن ابی الحمساء تھا۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کے آگے آقا علیہ السلام کی بعثت سے پہلے کوئی چیز فروخت کی اور ساری کی ساری چیز آقا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر نہ کر سکے اور باقی چیز لانے کا وعدہ فرمایا کہ ابھی لے کر آتا ہوں۔ جا کر بھول گئے اور دوسرے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ تین دن بعد گئے تو آقا علیہ السلام کو انتظار فرماتے ہوئے پایا۔ حضور علیہ السلام نے کسی غصے کا اظہار نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا:

یافتی لقد شققت علی وانا ھھنا منذ ثلاث انتظرت۔ (الشفاء، جلد:۱صفحہ ۱۶۵، ضیاء النبی جلد:۵صفحہ ۳۶۴)

ترجمہ: اے نوجوان! تو نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ میں تین دن سے یہاں تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں۔

صلہ رحمی

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

ان احسن العھد من الایمان۔

یعنی پرانے تعلقات کو ملحوظ رکھنا اور جو تم سے محبت کرے اُس کا خیال رکھنا اور جو تیرے محبت کرنے والے سے محبت کرے اُس کا خیال رکھنا ایمان کی علامت ہے۔ (الشفاء۔ ۱/ ۱۶۵)

حضور علیہ السلام یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اللھم الرزقنا حبك وحب من یحبك وحب عملك من یقربنا علیك وحب علیك احب من الماء بارد لاتشان۔

اے اللہ تو مجھے اپنی محبت عطا فرما اور ہر اُس کی محبت عطا فرما جس سے تو محبت فرماتا ہے اور اُن کاموں کے کرنے کی محبت عطا فرما جو تیرے نزدیک کر دیں اور اپنی محبت کو پیاسے کے لیے ٹھنڈے پانی سے زیادہ مرغوب تر بنا دے۔

آقا علیہ السلام اکثر ایک عورت جو حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی سہیلی تھی اُس کی طرف کوئی تحفہ بھیجتے رہتے تھے۔

نجاشی کے وفد کی آقا علیہ السلام نے خود خاطر مدارات فرمائی۔صحابہ کرام نے عرض کی کہ ہم کر لیتے ہیں۔تو آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ نجاشی نے میرے صحابہ کی بہت قدو منزلت کی تھی۔اس لیے میں خود اِن کی خاطر مدارت کروں گا۔

آقا علیہ السلام نے اپنی رضاعی بہن شیما کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر بچھادی۔

صداقت و امانت، پاکدامنی

آقا علیہ السلام کو بعثت سے پہلے بھی تمام لوگ صادق و امین کہہ کر پکارتے تھے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

واللہ انی لامین من السماء امین فی الارض۔ (الشفاء، جلد:۱،صفحہ ۱۷۳،ضیاء النبی جلد:۵،صفحہ ۳۶۸)

ترجمہ: آسمان کے مکین بھی مجھے امین جانتے ہیں اور زمین کے بسنے والے بھی مجھے امین تسلیم کرتے ہیں۔

حضور علیہ السلام سے زیادہ سچا اور امین کون شخص ہوسکتا ہے؟

حتیٰ کہ ایک دفعہ ابوجہل نے تنہائی میں اخنس بن شریق سے کہا کہ خدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یقیناً سچے ہیں اور آج تک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جھوٹ نہیں بولا ہے۔ پھر اُس نے حقیقت سے پردہ اُٹھایا کہ سارے کے سارے منصب لواء سقایہ۔حجابہ ندوہ پہلے ہی بنوقصی کے پاس ہیں۔اگر نبوت بھی ہم اُن کے لیے مخصوص کردیں۔تو عزت و شرف کے مناصب میں ہمارے لیے کیا رہ جائے گا۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ تک کو نہ چھوا جو کہ حضور علیہ السلام کی زوجیت میں نہ تھی۔

زہد و قناعت

اللہ رب العزت نے حضور علیہ السلام کو تمام جہانوں کے خزانوں کی کنجیاں عنایت فرمادی تھیں اور آقا علیہ السلام کو اختیار عطا فرما دیا تھا کہ چاہے تو نبی بادشاہ بن جائیں اور چاہے تو نبی عبدہ بن جائیں تو آقا علیہ السلام نے نبی عبدہ بننا پسند فرمایا۔

حضور علیہ السلام کی شان مبارک کو کوئی کس طرح بیان کرسکتا ہے۔ باوجود ہر چیز کا اختیار رکھتے ہوئے جو اللہ رب العزت نے عطا فرمایا اُسے لے لیا۔

حضرت سید عثمان بن علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش اپنی کتاب کشف المحجوب مین فرماتے ہیں کہ سالک کے لیے دنیا اور آخرت دونوں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں مچھر کے پر کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔

خلاف طریقت بود اولیاء
تمنا کنند از خدا جز خدا

اولیاء اللہ کی طریقت کے یہ چیز خلاف ہوئی ہے کہ خدا سے سوائے خدا کے کوئی اور چیز مانگی جائے۔ 1056

اور یہ تو ایک ولی کامل کی شان ہے تو پھر صحابہ کا مقام اس سے کتنا بلند ہوگا اور انبیاء کا مقام صحابہ سے کتنا بلند ہوگا اور انبیاء کرام علیہم السلام سے حضور علیہ السلام کا مقام کتنا بلند ہے۔ کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے اور آقا علیہ السلام کی شان غنا، زہد و قناعت کتنی بلند ہوگی۔

کئی کئی دن آقا علیہ السلام کے گھروں میں آگ تک نہیں جلتی تھی۔ کئی کئی دن پتھر حضور علیہ السلام اپنے پیٹ پر باندھے رکھتے تھے۔ غزوہ خندق میں کسی صحابہ کرام نے اپنے پیٹ پر باندھے ایک پتھر کو حضور علیہ السلام کو دکھایا تو حضور علیہ السلام نے اُس کو اپنے پیٹ پر باندھے دو پتھر دکھائے۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کہ حضور علیہ السلام ایک مہینہ کے لیے اپنی بیویوں سے علیحدہ بالاخانے میں تشریف لے گئے تھے۔ حاضر خدمت ہوئے تو حضور علیہ السلام ننگی چٹائی یا چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ آقا علیہ السلام اُٹھے تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی پشت مبارک پر چٹائی یا چارپائی کے نشان دیکھے تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضور علیہ السلام کے دریافت فرمانے پر عرض کی کہ قیصر و کسریٰ تو نرم نرم قالینوں پر دراز ہوں اور دونوں جہانوں کے بادشاہ نبی علیہ السلام کھردری چٹائی پر۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لا عیش الا عیش الاخرۃ۔

ترجمہ: نہیں عیش مگر آخرت کی عیش۔

(یعنی وہ تو دنیا میں ہی اپنا حصہ لے لیں اور ہم کو اللہ جل شانہ آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ عیش و آرام میں رکھے)

خشیت الٰہی

جتنا کوئی بادشاہ کے نزدیک ہوتا ہے اتنی ہی مہربانی اس پر ہوتی ہے اور اتنا یہ زیادہ ڈر اور خوف بھی اُسی کو ہوتا ہے۔

آقا علیہ السلام سے زیادہ اللہ رب العزت کے اور کوئی نہیں۔ اور اللہ رب العزت کی سب سے زیادہ مہربانیاں بھی حضور علیہ السلام پر ہیں۔ اور حضور علیہ السلام سب سے زیادہ اللہ رب العزت سے خوف رکھنے والے بھی ہیں۔

باوجود مغفور ہونے کے حضور علیہ السلام ساری ساری رات نوافل میں گزار دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ

افلا عبدا شکورا۔

کیا میں اُس کا فرمانبردار بندہ نہ بنوں۔

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور علیہ السلام نماز کے لیے کھڑے ہوئے جب اس آیت شریف پر پہنچے:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١١٨

ترجمہ: اگر تو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب اور دانا ہے۔

تو اِسی آیت مبارک پر ساری رات اسے دہراتے ہوئے اور روتے ہوئے گزار دی۔ 1056

اور آقا علیہ السلام اس آیت شریف پر اتنا روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔

آقا علیہ السلام کے سینے مبارک سے رونے کی آواز اِس طرح آتی تھی جس طرح اُبلتی ہوئی ہنڈیا سے آواز آتی ہے۔

حضرت ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت حزن و ملال کی کیفیت میں رہتے تھے۔ ہمیشہ اپنی امت کے بارے میں فکرمند رہتے تھے۔ کبھی راحت و آرام نہیں پایا تھا۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

وغمی لاجل امتی۔

کہ میرا غم واندوہ محض اپنی امت کے لیے ہے۔

پیر کرم شاہ الازہری اپنی کتاب ضیاء النبی میں حضرت زینی دحلان کے تحریر کردہ ایک لطیف نکتہ کو بیان کرتے ہیں کہ عالم میں اہلِ ایمان کے دلوں میں جو اپنے رب کا ڈر ہوتا ہے۔ اُسے خوف کہتے ہیں اور علماء ربانیین کے دلوں میں جو ڈر ہوتا ہے۔ اُسے خشیۃ کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے عاشقوں کے دلوں میں جو ڈر ہوتا ہے اس کو ہیبت کہتے ہیں اور مقربین کے دلوں میں جو ڈر ہوتا ہے اُسے اجلال کہتے ہیں۔

اور حضور علیہ السلام کی شان رفیع کی بدولت آقا علیہ السلام کے دل میں جو ڈر تھا۔ وہ ہیبت و جلال کا جامع تھا۔ (ضیاالنبی ۵/ ۳۹۲)

حضور علیہ السلام کا توبہ و استغفار

حضور علیہ السلام اُمت کی تربیت کے لیے توبہ و استغفار فرمایا کرتے تھے۔ آقا علیہ السلام کے تو اللہ تعالیٰ فرماتے کہ اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیے تھے اور اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام تو بالکل معصوم ہوتے ہیں۔ گناہ کا اُن کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور جو عام لوگوں کو کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی جناب میں حضوری میسر ہوئی ہے۔ وہ اولیاء اللہ کو ہر وقت رہتی ہے اور جو اولیاء اللہ کو کبھی کبھی خاص حضوری میسر ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام کو ہر وقت میسر رہتی ہے اور روز مرہ کے معمولات انبیاء کرام علیہم السلام کی اللہ جل شانہٗ کے ساتھ مشغولی میں رکاوٹ نہیں بنتے۔ بلکہ وہ تو عین مخلوق خدا کی ہر وقت خدمت میں لگے رہتے ہیں اور راتوں کو اُس کی جناب میں حاضر ہوتے ہیں۔ بلکہ ایک دفعہ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ کیا ہمارا اپنی بیوی کے پاس جانا بھی ثواب ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم کسی غیر عورت کے پاس جاؤ تو گناہ نہیں ہے؟ عرض کی: ضرور گناہ عظیم ہے۔ فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی بیوی کے پاس جانا ثواب ہے۔ حضور علیہ السلام ہر وقت توبہ و استغفار فرماتے رہتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح استغفار فرماتے دیکھا ہے۔ آقا علیہ السلام فرمایا کرتے:

استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ۔ 1056

میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں وہ اللہ جس کے بغیر اور کوئی محبوب نہیں۔ وہ حی و قیوم ہے اور خود ہمیشہ سے ہمیشہ تک زندہ ہے۔ اور کائنات کی ہر چیز کو زندہ کرنے والا ہے۔ میں اُس کی جناب میں توبہ کرتا ہوں۔

آقا علیہ السلام مجلس برخواست ہونے سے پہلے سو مرتبہ توبہ فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن حضور علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ آپ ہر وقت کیوں توبہ فرماتے رہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے اور مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے اس کی اتباع کر رہا ہوں۔

اور آقا علیہ السلام کے متعلق اللہ جل شانہٗ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿۴﴾

اور حضور علیہ السلام کی ہر آنے والی گھڑی حضور علیہ السلام کی پہلی گھڑی سے افضل ہوتی ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہٗ حضور علیہ السلام کی اپنی جناب میں ہر لحظہ شان بلند فرماتے رہتے ہیں اور ہر گھڑی حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی جناب میں اور قرب ملتا رہتا ہے اور حضور علیہ السلام اپنی پہلی گھڑی پر استغفار فرماتے تھے۔

ایک دفعہ ہمارے پیر و مرشد خواجہ گوہرالدین قدس سرہٗ نے شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ اور شیخ الحدیث مولانا محب النبی صاحب رحمۃ اللہ سے دریافت فرمایا کہ مولانا صاحب آپ یہ فرمائیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق یعنی سچا فرمایا اور آپ کا درجہ یہ ہے کہ تمام امت کی نیکیاں ایک طرف اور آپ کی نیکیاں تمام امت کی نیکیوں پر بھاری ہیں اور آپ اپنے متعلق فرماتے ہیں:

تعال یا ربی ذنوبی مثل رمل لا تعد۔

یا اللہ میرے گناہ ریت کے ذروں سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔

مولانا صاحب آپ فرمائیں وہ کون سے گناہ ہیں جن کا آپ ذکر فرما رہے ہیں۔

دونوں مولانا صاحب بالکل خاموش لاجواب ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ نے خود ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص بندوں کو اللہ جل شانہٗ کی جناب میں ہر لحظہ خاص بلندی میسر ہوتی رہتی ہے اور جب وہ اوپر والے درجے پر پہنچتے ہیں۔ تو جب وہ اپنے پہلے درجے کو دیکھتے ہیں تو اُس کو گناہ سمجھتے ہیں اور اُس پر استغفار فرماتے ہیں (یعنی گناہ یہ سمجھتے ہیں کہ یا اللہ میں نے تیری ذات کی جو شان اپنے دل میں سمجھی تھی تو اس سے بھی بلند ہے اور اپنے دل کے پہلے حال کو گناہ سمجھتے ہوئے اُس پر استغفار فرماتے رہتے ہیں۔

اور حضور علیہ السلام کی حدیث پاک لیعان علیٰ قلبی بھی اسی طرف ہی اشارہ ہے۔ اِسی بات کے متعلق حضرت اصمعی علیہ رحمت نے اعتراف عجز کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام کے قلب کی حقیقت کے متعلق نہ میں سمجھ سکتا ہوں اور نہ ہی اُس کے متعلق بات کرنے کی مجھ میں جراٴت ہے۔"

یعنی وہ صرف اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی ہی ذات پاک ہے۔ جس کو تغیر نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام کی تمام باتیں اور افعال امت کی تربیت کے لیے تھے۔ ورنہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرماتے ہوئے فرمایا:

یا ابابکر والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقۃ وغیر ربی۔

اے ابوبکر مجھے اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ (سیرت الرسول ڈاکٹر طاہر القادری جلد ۱۰/صفحہ)

پیر کرم شاہ صاحب ضیا النبی ۵/جلد ۴۰۳ پر بڑی پیاری بات نقل فرماتے ہیں کہ استغفار جو بظاہر طلب مغفرت ہے۔ لیکن اِس کا مدعا اللہ تعالیٰ کی مزید محبت کی طلب ہے حضور علیہ السلام کا ہر لحظہ توبہ و استغفار میں مشغول ہونا درحقیقت ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اضافے اور زیادتی کی التجا ہے۔

حضور علیہ السلام کے حالات کے متعلق آگاہی کا مخلوق میں سے کوئی بھی دعویٰ نہیں کرسکتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے ایک دفعہ فرمایا:

لی وقت اللہ معا۔

یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا وقت میسر ہوتا ہے جو نہ کسی اور رسول علیہ السلام کو اور نہ ہی کسی مقرب فرشتے کو میسر ہوسکتا ہے۔

لمبی اُمیدوں سے اجتناب

حضور علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے صحابہ کے سامنے ایک لکیر کھینچی اور پھر اُس کو جگہ جگہ سے قطعہ فرمایا اور پھر اُس کے اردگرد ایک چوکور خط کھینچ دیا اور پھر اُس چوکور کے اوپر ایک چھوٹا سا خط کھینچا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ درمیانی لکیر زندگی کی ہے اور اس کو قطع کرتی ہوئی لکیریں تکالیف، مصائب و مسائل ہیں 1036 اور زندگی کے اردگرد موت کا دائرہ ہے اور موت کے دائرہ کے بعد جو لکیر کھینچی وہ خواہشات ہیں۔ زندگی میں ایک مسئلہ تکلیف سے آدمی نکلتا ہے تو کچھ عرصہ بعد دوسری تکلیف یا کسی مسئلے میں پھنس جاتا ہے اور پھر کچھ عرصہ بعد کسی اور میں پھنس جاتا ہے اِسی طرح زندگی گزرتی جاتی ہے اور پھر زندگی کے اردگرد موت کا دائرہ ہے اور اُس موت کے دائرہ کے باہر اُس کی خواہشات ہیں کہ آدمی اُن تک نہیں پہنچتا کہ اُس کو موت آ لیتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

یٰبنی آدم ان کنتم تعقلون قعد و انفسکم من الموتی والذی نفسی بیدہ انما توعدون لات وما انتم بمعجزین۔

اے اولاد آدم اگر تم میں عقل ہے۔ تو اپنے آپ کو کرنے والوں مین شمار کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ ضرور آئے گا۔ اور تم اُس وعدہ کو ٹال نہیں سکتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام پانی کی تلاش میں نکلتے اور مٹی سے تیمم فرما لیتے۔ میں عرض کرتا کہ پانی بالکل قریب ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے:

وما یدری لعلی لا ابلغه۔

مجھے کیا معلوم کہ میں وہاں تک پہنچوں گا یا نہیں۔

آدمی اکثر اوقات لمبی لمبی اُمیدیں لگائے رکھتا ہے۔ مختلف قسم کے منصوبے بنائے رکھتا ہے۔ اور جان بوجھ کر دیکھتے سمجھتے اپنی آنکھیں موت سے چھپائے رکھتا ہے۔ ہر روز لوگوں کو مرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ لیکن نہ جانے کون سی خوش فہمی اُس کو موت کی یاد سے روکے رکھتی ہے۔ ہاں وہ لمبی امیدیں دلانے والا اس کا نفس اور شیطان لعین ہے۔ وہ اس کو طول اَمل میں مبتلا رکھتا ہے اور توبہ کو پس پشت ڈالتا رہتا ہے کہ ابھی کافی وقت ہے پھر کرلوں گا اور موت کا فرشتہ اچانک اُس کو دبوچ لیتا ہے۔

حضور علیہ السلام کی شان عدل

آقا دو جہاں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک کے ساتھ عدل و انصاف فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنے سر کے بالوں کے ساتھ بھی عدل فرماتے تھے اور اپنی مانگ عین درمیان سے نکالتے تھے۔ اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ عدل و انصاف فرماتے تھے۔ ہر ایک کی باری مقرر تھی۔ اپنے اوقات کے ساتھ انصاف فرماتے تھے۔ اگر خدانخواستہ کسی بندے کو نہ چاہتے ہوئے بھی کوئی تکلیف پہنچ جاتی تو اُس کو انصاف کے ساتھ اپنا آپ بدلہ لینے کے لیے پیش فرما دیتے تھے۔ جنگ بدر کے موقع پر آقا علیہ السلام نے جب صحابہ کرام کو لائن میں کھڑا کر رہے تھے تو ایک آدمی آگے نکلا ہوا تھا۔ حضور علیہ السلام نے اُس کو تیر وغیرہ سے پیچھے کیا۔ اُس نے عرض

کی کہ حضور علیہ السلام نے اُس کو تکلیف دی ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھ کو اجازت ہے تو مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے۔ اُس نے 1056 آقا علیہ السلام کے جسم سے لپٹ کر آقا علیہ السلام کو چوم لیا یہ حضرت سواد بن یزید رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور علیہ السلام نے اِن سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو اِنہوں نے جواب دیا کہ جو مرحلہ ہمیں درپیش ہے آپ علیہ السلام اِسے جانتے ہیں اور میں نے سوچا کہ شاید میری زندگی کی اخیر ہو جائے اور آخری وقت میں میرا جسم حضور علیہ السلام کے جسم مبارک سے مَس ہو جائے۔

غزوہ حنین کے موقع پر واپسی پر اُس میں ایک آدمی کے کھردرے جوتے وغیرہ سے حضور علیہ السلام کو تکلیف پہنچی تو آقا علیہ السلام نے بے اختیار چھڑی سے اُس کو کچوکا لگایا کہ پیچھے رہو۔ وہ آدمی واپس آ کر رات بھر پچھتا تا رہا کہ مجھ سے آقا علیہ السلام کو تکلیف پہنچی۔ صبح ہوئی تو کوئی آدمی اُسے ڈھونڈ رہا تھا۔ اُس نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ اُس آدمی نے بتایا کہ حضور علیہ السلام نے اُسے بلا بھیجا ہے۔ اُس آدمی نے دل میں کہا کہ اب خیر نہیں مجھے ضرور اس کی سزا ملے گی۔ جب وہ آقا علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ تو حضور علیہ السلام نے اُسے فرمایا کہ جو میں نے تمہیں کل کچوکا لگا کر تکلیف پہنچائی تھی۔ اس کے بدلے میں اتنے اونٹ لے لو۔ آقا علیہ السلام نے تمام انسانوں کو بھی مساوات کا درس فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ان اکرمکم عنداللہ ھو اتقکم۔

ترجمہ: تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔

آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں بجز تقویٰ کے۔

حضور علیہ السلام نے لوگوں کو فیصلوں میں بھی عدل و انصاف کرنے کی نصیحت فرمائی۔ اور لوگوں کو امانتیں اُن کے اہلوں کو واپس کرنے کا حکم فرمایا۔ اور فرمایا کہ وہ بندہ جس کو اللہ جل شانہٗ کسی رعیت کا والی بناتے ہیں۔ اور وہ اس حالت میں مرتا ہے کہ وہ اپنی رعیت کے ساتھ دھوکہ اوفریب کر رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت اُس پر حرام فرما دیتے ہیں اور مزید فرمایا کہ جو حکمران ظالم اور خائن ہو اور جو شخص دھوکہ دینے والا اور دین کی حدوں کو توڑنے والا ہو اُس کو میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ (معاذ اللہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں شیطان مردود سے رکھے اور ہمیشہ ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھے۔ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر اللہ جل شانہٗ کا انعام ہوا اور نہ کہ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر اُس کا غضب ہوا اور نہ ہی اُن لوگوں کے راستے پر جو گمراہ ہوئے۔

آمین ثم اٰمین بجاہ نبی کریم رووف الرحیم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کثیراً کثیراً برحمتك یاارحم الرٰحمین۔

اور اِس دارِفانی سے رخصت ہونے سے پہلے آقا علیہ السلام بیماری کی حالت میں بڑی مشکل سے مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے اور تمام لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

اے لوگو! اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر کوئی درہ مارہ ہے۔ تو یہ میری پیٹھ حاضر ہے۔ وہ مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے۔ اگر میں

نے کسی کو برا بھلا کہا ہے تو میری آبرو حاضر ہے۔ وہ اس سے انتقام لے سکتا ہے۔ اگر میں نے کسی کا مال چھینا ہے۔ تو میرا مال 1056 حاضر ہے۔ وہ اس سے اپنا حق لے سکتا ہے۔ تم میں سے کوئی یہ اندیشہ نہ کرے کہ اگر اُس نے انتقام لیا تو میں اُس سے ناراض ہو جاؤں گا۔ میری یہ شان نہیں ہے۔

ایک دفعہ کسی پر چوری کی حد لگ گئی۔ حضور علیہ السلام نے اُس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ بعض لوگوں نے سفارش کی کوشش کی تو آقا علیہ السلام جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ تم سے پہلے قومیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ اگر اُن کا کوئی بڑا گناہ کرتا تو اُس کو چھوڑ دیا جاتا اور اگر کوئی عام آدمی گناہ کرتا تو اُس کو سزا دی جاتی۔ اگر میری بیٹی (حضرت) فاطمۃ (الزہرہ رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتیں تو اِن کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

آج ہمارا معاشرہ بھی اِسی انحطاط کا شکار ہے۔ ہر طرح کی برائی عام ہے اور بعض لوگ تو برائی کر کے پھر فخر سے اُس کو لوگوں کو بتاتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ شقاوت قلبی سے اپنی پناہ میں رکھے اور معافی عطا فرمائے اور درگزر فرما دے۔ یا اللہ ہم تیری جناب میں تیری پیارے رسول حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ جسے تو رد نہیں فرمایا کرتا ہے۔ ہماری اصلاح فرما ہمیں بخش دے اور حضور علیہ السلام کی معیت میں۔ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما دے۔ (ضیا النبی ۵/۴۰۶) (سبل الہدیٰ ۷/۱۱۱)

آمین ثم آمین و صلی اللہ تعالٰی علی حبیبہٖ خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ سیدنا و مولانا محمد و علی آلہٖ و ازواجہ و امہات المومنین تسلیماً کثیرا کثیر۔ برحمتك یا ارحم الرّحمین۔

حضور علیہ السلام کی شانِ ظرافت

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کان افکہ الناس خلقا۔ آپ علیہ السلام تمام مخلوق سے بڑھ کر خوش طبع تھے۔ اور حضور علیہ السلام نے فرمایا:

انی لا مزح ولا اقول الا حقا۔

یعنی میں مزاح تو کرتا ہوں لیکن ہمیشہ سچ کہتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آقا علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور سواری کے لیے کوئی اونٹ وغیرہ مانگا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

انا حاملوك علی ولد الناقۃ۔

ہم تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔

اُس نے عرض کی کہ میں اونٹنی کے بچے کو لے کر کیا کروں گا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

1056

هل تلد الابل الا النوق۔

کیا اونٹنیاں ہی اونٹوں کو جنم نہیں دیتیں۔

ایک دفعہ ایک بوڑھی عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کی کہ میرے لیے جنت کی دعا فرمائیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ وہ رونے لگی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ مفہوم کہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے لوگ جوان ہو جائیں گے۔

آقا علیہ السلام لوگوں میں گھل مل کر بیٹھتے تھے کہ بعض دفعہ کوئی ناواقف آتا تو لوگوں کو اُسے حضور علیہ السلام کے متعلق بتانا پڑتا تھا۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ جب حضور علیہ السلام گھر تشریف لاتے تھے تو آقا علیہ السلام کا کیا طریقہ کار تھا۔ آپ نے فرمایا کہ

اکرم الناس خلقا کان ضاحکاً بساما۔ (سبل الہدیٰ، جلد:۷، صفحہ ۱۹۱، ضیاء النبی جلد:۵، صفحہ ۴۲۵)

حضور علیہ السلام سب سے زیادہ کریم اخلاق تھے ہنستے بھی تھے اور مسکراتے بھی تھے۔

امام احمد روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنے ایک خادم جس کا نام زہیر تھا۔ اور وہ شکل وصورت بھی پوری سی رکھتا تھا تو جب کہ وہ اپنا سامان بازار میں بیچ رہا تھا جا کر چپکے سے اُس کو پیچھے سے اپنے سینے مبارک سے لگا لیا۔ اُس نے چونکہ حضور علیہ السلام کو نہیں دیکھا تھا اس لیے کہنے لگا کہ ارسلنی من ھذا کون صاحب ہو۔ مجھے چھوڑ دو۔ پھر جب اُس نے مڑ کر آقا علیہ السلام کو دیکھا تو اپنی پشت کو حضور علیہ السلام کے سینے مبارک سے رگڑنا شروع فرما دیا۔ حضور علیہ السلام فرمانے لگے:

من یشتری العبد۔

اس غلام کو کون خریدے گا۔ اُس نے عرض کی کہ اگر حضور علیہ السلام آپ مجھے بیچیں گے تو آپ علیہ السلام کو بہت کم قیمت ملے گی۔ کیونکہ میں کھوٹا ہوں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

ولکن عند اللہ لست بکاسد۔

لیکن تم اللہ کے نزدیک کھوٹے نہیں ہو یا یہ جملہ فرمایا کہ

ولکن انت عند اللہ غال۔

بلکہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک گراں قیمت ہو۔

ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز جب کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہو گیا، تباہ ہو گیا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: خدا تیرا بھلا کرے۔ کیا بات ہے؟ اس نے عرض کی کہ میں نے رمضان کے مہینے میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ بطور کفارہ ایک غلام آزاد کر دو۔ اُس نے عرض کی کہ میرے پاس غلام نہیں ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ اس نے عرض کی کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا

کھلانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔تھوڑی دیر بعد حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں بہت سی کھجوریں پیش ہوئیں۔آقا علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ سائل کہاں ہے یہ حاضر ہوئے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کھجوریں لے لو اور اپنا کفارہ ادا کرو۔اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان مجھ سے زیادہ نادار اور حاجت مند اور کوئی نہیں ہے۔حضور علیہ السلام ہنس پڑے یہاں تک کہ آقا علیہ السلام کی دونوں داڑیں مبارک ظاہر ہوگئیں۔آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ساٹھ مسکینوں کا کھانا تم لے لو اور اپنے اہلِ خانہ کو کھلاؤ۔

(سبل الہدیٰ ۷/۱۸۱۔۱۸۰ شمائل رسول علیہ السلام ۸۲) (سیرت الرسول ۱۰/۶۵۰ از ڈاکٹر طاہر القادری) (بخاری الصحیح ۲/۶۸۴)

اندازِ گفتگو

امام معبد حضور علیہ السلام کے اندازِ بیان کے متعلق بیان کرتی ہیں۔

حضور علیہ السلام جب خاموشی اختیار فرماتے تو پیکر وقار معلوم ہوتے اور جب گفتگو فرماتے تو ایک خاص قسم کی چمک روئے اقدس پر رونما ہو جاتی۔حضور علیہ السلام کی گفتگو بڑی حسین اور دلکش ہوتی تھی۔

دورانِ گفتگو اکثر تبسم فرماتے رہتے تھے۔اور ٹھہر ٹھہر کر اس طرح گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص الفاظ گننا چاہے تو گن سکتا تھا۔انتہائے گفتگو اکثر جملوں کو تین تین بار ادا فرماتے تھے تا کہ سامعین ٹھیک طرح سمجھ لیں۔

آقا علیہ السلام کا سکوت بہت طویل ہوتا تھا اور جب گفتگو فرماتے تو الفاظ میں نہ اتنی طوالت ہوتی تھی اور نہ ہی اتنا اختصار کہ آدمی مفہوم سمجھ نہ سکے۔

بعض دفعہ حضور علیہ السلام آنے والے کی بڑی محبت کے ساتھ تعریف فرماتے تھے۔حسنین کریمین تشریف لاتے تو اُنہیں محبت سے چومتے اور اپنی گود میں بٹھاتے۔لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیتے۔ اُنہیں بڑے پیار سے اپنے دائیں بائیں بٹھاتے۔شرم و حیا کی باتوں کو اشارۃً کنایۃً بیان فرماتے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطابق ایک دفعہ حضور علیہ السلام ایک جنازہ میں شریک ہوئے۔آپ کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی۔آپ اُس سے زمین کو اوپر نیچے کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ تم میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جس کے جنتی یا دوزخی ہونے کے متعلق فیصلہ نہ کر لیا گیا ہو۔بعض لوگوں نے عرض کی: پھر کیا ہم اس فیصلہ پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں۔حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اعملوا فکل میسر لما خلق لہٗ۔

عمل کیا کرو اور ہر شخص کے لیے وہ کام آسان بنا دیا جائے گا۔جس کے لیے اُسے پیدا کیا گیا ہے۔

گفتگو فرماتے ہوئے آقا علیہ السلام کسی تعجب کی بات پر اپنے ہاتھ مبارک کو حرکت دیتے اور اپنے ہاتھ مبارک کو اُلٹا کر دیتے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر ضرب لگاتے۔

کسی وقت دورانِ گفتگو سمجھانے کے لیے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال لیتے۔ 1056

(سبل الہدیٰ ۷/ ۲۰۴) (ضیا النبی ۵/ ۴۲۹)

مختلف تماثیل سے سمجھانا

بعض دفعہ تمثیل بیان فرمانے کے لیے زمین پر لکیریں کھینچ کر سمجھاتے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے مطابق ایک دفعہ حضور علیہ السلام سے زمین پر ایک لکڑی کی کلی گاڑی اور پھر اُس کے پاس ہی ایک اور کلی گاڑی پھر بہت دوران دونوں سے ایک کلی گاڑی۔ فرمایا یہ پہلی کلی انسان ہے اور دوسری کلی اُس کے ساتھ اُس کی موت ہے اور بہت دور والی کلی اُس کی امیدیں ہیں۔ جس کے لیے وہ دوڑ دھوپ کرتا رہتا ہے۔ راستہ میں موت کی کلی آجاتی ہے۔ اور اُس کے سارے پروگرام دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ امام احمد ابی رزین العقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ میں آقا علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم کسی قحط زدہ زمین کے پاس سے گزرے ہو۔ جس کے درخت اور گھاس وغیرہ سب خشک ہو گئے ہوں پھر دوبارہ کبھی تم اُس زمین کے پاس سے گزرے جب بارش نے اُس کو ہرا بھرا کر دیا ہو؟ انہوں نے عرض کی: بیشک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اس زمین کے پاس سے گزرا ہوں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی طرح زمین سے مردے نکلیں گے جس طرح بارش کے بعد زمین سے یہ گھاس پودے باہر نکل آتے ہیں۔

ایک دفعہ حضور علیہ السلام سردیوں کے موسم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں درختوں کے زرد رنگ کے پتے جھڑ رہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو پکارا۔ اُنہوں نے فرمایا:

لبیك یا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ مسلم جب محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نماز ادا کرتا ہے۔ تو اُس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں۔ جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔

رزق کے بارے میں امام طبرانی سند جید سے حضرت ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ رزق ایسے ہے جس طرح ایک باغ ہو جس کے اردگرد فصیل ہے۔ اس فصیل میں ایک جگہ دروازہ ہے۔ دروازہ کے سامنے کا علاقہ ہموار ہے اور دیوار کے اردگرد کا راستہ بڑا پتھریلا اور دشوار گزار ہے جو اس باغ کے دروازے کی طرف سے آتا ہے اور اس باغیچہ میں داخل ہوتا ہے۔ پھل کھاتا ہے۔ ہر قسم کی رکاوٹوں سے محفوظ رہتا ہے اور جو اس کی فصیل کی طرف سے داخل ہونا چاہتا ہے۔ وہاں دشوار گزار راستے گرم ریتیلا علاقہ جس میں پاؤں دھنس جاتا ہے جو شخص اس طرف سے باغ میں آتا ہے وہ جب ان مشکل راستوں کو طے کرتا ہوا اس باغ تک پہنچتا ہے تو اُسے پھر وہی کچھ ملتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اِس کے لیے مقدر کر رکھا ہوتا ہے۔

(سبل الہدیٰ، جلد: ۷، صفحہ ۲۱۹، ضیاء النبی جلد: ۵، صفحہ ۴۳۶)

واقعی آج ہم اپنے ارد گرد ہزاروں لاکھوں ایسی مثالیں دیکھتے ہیں۔ ایک آدمی اپنی جان داؤ پر لگا کر کہیں چور 1056 نے جاتا ہے۔ لیکن اِتنی تکلیفوں کے بعد بھی جو اُس کی قسمت میں ہو وہی ملتا ہے اور بعض بندوں کے حلال کاروبار میں اللہ تعالیٰ اِتنی برکت ڈال دیتے ہیں کہ اُس کی نسلیں تک کھاتی رہتی ہیں۔ وہ پھر بھی ختم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہم سب کو حق حلال کی طیب۔ پاک روزی حضور علیہ السلام کی نعلین پاک کے طفیل عطا فرمائے اور اُس میں رہتی دنیا تک ایسی برکت ڈالے کہ ہم سب کی نسلیں بھی اُس پاک حلال روزی سے پلتی رہیں۔ اور ہم سب کو اُس کا شکر ادا کرنے کی سعادت عطا فرمائے اور اپنے لکھے ہوئے رزق پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ارد گرد للچائی نظروں سے مختلف لوگوں کی طرف دیکھنے سے محفوظ رکھے۔ اگر کسی کو کوئی ایسی چیز ملی ہے۔ جو تم کو نہیں ملی۔ تو شاید تم کو ایسی چیز ملی ہوئی ہو جو اُس کو میسر نہیں اور سب سے بڑی بات ہمارا خاتمہ بالایمان فرمائے اور ہمارے عشق کو قائم و دائم اور سلامت رکھے۔

ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ہُو
میرا عشق سلامت رکھ لیں باہو، ایمانوں دیاں دہائی ہُو

قرآن پاک میں سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ کہیں تم سب بھی ان کافروں کے پیچھے ہی نہ لگ جاؤ تو مین ان کافروں کو اتنا عطا فرماتا اتنا عطا فرماتا کہ اُن کے بیٹھنے کے تخت ان کی سیڑھیاں ان کے چھت ان کے دروازے سونے چاندی کے اُن کو دے دیتا اور علاوہ بے بہا دنیا کے عیش و آرام کی چیزیں دے دیتا۔ لیکن یہ سب دنیا کی زیب و زینت ہے۔

پھر اللہ جل شانہٗ ایک اور جگہ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ لوگوں کو پسند آئیں دنیا میں شہوات عورتوں کی۔ اور بیٹوں کی اور سونا اور چاندی کے ڈھیر اور نشان لگے گھوڑے (آج کل نشان لگی گاڑیاں) اور مویشی اور کھیتی باڑی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سب دنیا کی زینت کی چیزیں ہیں (اس کی زیب و زینت ہے) اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ آؤ تمہیں ان سب چیزوں سے اچھی بات بتاؤں اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ۔

حضور علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے:

لا عیش الا للعیش الآخرۃ۔

نہیں عیش مگر آخرت کی زندگی کی ہی عیش ہے۔

اور ظاہری طور پر بھی اُس چیز کی کیا حقیقت ہے جس نے ختم ہی ہو جانا ہو۔

میرے دادا جان صوفی محمد چراغ رحمہ اللہ جو کہ بہت درویش انسان تھے انہوں نے ساری زندگی اپنے پیر و مرشد خواجہ گوہرالدین رحمہ اللہ کی چوکھٹ پر گزار دی ایک دفعہ فرمانے لگے کہ ہمارے پیر و مرشد نے ایک دفعہ فرمایا کہ

''وہ بھی کوئی عیش ہے۔ جس میں مولیٰ ناراض رہے۔''

اللہ جل شانہٗ ہمیں اپنی ناراضگی سے بچائے اور ہم سے دونوں جہانوں میں راضی رہے۔ 1056

آمین بجاہ نبی کریم رؤوف الرحیم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا برحمتك یا ارحم الرٰحمین۔

مورخہ ۳ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ بمطابق ۵ جنوری ۲۰۱۴ء کو آج رات آقا علیہ السلام نے کالی کملی کے رنگ کا ایک بہت ہی لمبا کوٹ مجھے خواب میں بھیجا ہے جس کی خوبصورتی اور لمبائی کو بہت محبت سے دیکھ رہا ہوں اور میری بیوی اُسے اِستری کرتی ہوئی مجھے کہہ رہی ہے کہ تو یہ بہت سستا (یعنی مفت ہی محض اُن کی مہربانی سے) مل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور علیہ السلام کی نوازشوں اور مہربانیوں سے بہرہ ورفرمائے۔

اٰمین ثم اٰمین برحمتك یا ارحم الرٰحمین۔

حضور حبیب کبریا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی دلربا ادائیں

اللہ رب العزت نے حضور علیہ السلام کو کامل و اکمل بنا کر بھیجا اور ہر ہر لحاظ سے حضور علیہ السلام کی تمام ادائیں قابل تقلید بنائیں اور اللہ رب العزت قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝۲۱

(سورۃ احزاب،۲۱)

یعنی تم کو حضور علیہ السلام کے اسوہ حسنہ کی تقلید لازمی ہے۔ جو کوئی تم میں سے خدا سے ملنے کی اُمید رکھتا ہے۔

یعنی اللہ رب العزت تک پہنچنے کا راستہ صرف اور صرف حضور علیہ السلام کی ہر ہر پہلو میں تقلید ہے۔

زندگی گزارنے کے لیے حضور علیہ السلام کی ذات مبارک بہترین نمونہ ہیں۔

اور اگر حضور علیہ السلام کا ہر ہر اُمتی حضور علیہ السلام کی پیروی پر چل پڑے۔ تو یہ دنیا جنت کا ایک نمونہ بن جائے۔ اگر ہر ہر آدمی خدا اور اُس کے رسول علیہ السلام پر سچے دل سے ایمان لے آئے اور حضور علیہ السلام کے بتائے ہوئے قرآنی اصولوں کے مطابق اپنی زندگی کو بسر کرنا شروع کر دے۔ تو دُنیا سے یہ سفاکیاں ختم ہو جائیں۔ یہ بے ایمانیاں ختم ہو جائیں۔ یہ بے سکونی جاتی رہے۔ یہ قتل وخون ڈکیتیاں، چوریاں ختم ہو جائیں۔ یہ رشوت اقربا پروری جاتی رہے۔ ہر کوئی ایک دوسرے کے دُکھ درد کا ساتھی بن جائے۔

آج صرف ایمانداری سے لوگ زکوٰۃ ادا کرنا شروع کر دیں۔ اور یہ ایمانداری سے حق داروں پر پہنچنا شروع ہو جائے تو دنیا میں کوئی غریب نہ رہے۔ کوئی بے روزگار نہ رہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۷

ترجمہ: (اے اللہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں یقیناً ظالموں میں سے ہوں۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ﴿۸﴾ 1056

ترجمہ: یقیناً انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے اور اس بات پر وہ خودگواہ ہے اور مال کی محبت اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

حضور علیہ السلام کی طبیعت مبارک

حضور علیہ السلام کی طبیعت مزاج مبارک کے متعلق:

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اجود الناس صدرا۔ واصدق الناس بهجة والينهم عريكة۔ (ترمذی، الجامع الصحیح، جلد:۵،صفحہ:۵۹۹)

حضور علیہ السلام دل کے سب سے بڑھ کر سخی، زبان میں سب سے بڑھ کر سچے اور مزاج کے سب سے بڑھ کر نرم تھے۔

اللہ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کو دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔تو آقا علیہ السلام کے دل میں اپنے امتیوں کے لیے انتہا درجہ کی نرمی اور محبت اور احساس کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجود تھا جس کا احاطہ کرنا از حد مشکل ہے۔آقا علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر اللہ جل شانہ کے جلال کی جھلک جمال کے اندر سموئی ہوئی تھی۔اپنی مجلس زندگی میں مساوات کا کامل ترین نمونہ تھے۔ غریبوں اور مسکینوں میں یوں گھل مل جاتے کہ ہر شخص بلاخوف وخطر اپنا مدعا بیان کر لیتا۔مجلس مبارک میں کوئی خاص ممتاز جگہ پسند نہ فرماتے تھے۔جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ہر ایک سے حسنِ سلوک سے پیش آتے۔

حضور علیہ السلام کی قرأت مبارک

آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز میں طویل قرأت فرماتے۔جبکہ دیگر فرائض میں قدرے کم قرأت فرماتے۔نوافل میں طویل قیام فرماتے۔خصوصاً رات کے قیام میں۔

حضرت ابووائل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھی۔حضور علیہ السلام نے طویل قیام فرمایا۔حتیٰ کہ میں نے بڑا ارادہ کر لیا۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا کہ کیا بُرا ارادہ کیا۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیام کی حالت میں چھوڑ کر خود بیٹھ جاؤں۔

حضرت ابوبرزہ اسلمی سے روایت ہے کہ

ان رسول الله ﷺ كان يقرا فى الصلوٰة الغداة من الستين الى المائة۔

(مسلم الصحیح، جلد:۱،صفحہ ۳۳۸،سیرت الرسول، جلد:۱۰،صفحہ ۳۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز میں ساٹھ آیات سے لے کر سو آیات تک تلاوت فرماتے تھے۔

1056

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کانت قراۃ النبی ﷺ باللیل یرفع طورا و یخفض طورا۔

(ابوداؤد السنن جلد: ۲، صفحہ ۳۷، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۳۲۸) (سیرت الرسول، جلد: ۱۰، صفحہ ۳۳۳)

رات کے وقت حضور علیہ السلام کبھی بلند آواز سے قرأت فرماتے تھے اور کبھی آہستہ آواز سے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ کان لا یقرا القران فی اقل ثلاثہ۔ (سیوطی، الجامع الصغیر، جلد: ۱، صفحہ ۲۵۳، رقم: ۴۳۸)

حضور علیہ السلام تین رات دن سے کم وقت میں قرآن حکیم ختم نہیں فرماتے تھے۔

اندازِ نشست و برخاست

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان النبی ﷺ أوقر الناس فی مجلسہ لا یکادُ یخرُج شیئا من الطرفہ۔

(قاضی عیاض، الشفا، جلد: ۱، صفحہ ۸۰)

مجلس میں حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ باوقار ہوتے تھے اور حضور علیہ السلام اطراف (یعنی منہ، ناک وغیرہ) سے کوئی چیز ظاہر نہیں فرماتے تھے۔

کئی دفعہ حضور علیہ السلام مجلس میں دونوں گھٹنے کھڑے فرما کر اُن کے گرد ہاتھوں کو لپیٹ لیتے تھے۔ اس حالت میں بیٹھنے کو احتیاء کہتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام کو صحنِ کعبہ میں اس طرح بیٹھے دیکھا۔ کبھی کبھی آقا علیہ السلام تکیے کے ساتھ بھی رونق افروز ہوتے تھے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے حضور علیہ السلام کو ایک تکیے پر ٹیک لگائے دیکھا۔ جو بائیں طرف رکھا ہوا تھا۔

حضرت جابر بن مخرمہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام صبح کی نماز کے بعد چارزانو ہو کر بیٹھتے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ اس حالت میں بیٹھنے کو تربع کہتے ہیں۔ حضرت حنظلہ بن خریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام چارزانو ہو کر بیٹھے ہیں۔

حضرت مخرمہ کی صاجزادی فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو اپنے پاؤں پر بیٹھے دیکھا۔ اس حالت میں بیٹھنے کو قرفصاء کہتے ہیں۔ اس حالت میں انسان اپنے پاؤں پر بیٹھتا ہے اور رانوں کو پنڈلیوں سے ملا دیتا ہے۔

آقا علیہ السلام کئی دفعہ کنویں کی منڈیر پر کنویں کے اندر پاؤں لٹکا کر بیٹھ جاتے تھے۔

امام طبرانی، اوسط میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام اعراف میں ٹھہرے۔ حضرت

بلال رضی اللہ عنہ آقا علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔حضور علیہ السلام نے اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا دے۔اسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ 1056 نے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے عرض کی:

آقا علیہ السلام نے انہیں اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ

یا بلال ائذن لہٗ و بشر بالجنۃ۔

اے بلال اُنہیں اندر آنے کی اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سناؤ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے اور حضور علیہ السلام کے ساتھ دائیں طرف کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔حضور علیہ السلام نے فرمایا:

یا بلال ائذن لہ و بشرہٗ بالجنہ۔

اے بلال اُنہیں اندر آنے کی اور جنت کی خوشخبری دو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے اور حضور علیہ السلام کے بائیں جانب کنویں کی منڈیر پر کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔کچھ دیر بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ائذن لہ یا بلال و بشرہ بالجنۃ علی بلوٰی تصیبہ۔

کہ انہیں اندر آنے کی اجازت دو اور انہیں جنت کی خوشخبری سناؤ اور اس مصیبت کی بھی جو اُنہیں پہنچے گی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور حضور علیہ السلام کے ساتھ کنویں کی منڈیر پر کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔

حضرت امام احمد،عباد بن تمیم سے اور اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے محبوب خدا ﷺ کو مسجد میں اِس طرح لیٹے ہوئے دیکھا کہ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا۔

نشست مبارک پر بیٹھے ہوئے اگر آقا علیہ السلام نے اُٹھ کر واپس تشریف لانا ہوتی تھی تو عموماً آقا علیہ السلام انہیں کوئی چیز وغیرہ یا نعلین مبارک چھوڑ جاتے تھے۔یہ اس بات کی نشان ہوتی تھی کہ آقا علیہ السلام دوبارہ وہاں تشریف لائیں گے۔اکثر حضور علیہ السلام درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور باقی صحابہ کرام چاروں طرف بیٹھتے تھے۔دورانِ گفتگو حضور علیہ السلام کبھی ایک طرف متوجہ ہوئے اور کبھی دوسری طرف متوجہ ہوئے تھے۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چونکہ ناواقف اعرابی جب آتے تو حضور علیہ السلام کے متعلق نہ سمجھ پائے تھے کہ کہاں تشریف فرما ہیں (کیوں کہ آقا علیہ السلام صحابہ کرام میں گھل مل جاتے تھے) اس لیے عرض کی گئی کہ آقا علیہ السلام کے لیے ایک تھوڑا سا اونچا تھڑا بنا دیں۔تاکہ اعرابی آپ علیہ السلام کو آسانی سے پہچان لیں۔(چنانچہ حضور علیہ السلام کی اجازت سے ایک تھڑا بنا دیا گیا) اور حضور علیہ السلام اس پر تشریف فرما ہوئے اور صحابہ کرام آقا علیہ السلام کے آگے ایک دوسرے کے پیچھے صفیں بنا کر بیٹھ جاتے تھے۔

مجلس کے اختتام پر حضور علیہ السلام یہ دعا فرماتے تھے:

اللھم اقسم لنا من خشیتك ما یحول بیننا و بین معاصیتیك و من طاعتك ما 1056
تبلغنا بہ جئتك و من الیقین ما یھون علینا مصیبات الدنیا و متعنا با اسماعنا
و ابصارنا و قوتنا ما احییتنا واجعلہ الوارث منا واجعل ثأرنا علی من ظلمنا و
انصرنا علی من عادانا۔ ولا تجعل مصیبتنا فی دیننا ولا تجعل الدنیا اکبر ھمنا ولا
مبلغ علمنا ولا تسلط علینا من لّا یرحمنا۔

ترجمہ: اے اللہ ہمیں اپنا وہ خوف عطا فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانیوں کے درمیان رکاوٹ بن جائے اور ہمیں اس اطاعت کی توفیق عطا فرما جس کی وجہ سے تو ہمیں اپنی جنت میں پہنچا دے اور ہمیں ایسی قوت یقین ارزانی فرما جو دنیاوی مصیبتوں کو ہمارے لیے آسان فرما دے۔

جب تک تو ہمیں زندہ رکھے۔ ہماری قوت سماعت، بینائی اور ہماری بدنی طاقت سے ہمیں متمتع فرما اور ہمارا وارث بنا اور جو ہم پر ظلم کرے۔ اس سے تو ہمارا انتقام لے اور جو ہم سے عداوت رکھتے ہیں۔ ان کے خلاف ہماری مدد فرما اور ہماری مصیبت کو ہمارے دین میں نہ بنا اور دنیا کو ہماری سب سے بڑی مصیبت نہ بنا۔ اور یہ کہ ہمارے علم کی رسائی صرف دنیاوی امور تک نہ ہو اور یا اللہ ایسے دشمن کو ہم پر مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کرے۔

حضرت ابودرداؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ میں پانی کا لوٹا لیے حضور علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آقا علیہ السلام قضائے حاجت کیے بغیر واپس تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کی کہ کیا وجہ ہے کہ آقا علیہ السلام قضائے حاجت کے بغیر واپس تشریف لے آئے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جلدی اس لیے کی ہے کہ فرشتہ میرے پاس یہ پیغام (خوشخبری) لے کر آیا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ: اور جو شخص برا کام کر بیٹھے یا ظلم کرے اپنے آپ پر۔ پھر مغفرت مانگے اللہ تعالیٰ سے وہ پائے گا اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا، بہت رحم فرمانے والا۔

اور یہ کہ اِس سے پہلے جو آیت شریف نازل ہوئی تھی جس سے کہ میرے صحابہ بڑے افسردہ تھے۔

من یعمل سوءً یجز بہ۔

ترجمہ: جو آدمی گناہ کرے گا۔ اس کی اُسے جزا دی جائے گی۔

اِس آیت شریف کے اُترنے سے صحابہ پاس اکرام بڑے افسردہ تھے۔ تو میں نے چاہا کہ اُن کو جلد خوشخبری دے دوں اور میں قضائے حاجت کیے بغیر ہی واپس آ گیا۔

حضرت ابودرداء نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ سارے گناہ معاف کر دے گا؟ خواہ اس نے زنا کیا ہو یا

چوری کی ہو۔حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ہاں چاہے اس نے زنا کیا ہو یا چوری کی ہو۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف کر 1056 دے گا۔

انہوں نے پھر عرض کی:

وان زنا و سرق استغفر غفر لہٗ۔

حضور علیہ السلام نے پھر فرمایا: ہاں۔انہوں نے پھر تیسری بار یہی عرض کی۔حضور علیہ السلام نے پھر فرمایا:

نعم علی رغم انف عویمر۔

بیشک اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔خواہ عویمر کی ناک ہی کیوں نہ خاک آلود ہو۔(ضیاالنبی ۵/ ۵۲۳)

اور جب حضور علیہ السلام نے مجلس برخاست فرمانی ہوتی تھی تو یہ دعا بھی مانگتے تھے۔

سبحٰنك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔

ترجمہ: اے اللہ تو پاک ہے(ہر شریک اور ہر عیب سے) اور ہم تیری حمد کرتے ہیں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے بغیر اور کوئی معبود نہیں۔میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں۔

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کلمات مجھے جبرئیل علیہ السلام نے سکھائے ہین اور مجلس میں وقوع پذیر ہونے والی ساری خطاؤں کا کفارہ ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہیں کہ آقا علیہ السلام یہ الفاظ بھی ادا فرماتے تھے:

سبحانك اللهم وبحمدك لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔

اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تیری جناب میں معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

حضور علیہ السلام کا چلنا پھرنا اور ٹھہرنا

حضور علیہ السلام جب چلتے تو پورے زور کے ساتھ جما کر قدم رکھتے اور اس میں کوئی سستی وغیرہ نہ ہوتی تھی۔اور یوں چلتے جیسے بلندی سے نیچے اُتر رہے ہوں اور ساتھ والے حضور علیہ السلام سے پیچھے رہ جاتے۔اور زمین حضور علیہ السلام کے قدموں کے نیچے لپٹی جاتی تھی۔

حضور علیہ السلام کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلتے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق ایک دفعہ وہ باہر سے گھر آئیں۔اس وقت حضور علیہ السلام نماز ادا فرما رہے تھے۔ دروازہ بند تھا۔ میں نے دروازہ کھولنے کی التجا کی۔حضور علیہ السلام نے دورانِ نماز آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور پھر اُلٹے پاؤں مصلے پر پہنچ کر باقی نماز مکمل فرمائی۔

کسی وقت چلتے چلتے حضور علیہ السلام اپنے کسی صحابی کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے۔حضور علیہ السلام نے ایک دفعہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا

اور چلتے رہے اور فرمایا کہ ابوذر ہمارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے۔ اس پر وہی چڑھ سکیں گے۔ جن کے کندھوں 1056 پر گناہوں کا بوجھ ہلکا ہوگا۔

ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے حضرت بریدہ اسلمی کا ہاتھ پکڑا اور دور تک چلتے رہے۔

ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوامامہ کا ہاتھ پکڑا اور چلتے ہوئے فرمایا کہ بعض ایسے اہلِ ایمان ہیں۔ جن کے لیے میرا دل بہت نرم ہوتا ہے۔ (سبل الہدیٰ ۷ / ۲۵۲)

استراحت فرمانا

حضور علیہ السلام نرم وگداز بستر کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ آقا علیہ السلام کئی دفعہ بغیر بستر کے بھی کھجور کی بنی چارپائی پر لیٹ جاتے تھے۔ اور کھجور کی چارپائی کے نشانات جسم اطہر پر پڑ جاتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام جس بستر پر استراحت فرماتے تھے وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کے پتوں کو بھرا گیا تھا۔

ایک دفعہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے لیے بستر مبارک کی چارتہیں فرما دیں۔ تا کہ آپ آرام فرماسکیں۔ صبح حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ رات کو میرے لیے کیسا بستر بچھایا تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ علیہ السلام کے آرام کے لیے بستر کی چارتہیں مروی تھیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ردوہ لحاتہ الاولی فانہٗ منعتی وطاتہ صلوتی اللیلۃ۔ (ترمذی، الشمائل المحمدیہ، جلد:۱، صفحہ ۲۷۰، رقم: ۳۳۰)

ترجمہ: بستر کو پہلی حالت پر ہی رہنے دو۔ کیونکہ اس کی نرمی میری تہجد کی نماز میں رکاوٹ کا باعث بنی ہے۔

حضور علیہ السلام سوتے وقت قل شریف اور معوذات تین دفعہ پڑھ کر ہاتھوں پر دم فرماتے اور سر مبارک سے شروع فرما کر پورے جسم مبارک پر ہاتھ پھیر لیتے۔

بستر پر لیٹتے وقت حضور علیہ السلام فرماتے۔ یا اللہ تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ رہوں گا۔ (یعنی سو کر اُٹھوں گا) اور جب سو کر جاگتے تو یہ دعا فرماتے۔ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ جس نے موت کے بعد زندگی عطا فرمائی اور اُسی پاک ذات کی طرف لوٹنا ہے۔

سفر مبارک

حضور علیہ السلام سفر مبارک پر جانے کے لیے پیر یا جمعرات کو پسند فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب ان یسا مز یوم الاثنین والخمیس۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کو سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔ 1056

اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کان النبی ﷺ یستحب یوم الخمیس ان یسافر فیہ۔

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔

اونٹ پر سوار ہونے سے پہلے آقا علیہ السلام تین بار تکبیر بلند فرماتے پھر یہ دعا پڑھتے:

سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الیٰ ربنا لمنقلبون۔

(ابن جوزی الوفا زاد العماد ۶۸۱ رقم ۱۳۳۱، طبرانی، المعجم الکبیر ۲۳، ۲۵۹-۲۶۰ رقم: ۵۴۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ سفر پر روانگی سے پہلے آقا علیہ السلام فرماتے تھے:

اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل۔ اللھم انی اعوذبك من الصبنۃ فی السفر، والکآبۃ فی المنقلب، اللھم اقبض لنا الارض، وھون علینا السفر۔

(احمد بن حنبل، المسند، جلد: ۱، صفحہ ۲۹۹-۳۰۰، سیرت الرسول، جلد: ۱۰، صفحہ ۳۵۰)

ترجمہ: اے اللہ تو ہی سفر میں میرا رفیق اور مصاحب ہے اور قائم مقام ہے۔ میرے گھر میں۔ یا اللہ میں اپنے تمام ماتحتوں کو تیری پناہ میں دیتا ہوں اور واپسی پر غم و پریشان ہونے سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ ہمارے لیے زمین کو لپیٹ دے اور سفر کو آسان فرمادے۔

سفر کے دوران اگر آرام فرمانے کے لیے زیادہ وقت ہوتا تو سو جاتے تھے۔ لیکن اگر وقت قلیل ہوتا تو دست اقدس پر ٹیک لگا کر تھوڑی دیر آرام فرمالیتے تھے۔ آقا علیہ السلام دوران سفر جب کسی بلند ٹیلے پر چڑھتے تو اللہ اکبر فرماتے اور جب نیچے اُترتے تو سبحان اللہ فرماتے تھے۔

دوران سفر کئی دفعہ جان بوجھ کر پیچھے رہ جاتے تھے تاکہ اگر کوئی کمزور آدمی پیچھے ہو تو اسے اپنے ساتھ سوار فرمالیں۔

زیادہ بھیڑ میں آہستہ چلتے اور جب کھلی جگہ آتی تو اپنی سواری کو نص کی چال چلاتے جو آہستہ سے تیز ہوتی تھی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ ہم سفر تھے کہ ایک سوار اپنے اونٹ پر آیا اور اپنے اونٹ کو کبھی دائیں کرتا اور کبھی بائیں کرتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس اپنی سواری سے زائد سواری کا جانور ہو تو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری کا جانور نہیں ہے اور جس شخص کے پاس اپنی ضرورت سے زائد زادِ سفر ہو تو وہ دوسرے اس شخص کو دے دے جس کے پاس زادِ سفر نہیں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام نے مال کی کئی اصناف کا ذکر فرمایا جس سے ہمیں یہ نظر آنے لگا کہ ہمارے پاس ضرورت سے زائد جو چیز بھی ہو اس پر ہمارا کوئی حق نہیں یعنی اس زائد چیز کو ضرورت مند کو دے دینا چاہیئے۔

دورانِ سفر کسی آبادی سے گزر ہوتا تو اس میں داخل ہونے سے پہلے تین دفعہ فرماتے کہ اے اللہ ہمیں اس گاؤں میں[1056] برکت عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں اس کے باغوں کے چُنے ہوئے پھل عطا فرما۔ یہاں کے باشندوں میں ہماری محبت پیدا فرما اور ان کے نیک بندوں کو تو اپنی محبت کی دولت سے مالا مال فرما دے۔

اور یہ بھی فرماتے کہ اے اللہ تو ہمیں اس میں امن عطا فرما۔

دوران سفر اگر رات ہو جاتی تو اس رات کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے پناہ طلب فرماتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق اثنائے سفر جب آقا علیہ السلام صبح کی نماز ادا فرماتے تو اس کے بعد پیدل چلتے اور جب اثنائے سفر رات آ جاتی تو حضور علیہ السلام فرماتے:

يا ارض ربي وربك الله اعوذبالله من شرك وشر ما فيك وشر ما خلق فيه وشر ما دبّ عليك۔ اعوذبالله من شر كل اسد واسود وحية وعقرب ومن شر ساكن البلد ومن والد وما ولد۔

ترجمہ: اے زمین میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے میں تیرے شر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں اور جو چیز تیرے اندر ہے۔ اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور وہ چیز جو تجھ پر رینگتی ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور شیر سے اور ہر سیاہ رنگ والی چیز سے، سانپ سے اور بچھو سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور اس شہر کے باشندوں کے شر سے اور ہر والد اور اس کی اولاد کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

حضور علیہ السلام اثنائے سفر رات کے وقت قیام فرمانا چاہتے تو دائیں پہلو سو جاتے تھے اور اگر صبح کی نماز کا وقت قریب ہوتا تو حضور علیہ السلام اپنے دونوں بازو کھڑے کر دیتے اور سر مبارک اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر رکھ کر تھوڑی دیر آرام فرما لیتے تھے۔

اور سفر سے واپسی پر جب مدینہ طیبہ نظر آتا تو فرماتے تھے:

آئبون تائبون عابدون راكعون ساجدون لربنا حامدون۔

ترجمہ: ہم سفر سے واپس لوٹے تو بہ کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتے ہوئے اس کو رکوع کرتے ہوئے اور اس کو سجدہ کرتے ہوئے اور اپنے پروردگار کی حمد کرتے ہوئے۔

واپسی پر حضور علیہ السلام کا استقبال کرنے کے لیے آئے ہوئے لوگوں میں سے ان کے بچوں کو اپنے آگے پیچھے حضور علیہ السلام اور دوسرے لوگ بھی سوار فرما لیتے تھے۔

1056

حضور نبی کریم ﷺ کی سواریاں

گھوڑے مبارک:

حضور علیہ السلام کے گھوڑوں کے نام درج ذیل ہیں۔

ا۔اسکب:

یہ بڑا تیز رفتار تھا۔ اس لیے اس کو اسکب کہتے تھے۔ اسی گھوڑے پر سوار ہو کر حضور علیہ السلام نے جنگ احد میں شرکت فرمائی۔ اس کا رنگ کمیت بیان کیا گیا ہے۔ البتہ ابن کثیر نے اس کا رنگ مشکی بیان کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے یہ گھوڑا بنی خزارہ کے ایک آدمی سے خریدا تھا اور دس اوقیہ چاندی اس کی قیمت ادا فرمائی تھی۔ یہ گھوڑا پنچ کلاں تھا۔ یعنی اس کی پیشانی پر بھی سفید نشان تھا۔ اور اس کے چاروں پاؤں بھی سفید تھے۔

۲۔سبحہ:

حضور علیہ السلام نے یہ گھوڑا بنی جہنیہ کے ایک اعرابی سے خریدا تھا۔ یہ بھی بہت تیز رفتار تھا۔ حضور علیہ السلام اس پر سوار ہو کر گھوڑوں کی دوڑ میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ گھوڑا سب سے سبقت لے جایا کرتا تھا۔ یہ سرخ رنگ کا تھا۔ حضور علیہ السلام نے اس کی قیمت دس اونٹ اس کے مالک کو دی تھی۔

۳۔لزاز:

یہ گھوڑا مقوقس شاہ مصر نے حضور علیہ السلام کو بطور ہدیہ بھیجا تھا۔ حضور علیہ السلام اکثر غزوات میں اس پر شرکت فرمایا کرتے تھے۔

۴۔الطرب:

حضور علیہ السلام کو یہ گھوڑا شام کے علاقے بلقاء سے فروہ بن عمرو نے بطور تحفہ بھیجا تھا۔

۵۔الورد:

حضور علیہ السلام کو یہ گھوڑا حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ہدیہ دیا تھا۔ حضور علیہ السلام نے اس کو بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا۔

1056

۶۔لحیف:

مالک اپنے باپ اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہماری حویلی کے باغ میں حضور علیہ السلام کا یہ لحیف نامی گھوڑا تھا جس کی بڑی دم زمین کو ڈھانپ لیتی تھی۔ایک روایت کے مطابق حضور علیہ السلام کے گھوڑے لزاز۔الطرب اور لحیف اس حویلی میں ہوتے تھے۔

۷۔مرتجز:

مرتجز کا معنی ہنہنانے والا ہے۔اس کے ہنہنانے کی آواز بڑی دلکش تھی۔حضور علیہ السلام نے یہ گھوڑا ایک اعرابی سے خریدا تھا۔ابھی گھوڑا قبضے میں نہیں لیا تھا کہ وہ اعرابی انکاری ہوگیا تو حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے حق میں گواہی دی۔

اونٹ مبارک

ا۔غضبا:

حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد فراق میں اس اونٹنی نے کھانا پینا چھوڑ دیا حتیٰ کہ یہ وفات پا گئی۔آقا علیہ السلام اکثر اس پر سواری فرماتے تھے۔

۲۔قصواء:

حضور علیہ السلام اس پر سوار ہو کر فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تھے۔

۳۔جدعا:

اس پر بھی آقا علیہ السلام اکثر و بیشتر سوار ہوا کرتے تھے۔

خچر مبارک

ا۔شہباء

اس کو دلدل کے نام سے پکارا جاتا تھا۔حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے اس کو حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں ہدیہ بھیجا تھا۔مدینہ منورہ میں آقا علیہ السلام اس پر اکثر سواری فرمایا کرتے تھے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے بعد اس پر سواری فرمایا

کرتے تھے ۔اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر سوار ہو کر خوارج کے خلاف جنگیں لڑیں ۔اس کے بعد حضرت امام حسن 1056 رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس پر سواری فرمائی ۔

۲۔فضہ :

حضور علیہ السلام کو یہ خچر حضرت فروہ بن عمرو جذامی نے ہدیہ پیش کیا تھا۔حضور علیہ السلام نے اس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادیا۔

اس کے علاوہ نجاشی نے حبشی سے ایک خچر اور ایک خچر زمتہ الجندل سے اور ایک خچر کسری شاہ ایران نے بھی ہدیتاً حضور علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں مختلف اوقات میں پیش کیے تھے ۔

دراز گوش مبارک

ا۔عفیر :

یہ دراز گوش حضور علیہ السلام کو شاہ مقوقس نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اس کا نام عفیر تھا اور اس پر انبیاء علیہم السلام سواری فرماتے رہے ۔

۲۔یعفور:

حضرت زامل بن عمرو کے مطابق حضور علیہ السلام کے اس دراز گوش کا نام یعفور تھا اور اسے فروہ بن عمرو جذامی نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں پیش کیا تھا۔حضور علیہ السلام کے وصال کے دن اس دراز گوش (گدھے) نے کنویں میں چھلانگ لگا کر اپنی زندگی ختم کر لی تھی ۔

۳۔حمار(دراز گوش):

ایک حمار(دراز گوش) حضور علیہ السلام کو حضرت سحر بن عبادہ نے پیش کیا تھا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ۷؍۴۰۵)(سیرت الرسول ڈاکٹر طاہر القادری ۱۰؍۳۵۴)

حضور علیہ السلام ہادیٔ کائنات وانس وجان کے آداب خورد ونوش

آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر کھانا شروع فرماتے تھے اور جب پہلا لقمہ منہ میں ڈالتے

تو واسع المغفرۃ یعنی اے وسیع اور کشادہ مغفرت والے فرماتے تھے ۔حضور علیہ السلام اپنے گھٹنوں پر بیٹھ کر کھانا تناول 1056 فرماتے تھے ۔جس طرح ایک بندہ اپنے مالک کے سامنے بیٹھتا ہے ۔آ قا علیہ السلام ایک دفعہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر بکری کا گوشت تناول فرمارہے تھے ۔جبکہ وہ خدمت عالیہ میں پیش کی گئی تھی کہ ایک اعرابی آیا۔اس نے آ قا علیہ السلام کو اس طرح گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کھاتے دیکھا تو کہنے لگا:

ماھذاالجلس۔

بیٹھنے کی یہ کون سی صورت ہے ۔

آ قا علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے عاجزی والا بندہ بنایا ہے اور مجھے جابر اور متکبر نہیں بنایا ہے ۔

کبھی کبھی کوئی قلیل چیز حضور علیہ السلام تکیہ لگا کر بھی تناول فرمالیا کرتے تھے ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق ایک دفعہ حضور علیہ السلام کو کھجور پیش کی گئی ۔حضور علیہ السلام اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے ۔آ قا علیہ السلام نے اسی حالت میں اس کھجور کو کھایا۔

حضور علیہ السلام کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے تھے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے نزدیک زیادہ برکت والا کھانا وہ ہے جس کے دسترخوان پر زیادہ ہاتھ ہوں ۔حضور علیہ السلام تین انگلیوں سے اپنے آگے سے کھانا کھاتے تھے اور درمیان کی چوٹی کو رہنے دیتے تھے صحابہ کرام کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے کہ درمیان میں برکت گرتی رہتی ہے اور دائیں ہاتھ سے کھانا تناول فرماتے تھے ۔کیونکہ آ قا علیہ السلام کے فرمان کے مطابق شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام نے بائیں ہاتھ سے کھانے پینے اور ایک جوتا پہن کر چلنے اور صرف ایک چادر اوڑھنے کی احتباء کی صورت میں بیٹھنے سے منع فرمایا ہے ۔۰ کہ اس سے برہنہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام لین دین بھی دائیں ہاتھ سے کرنے کا فرماتے تھے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے لین دین کرتا ہے ۔

امام بخاری عمرو بن امیہ سے وہ امیہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام بکری کے کندھے سے چھری سے گوشت کاٹ رہے تھے کہ نماز کی اقامت ہوئی ۔حضور علیہ السلام نے اس بکری اور چھری کو رکھ دیا اور نماز ادا فرمائی ۔

حضور علیہ السلام نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ دسترخوان اٹھانے سے پہلے آدمی کھانا چھوڑ کر اٹھ جائے ۔

یعنی جب تک دوسرے لوگ بھی کھانے کو بس نہ کر دیں ۔وہ اپنا ہاتھ نہ اٹھائے کیونکہ اس سے دوسرے حجالت محسوس کرتے ہیں اور ابھی ان کی طلب باقی ہوتی ہے ۔لیکن وہ اس کو دیکھ کر خود بھی ہاتھ اٹھا لیتے ہیں ۔

حضور علیہ السلام کسی کھانے کی مذمت نہیں فرماتے تھے ۔دل چاہتا تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے ۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے پاس کھانا آیا ہم نے عرض کی کہ ہمیں طلب نہیں ۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ لا تجمعن کذ باوجوعا ۔ یعنی جھوٹ اور بھوک کو جمع نہ کرو ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور سرور کائنات علیہ السلام نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا اور اس پیالے 1056 میں ڈال دیا جس میں سے آقا علیہ السلام تناول فرما رہے تھے اور فرمایا:

کل ثقۃ باللہ وتوکلا علیہ

ترجمہ: اللہ پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔

کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد حضور علیہ السلام اپنے ہاتھ مبارک دھوتے تھے اور کھانا کھانے کے بعد دعا فرماتے تھے:

الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلین۔

کبھی کبھار حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر بھی چلتے پھرتے کھایا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ حضور علیہ السلام تازہ کھجوریں بھی تناول فرما رہے تھے اور چل پھر بھی رہے تھے اور میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔ (ضیاالنبی جلد ۵/ ۵۳۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام کبھی کھڑے ہو کر اور کبھی بیٹھ کر تناول فرماتے اور دائیں بائیں آتے جاتے۔ (یہ کبھی کبھار واقعات امت کی آسانیوں کے لیے تھے۔ عموماً حضور علیہ السلام بیٹھ کر تناول فرماتے تھے۔)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس خدائے پاک کے لیے ہیں جس نے کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان پیدا فرمایا۔

اور یہ دعا بھی روایت میں آتی ہے:

اللھم اطعمت اسقیت و اغنیت و اقنیت و ھدیت و احییت فلک الحمد علی مآ اعطیت۔

ترجمہ: اے اللہ تو نے ہی مجھے کھانا کھلایا تو نے ہی مجھے پانی پلایا تو نے ہی مجھے غنی کیا تو نے ہی (مال) کو میرے پس انداز رکھا۔ تو نے ہی ہدایت دی اور تو نے ہی زندگی بخشی پس تو نے ہی جو انعامات مجھ پر کیے ہیں۔ میں ان کے لیے تیری حمد کرتا ہوں۔

آقا علیہ السلام نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر کو زینت بخشی۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کو روٹی اور زیتون پیش کیا۔ حضور علیہ السلام نے انہیں دعا دی۔

افطر عند کم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ۔

ترجمہ: روزے دار تمہارے پاس افطار کریں نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لیے دعا کریں۔

حضور علیہ السلام کھانا کھانے کے بعد کبھی اپنے میزبان کے لیے یوں بھی دعا فرماتے تھے:

اللھم بارك لھم فیما رزقتھم واغفر لھم وارحمھم۔

یا اللہ ان کے رزق میں برکت ڈال ان کے گناہوں کو معاف فرما اور ان پر رحم فرما۔ 1056

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ روٹی کی عزت کیا کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔ازواج مطہرات سے پردہ کا حکم فرمایا اور کھانے کی کسی چیز کے متعلق پوچھا۔جو کی تین روٹیاں پیش کی گئیں۔حضور علیہ السلام نے ایک روٹی مجھے اور ایک اپنے آگے رکھی اور تیسری روٹی کو دو حصوں میں تقسیم کرکے ایک حصہ میرے آگے اور ایک حصہ اپنے آگے رکھا۔(سبل الہدیٰ، جلد:۷،صفحہ ۶۵ تا۸۶،ضیاء النبی جلد:۵،صفحہ ۵۲۸،۵۳۸)

مرغوب گوشت

حضور علیہ السلام بکری کے گوشت میں اس کے بازو کے حصہ کو پسند فرماتے تھے۔کسی نے بریرہ لونڈی کو صدقہ میں گائے کا گوشت بھیجا۔انہوں نے یہ گوشت حضور علیہ السلام کو بھیجا۔حضور علیہ السلام نے اسے قبول فرمایا۔عرض کی گئی کہ یہ گوشت بریرہ کو صدقہ بھیجا گیا تھا۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بریرہ کے لیے یہ صدقہ تھا اور ہمارے لیے جب اس نے بھیجا تو اس کی طرف سے ہدیہ ہے۔

امام بخاری حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایات کرتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی اور اس درزی نے جو کی روٹی خشک گوشت اور کدو کا شوربا پیش کیا۔

حضور علیہ السلام بکری کا گوشت کبھی کبھی بھون کر بھی نوش فرمایا کرتے تھے۔

حضور علیہ السلام نے اونٹ کا گوشت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کے موقع پر تناول فرمایا اور حضور علیہ السلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گوشت کا شوربا بھی پیا۔

ایک غزوہ سے مسلمان واپس حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آقا علیہ السلام کے لیے سمندر کی مچھلی کا گوشت لائے۔آقا علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق امہات المومنین انہیں بھیجتیں وہ مکڑی پکڑ کر لاتے۔امہات المومنین رضی اللہ عنہن اسے بھون کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھیجتیں آقا علیہ السلام اسے تناول فرماتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق حضور علیہ السلام جب کسی مرغی کے کھانے کا ارادہ فرماتے تو پہلے اسے چند دن باندھے رکھتے پھر اسے ذبح کرکے اس کا گوشت تناول فرماتے تھے۔

حضرت عدی حضور علیہ السلام کے آزاد کردہ ایک غلام کی روایت کے مطابق انہوں نے سرخاب پرندے کا گوشت حضور علیہ السلام کی معیت میں تناول کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مرالظہران میں ایک خرگوش کی ران حضور علیہ السلام کو پیش کی۔حضور علیہ السلام

نے اسے تناول فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق ایک دفعہ حضور علیہ السلام کو ایک خرگوش بطور ہدیہ پیش کیا گیا وہ اس وقت سو رہی تھیں۔ حضور علیہ السلام نے ایک ران میرے لیے رکھ دی۔ جب میں جاگی تو حضور علیہ السلام نے مجھے دیا اور میں نے اسے کھایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک بھنا ہوا چکور پیش کیا گیا۔ حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی الٰہی ایسے شخص کو بھیج دے جو مخلوق میں سے تجھے بہت زیادہ محبوب ہو۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ حضور علیہ السلام نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تناول فرمایا۔

ایک دفعہ عمرہ کے لیے جاتے ہوئے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ جنہوں نے ابھی احرام نہیں باندھا تھا۔ مدینہ اور مکہ کے درمیان ایک جنگلی حمار کو شکار کیا اور اس کا گوشت حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا۔

ایک دفعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں دماغ کو پکا کر تھالی میں پیش کیا۔ آقا علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا اور حضرت سعد بن عبادہ کو دعائیں دیں۔ (سیرت الرسول ۱۰/ ۳۶۷۔ از علامہ طاہر القادری)

مرغوب حلویات

حضور علیہ السلام اہتمام سے کوئی کھانا نہیں پکواتے تھے بلکہ جو میسر آ جاتا یا حاضر خدمت ہو جاتا اسے تناول فرما لیتے تھے اور آقا علیہ السلام کسی کھانے کی مذمت بھی نہیں فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا روایت فرماتے ہیں وہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں طفیشل حلوے کی ایک قسم پیش کی گئی۔ حضور علیہ السلام اِسے بہت رغبت سے تناول فرماتے تھے۔ اس لیے اکثر حضور علیہ السلام کے لیے یہ حلوہ تیار کیا جاتا تھا۔

علاوہ ہریسہ کو بھی پسند فرماتے تھے۔ خاص آقا علیہ السلام جب پچھنے لگواتے تو آقا علیہ السلام کے لیے یہ ہریسہ تیار کیا جاتا تھا۔ ہریسہ گندم کے دانوں کو کوٹ کر گوشت میں ملا کر پکایا جاتا ہے۔ عموماً رات کے وقت کھانے میں حضور علیہ السلام کے ساتھ پانچ یا دس آدمی کھانے میں دسترخوان پر شرکت کرتے تھے۔ حضرت سعد بن عبادہ اکثر رات کے وقت اسے حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں بھیجا کرتے تھے۔ حیس، حلوہ، کھجور، پنیر اور گھی کو ملا کر پکایا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق ایک دفعہ کسی صحابی کی طرف سے حیس حلوہ آیا اور صبح اسے حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے نفلی روزے کی نیت کی تھی۔ لیکن میں اسے توڑ رہا ہوں۔ پھر حضور علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا اور پھر فرمایا کہ نفلی روزے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اپنے مال سے نفلی صدقہ نکالے۔ پھر اسے چاہے تو مستحقین میں تقسیم کر دے اور چاہے تو اپنے پاس رکھ لے۔

وطیبہ ایک قسم کا حلوہ ہے جسے کھجور کی گٹھلی نکال کر دودھ کے ساتھ گوندھ کر پکایا جاتا ہے۔ ایک دفعہ حضور علیہ السلام حضرت عبداللہ

بن بسر کے باپ کے ہاں آ کر ٹھہرے انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں یہ حلوہ پیش کیا۔آ قا علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا 1056

جشیشہ یا وشیشہ بھی ایک قسم کا حلوہ ہے۔اس میں گندم کو موٹا موٹا پیس کر پکایا جاتا ہی اور بعد میں اس میں کھجور اور گوشت کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں جب کہ آ قا علیہ السلام ان کے گھر میں ان کی نماز کے لیے جگہ پر برکت کے لیے نماز پڑھنے تشریف لائے تھے تو خریرہ پیش کیا۔ان کی نظر کمزور ہوگئی تھی اور دور مسجد میں جاتے ہوئے انہیں دشواری پیش ہوتی تھی۔اس کے علاوہ حضور علیہ السلام نے بھیدہ حلوہ جو کہ آٹے سے تیار ہوتا ہی وہ بھی تناول فرمایا۔

علاوہ آ قا علیہ السلام ثرید بھی بہت شوق سے تناول فرماتے تھے اور فرمایا کہ ثرید کو دوسرے کھانوں پر اس طرح فوقیت حاصل ہے جس طرح مجھے دوسرے انبیاء اکرام علیہم السلام پر فوقیت حاصل ہے۔

امام داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں فتح مکہ کے دوران پنیر پیش کیا گیا۔حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ایک روایت کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کس ملک میں بنایا گیا ہے؟ عرض کی گئی کہ یہ ملک فارس میں بنایا گیا ہے۔

نحن نری ان یجعل فیھا میتۃ۔

اور ہمارے خیال میں اس کے بنانے کے وقت کسی مُردار چیز کو (چربی وغیرہ) کو اس میں شامل کرتے ہیں۔حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ضغوا فیھا السکین واذکروفیھا اسم اللہ تعالیٰ و کلو۔

اس میں چھری چلا دو اللہ کا نام لو اور کھاؤ۔

اور روایت کے مطابق اس کے علاوہ حضور علیہ السلام ایک کھانا تناول فرمایا جس میں گھی اور چربی بہت زیادہ تھی۔ایک دفعہ روٹی اور پگھلی چربی نوش فرمائی اور مکھن اور کھجور بھی حضور علیہ السلام نوش فرماتے تھے جو کہ آ قا علیہ السلام کو بہت پسند تھی اور دودھ اور کھجور بھی تناول فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ دو پاکیزہ چیزیں ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام کو حلوہ اور شہد بہت پسند تھا۔

حضرت عبداللہ بن علی رضی اللہ عنہ اپنی دادی سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو جو کی روٹی اور اس کا سالن یعنی اس کے اوپر زیتون کا تیل لگا کر اور روٹی پر تھوڑی تھوڑی کالی مرچ لگا کر کھانا بہت پسند تھا۔

اس کے علاوہ شہد گھی اور گندم کے آٹے سے ایک حلوہ جسے خبص کہتے ہیں حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پیش کیا اور عرض کی کہ یہ ملک عجم میں بنایا جاتا ہی۔حضور علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا۔

اس کے علاوہ حضور علیہ السلام سرکہ کے ساتھ بھی روٹی تناول فرما لیتے تھے اور فرماتے تھے:

نعم الادم الخل نعم الادم الخل۔ 1056

بہترین سالن سرکہ ہے۔ بہترین سالن سرکہ ہے۔

امام ترمذی حضرت ہانی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس گھر میں سرکہ ہے۔ اس گھر کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہاں کوئی سالن نہیں ہے۔

حضور علیہ السلام ستو بھی شوق سے تناول فرماتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام ایک گدھی پر حضرت سحر بن معاذ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کو کھجور اور تل کی کھل اور ایک پیالہ دودھ پیش کیا۔ حضور علیہ السلام نے تمام چیزیں تناول فرمائیں اور انہیں دعائے خیر سے نوازا۔

(سبل الہدیٰ ۷/ ۳۰۶ تا ۳۰۲)

حضور علیہ السلام کے پسندیدہ پھل

آقا علیہ السلام کو کھجور بہت پسند تھی۔ حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب کھجور کا پہلا پھل گرے تو مجھے مبارک باد دیا کرو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس گھر میں کھجور نہ ہو اس کے رہنے والے بھوکے رہتے ہیں اور جس گھر میں سرکہ نہ ہو سالن سے محروم ہے اور جس گھر میں چھوٹا بچہ نہ ہو۔ اس میں برکت نہیں اور فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے برکت والا ہو اور میں تم سب سے زیادہ اپنے اہل خانہ کے لیے خیر و برکت والا ہوں۔

امیہ بن زید العبس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام کو پھلوں سے تربوز اور انگور بہت پسند تھے۔ حضور علیہ السلام نے انجیر بھی نوش فرمائی اور فرمایا کہ اگر میں یہ کہتا کہ اسے جنت سے نازل کیا گیا ہے تو انجیر کے متعلق کہتا اور یہ بواسیر کو ختم کرتا ہے۔ اور نقرس پاؤں کے انگوٹھے کے درد کو دور کرتا ہے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں کشمش پیش کی۔ حضور علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا اور انہیں دعاؤں سے نوازا۔

حضور علیہ السلام نے ہی دانہ (سفرجل) کو بھی تناول فرمایا اور فرمایا کہ اسے کھاؤ یہ دل کو صاف کرتا ہے اور سینہ کی گھٹن کو دور کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق عرفہ کے دن حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں انار پیش کیا گیا۔ حضور علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا۔ حضرت براء بن عازب کے مطابق ایک دفعہ حضور علیہ السلام کے آگے شہتوت پیش کیا گیا۔ حضور علیہ السلام نے پیلو کا پھل بھی تناول فرمایا۔ حضور علیہ السلام اس وقت بکریاں چراتے تھے اور فرمایا کہ لال پھل توڑو۔ یہ بہت لذیذ ہوتا ہے اور فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ حضور علیہ السلام نے سونٹھ اور فستق (پستہ) بھی تناول فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام خربوزے اور کھجور کو ملا کر تناول فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ 1056 ایک کی گرمی دوسرے کی ٹھنڈک کو دور کرتی ہے علاوہ حضور علیہ السلام کھیرا اور ککڑی (تر) بھی نمک لگا کر تناول فرماتے تھے۔

(ضیا النبی ۵/ ۵۵۳)

حضور علیہ السلام کی پسندیدہ اور ناپسندیہ سبزیاں

پسندیدہ چیزیں

حضور علیہ السلام کو کدو کی سبزی بہت پسند تھی۔حضور علیہ السلام کچے پیاز کو ناپسند فرماتے تھے کہ اس میں بد بو ہوتی ہے۔علاوہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

"میں اس لیے کچا پیاز نہیں کھاتا کہ مجھ پر فرشتے اترتے ہیں۔تم کھاؤ کہ یہ خون صاف کرتا ہے اور اولاد صالح پیدا کرتا ہے۔"

حضور علیہ السلام پکا ہوا پیاز تناول فرمالیا کرتے تھے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سالن پکاؤ تو کدو زیادہ ڈالا کرو کیونکہ یہ غمزدہ دل کو تقویت دیتا ہے۔

ناپسندیدہ چیزیں:

حضور علیہ السلام کو بکرے کی سات چیزیں ناپسند تھیں۔ پتہ مثانہ، حیاء، ذکر، اِنثین، غدود، خون، گردے۔

حضور علیہ السلام کو اِن پرندوں اور جانوروں کا گوشت ناپسند تھا جو مردار کھاتے ہیں۔

(سبل الہدی جلد:۷۔صفحہ:۳۳۸،ضیاء النبی جلد:۵،صفحہ:۵۴۷۔۵۵۷)

پسندیدہ شرینی

عن عائشہ کان النبی ﷺ یحب الحلواء والحسل۔

(سیوطی۔الجامع الصغیر،ا۔۲۹۳،رقم:۵۳۳،سیرت الرسول ۱۰۔۳۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو میٹھا اور شہد بہت پسند تھا۔

پانی کھڑے یا بیٹھ کر پینا

حضور علیہ السلام عموماً بیٹھ کر پانی پیتے تھے۔لیکن کبھی کبھی کھڑے ہو کر بھی خاص کر زم زم کا پانی آقا علیہ السالم نے کھڑے ہو کر بھی پیا ہے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پانی کھڑے ہو کر اس لیے پیتا ہوں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو کھڑے ہو کر 1056 پیتے دیکھا ہے اور میں پانی بیٹھ کر اس لیے پیتا ہوں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو پانی بیٹھ کر پیتے دیکھا ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

رایت رسول اللہ ﷺ یشرب قائماً وقاعداً۔

میں نے حضور علیہ السلام کو کھڑے اور بیٹھ کر دونوں حالتوں میں پانی پیتے دیکھا ہے۔(سبل الہدیٰ ۷/۳۷۱)

پسندیدہ مشروبات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

کان احب الشراب الی رسول اللہ ﷺ الحلو البارد۔

(ترمذی الجامع الصحیح ۴۔ ۳۰۷ سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۱۰۔ ۳۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی بہت پسند تھا۔

حضور علیہ السلام کو تمام مشروبات میں دودھ سب سے زیادہ پسند تھا۔حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ

کان احب الشراب الی رسول اللہ ﷺ اللبن۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کو پینے میں دودھ بہت پسند تھا۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

کنت اسقی لرسول اللہ ﷺ فی ھذا القدح اللبن والعسل۔ والسویق والنبید۔ والماء البارد۔

میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پیالہ میں دودھ، شہد، ستو، نبید اور ٹھنڈا پانی پلایا کرتا تھا۔(سبل الہدیٰ ۷/۳۷۶)

ظروف مبارک

حضور علیہ السلام کے کھانے پینے کے پیالے کا نام ''ریان'' تھا۔ایک پیالے کا نام ''معیث'' تھا۔ایک شیشے کا پیالہ تھا۔ایک پیالے کا نام ''عیدان'' تھا۔ایک پتھر کا پیالہ تھا۔اس کا نام ''مخضب'' تھا۔ایک ایسا پیالہ بھی تھا جس پر تین جگہ چاندی کی پتریاں لگی ہوئی تھیں۔

اور ناپنے کے لیے حضور علیہ السلام کے پاس ایک ساع اور ایک ''مد'' بھی تھا۔

حضرت ابن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مٹی کا پیالہ دیکھا جو کہ ٹوٹا ہوا تھا اور اسے چاندی کے پترے یا تار سے جوڑا گیا تھا۔

حضور علیہ السلام کے زیر استعمال قینچی کا نام الجامع تھا۔

1056

آقا علیہ السلام کے مبارک ملبوسات

حضور علیہ السلام نے کرتا، تہبند، چادر، ٹوپی، عمامہ اور جبہ زیب تن فرمایا۔

حضور علیہ السلام سفید رنگ کی قمیص کو شوق سے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

حضرت سمراء بن جندب سے روایت ہے کہ

قال رسول اللہ ﷺ ابسِرُ البیاض فانہا اطہر۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو۔ کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام کی ایک سوتی قمیص تھی جس کی لمبائی زرا چھوٹی تھی اور اس کی آستینیں بھی چھوٹی تھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق حضور علیہ السلام ایسی قمیص زیب تن فرماتے تھے جو ٹخنوں سے اوپر ہوتی تھی اور اس کی آستینیں انگلیوں کے سروں کے برابر ہوتی تھیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کے لیے بٹنوں والی قمیص نہیں بنائی گی۔ (سبل الہدیٰ ۷/ ۴۶۴۔ ۴۶۳)

کملی مبارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام کو تمام کپڑوں میں یمن کی سبز رنگ کی چادر اوڑھنا بہت پسند تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام اپنے دراقدس سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے باہر تشریف لائے۔ آقا علیہ السلام نے اس وقت قطری چادر جس پر کڑھائی کی ہوئی تھی زیب تن فرمائی ہوئی تھی۔ آقا علیہ السلام نے اسی حالت میں صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام ایک دفعہ کالے بالوں کا بنا ہوا کمبل جس پر پالان کا ڈیزائن بنا ہوا تھا اوڑھ کر باہر تشریف لائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے سیاہ چادر زیب تن فرمائی تو میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ کے جسم مبارک پر خوب سج رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رنگت کی سفیدی اس کی سیاہی کو اور اس کی سیاہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفیدی کو حسین بنا رہی تھی۔ (سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از ڈاکٹر طاہر القادری، جلد: ۱۰، صفحہ: ۳۸۶)

جُبہ مبارک

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق حضور علیہ السلام کا ایک جُبہ مبارک روم کا تھا۔ یہ صوف کا بنا ہوا تھا اس کی آستینیں بہت تنگ تھیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام کا ایک جُبہ مبارک تھا جس کی جیب کے سوراخوں کے اوپر ایرانی ریشمی کپڑے کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔

حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔ جب کوئی بیمار ہوتا تو ہم اس کو دھو کر 1056 اس کا پانی مریض کو پلاتے اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کو شفاء عنایت فرماتے تھے۔

طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ کے مطابق انہوں نے ذوالمجاز کی منڈی میں حضور علیہ السلام کو سرخ جبہ زیب تن فرمائے ہوئے دیکھا۔

ابوالشیخ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا ایک جبہ اغار کی صوف کا بنا ہوا تھا۔ یہ حضور علیہ السلام کو بہت پسند تھا۔ ایک دفعہ ایک مجلس میں حضور علیہ السلام نے اِس پر ہاتھ پھیر کر صحابہ اکرام سے فرمایا دیکھو یہ کتنا خوبصورت ہے۔ ایک اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ مجھے عنایت فرمادیں۔ حضور علیہ السلام نے اسی وقت اسے اتارا اور اسے دے دیا۔

شاہ روم نے سندس کا بنا ہوا ایک جبہ حضور علیہ السلام کے لیے بھیجا تھا۔

کان جمیلا یتلالا وجهه فیها۔

حضور علیہ السلام بڑے جمیل (خوبصورت) تھے۔ یہ جبہ حضور علیہ السلام کو بہت خوبصرت لگا اور آقا علیہ السلام کا چہرہ مبارک اور روشن ہوگیا۔

حضور علیہ السلام نے یہ جبہ حضرت جعفر بن ابی طالب کو دیا۔ وہ اسے پہن کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کے لیے نہیں دیا۔ بلکہ اسے اپنے بھائی نجاشی کو بھیج دو۔

شلوار مبارک

سوید بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں اور مخرمہ العبدانی ہجر سے بزازی خرید کر لائے۔ مکہ میں منیٰ کے مقام پر حضور علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لائے۔ حضور علیہ السلام نے ہمارے ساتھ شلوار کا سودا فرمایا۔ ہم نے عرض کی کہ شلوار کے کپڑے کے وزن کے مساوی ہم درہم لیں گے۔ حضور علیہ السلام نے وزن کرنے والے سے فرمایا: زن وارجع وزن کر اور درہم والے پلڑے کو نیچے کر۔

حضور علیہ السلام نے شلوار کو پسند فرمایا اور اس کو ستر پوشی کرنے کے لیے بہترین فرمایا۔

ازار مبارک

حضور علیہ السلام کا ایک نام مبارک صاحب ازار لکھا گیا ہے۔ یعنی ازار تہہ بند پہننے والے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ و ازار من نسبح عمان۔ طوله اربعة ازرع و شبر فی ذراعین و شبر۔ (ابن سعد طبقات الکبریٰ، ۱-۲۵۰)

حضور علیہ السلام عمان کا بنا ہوا ازار مبارک تھا جو چار ہاتھ اور ایک بالشت مبارک لمبا اور دو ہاتھ اور ایک بالشت چوڑا تھا۔

حضرت یزید بن ابی حبیب بصری سے روایت ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرخی ازاره من بین یدیه و یرفعه من ورائه۔

رسول خدا حضور علیہ السلام اپنے تہبند کو آگے سے ڈھیلا اور پیچھے سے اونچا رکھتے تھے۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اخرجت علینا عائشہ رضی اللہ عنہا کساء ملبدا وازار غلیظا۔ فقالت قبض روح رسول اللہ ﷺ فی ھذین۔ (ترمذی الشمائل محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱-۱۰۸، سیرت الرسول، ۱۰-۳۸۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں پیوند لگی ایک چادر اور ایک موٹا تہبند دکھایا پھر فرمایا ان دو کپڑوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا۔

عمامہ مبارک

حضور علیہ السلام سر مبارک پر عمامہ شریف زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ حضور علیہ السلام کا عمامہ شریف نہ تو بہت بڑا بھاری ہوتا کہ سر اقدس پر بوجھ ہو اور نہ اس قدر چھوٹا کہ سر مبارک پر تنگ ہو۔ بلکہ اعتدال کے ساتھ شرعی چودہ گز اور کبھی کبھی سات گز بھی ہوتا تھا۔

(مدارج النبوت ۱-۵۴۵، باب دہم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان النبی ﷺ اذا اعتم سدل عمامتہ بین کتفیہ۔

حضور علیہ السلام جب عمامہ شریف باندھتے تو اُس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی محترم علیہ السلام عمامہ شریف باندھتے ہوئے اُسے سر اقدس پر گولائی میں باندھتے تھے اور آخری حصہ کو پشت اقدس کی جانب اس میں اڑس لیتے اور ایک کنارہ دونوں مبارک کندھوں کے درمیان لٹکائے رکھتے۔

حضور علیہ السلام نے سفید عمامہ کے علاوہ سیاہ عمامہ شریف بھی استعمال فرمایا اور زرد رنگ کا عمامہ شریف بھی زیب تن فرمایا۔

حضور علیہ السلام جس کسی کو کسی علاقے کا سربراہ مقرر فرماتے تو اس کا شملہ دائیں کان کی طرف نکالتے۔

ٹوپی مبارک

امام غزالی رحمہ اللہ کے مطابق حضور علیہ السلام کبھی ٹوپی پہن کر او پر عمامہ باندھتے اور کبھی ٹوپی کے بغیر عمامہ شریف باندھتے تھے۔

زاد المعاد میں علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کہ حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی عمامہ کے بغیر ٹوپی پہنتے اور کبھی عمامہ ٹوپی کے بغیر باندھتے تھے۔

ابن جوزی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام کی تین ٹوپیاں تھیں۔ ایک سفید رنگ کی مصری ٹوپی۔ دوسری ٹوپی یمنی کپڑے کی بنی ہوئی اور تیسری کانوں والی ٹوپی تھی جو آقا علیہ السلام عموماً سفر کے دوران زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

حضور علیہ السلام چونکہ اکثر عمامہ شریف زیب تن فرمایا کرتے تھے۔اس لیے عمامے کی فضیلت سے کسی کو انکار نہیں۔1056 بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا تو میں نے مسلمانوں کو سروں پر اونچی ٹوپیاں اور چادریں اوڑھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور ہاتھ چادروں میں چھپے تھے۔(ضیاالنبی ۵/۵۷۹)

نعلین مبارک

متعدد احادیث مبارک میں مذکور ہے کہ ایک وقت میں حضور علیہ السلام کے پاس نعلین مبارک کا ایک ہی جوڑا ہوتا تھا۔ جسے آقا علیہ السلام پہنا کرتے تھے۔

حضور علیہ السلام اکثر اپنے نعلین مبارک خود ہی مرمت فرمالیا کرتے تھے۔

حضور علیہ السلام کے نعلین مبارک کی تصاویر آج کل اکثر دستیاب ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی نعلین مخصوفتین من جلود البقر۔

(صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، جلد ۷، صفحہ ۳۲۰)

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا۔اس طرح کہ آقا علیہ السلام نے گائے کے چمڑے سے بنے ہوئے پیوند لگے جوتے پہنے ہوئے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور سرورِ کائنات علیہ السلام کے نعلین پاک کی ایڑھیاں جوڑی۔درمیان سے پتلے اور دو تسمے تھے۔

ہشام بن عروہ کے بیان کرتے ہیں:

عندنا نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معقبۃ مخصرۃ ملسنۃ۔

ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے نعلین پاک ہیں۔جن کی ایڑی چوڑی، درمیان سے پتلے اور اگلا حصہ نوکدار تھا۔

موزے مبارک

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو تحفتاً دو موزے پیش کیے۔آقا علیہ السلام اُنہیں پہنتے رہے یہاں تک کہ وہ پھٹ گئے۔

(ابوداؤد، جلد:۱،صفحہ ۳۱)

حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے حضور علیہ السلام کی بارگاہِ عالیہ میں تحفتاً دو سیاہ رنگ کے موزے بھیجے۔حضور علیہ السلام نے یہ دونوں پہن لیے اور وضو فرما کر ان پر مسح فرمایا۔

حضور علیہ السلام کے لباس مبارک کے مختلف رنگ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

علیکم بالثیاب البیض فالبسوھا احیآء کم و کفنوا فیھا موتا کم۔ 1056

تم پر لازم ہے کہ سفید کپڑے پہنا کرو۔ اپنے زندوں کو بھی سفید کپڑے پہناؤ اور جو فوت ہو جائیں اُنہیں بھی سفید کپڑوں مین دفن کرو۔

حضرت ابی رمثہ سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے دو سبز چادریں لپیٹی ہیں۔ حضور علیہ السلام کا ایک سبز جوڑا تھا۔ جو وفود سے ملاقات کے وقت زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک صبح حضور علیہ السلام تشریف لائے۔ حضور علیہ السلام پر سیاہ رنگ کی کالے بالوں سے بنی ہوئی چادر تھی۔ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخلے کے وقت آقا علیہ السلام سیاہ رنگ کا عمامہ زیب تن فرماتے ہوئے تھے۔ آقا علیہ السلام کا ایک سیاہ جھنڈا بھی تھا جس کا نام عقاب تھا۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں بسا اوقات حضور علیہ السلام کی قمیض مبارک، چادر، تہبند مبارک سب کو زعفران یا ورس سے رنگتی تھی۔ اور حضور علیہ السلام انہیں زیب تن فرما کر باہر تشریف لاتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام کے لحاف مبارک کو بھی زعفران اور ورس سے رنگا ہوا تھا اور رات کو اُس پر تھوڑا سا پانی چھڑکتے تا کہ اس کی خوشبو زیادہ ہو جائے۔ ورس ایک گھاس ہے۔ جس سے زرد رنگ کے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام عیدین اور جمعہ کے موقع پر سرخ چادر زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

(سبل الہدیٰ ۷ر ۴۹۴ تا ۴۹۰)

حضور علیہ السلام کی خوشبو اور پھولوں سے محبت

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں محبوب بنائی گئی ہیں۔ عورتیں، خوشبو، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حضرت ابوخثیمہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولوں کے معمولات میں پانچ چیزیں ہیں۔ حیا، حلم، حجامتہ۔ خوشبو کا استعمال اور مسواک۔

اور حضرت ابوایوب انصاری بیان کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ چار چیزیں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہیں۔ ختنہ کروانا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا اور نکاح کرنا۔

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور علیہ السلام کون سی خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اعلیٰ درجہ کی خوشبو زکاوت، الطیب۔ میں نے پوچھا: زکاوت الطیب سے کیا مراد ہے۔ فرمایا کستوری وعنبر۔

اس کے علاوہ حضور علیہ السلام حنا کی کلیوں کو بھی پسند فرماتے تھے۔

حضور علیہ السلام نے تین چیزوں کو رد کرنے سے منع فرمایا۔ تکیہ، گھی اور خوشبو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کو پھول پیش کیا جائے وہ اسے رد نہ کرے کیونکہ اِس کا وزن بڑا ہلکا اور اُس کی خوشبو بڑی

پاکیزہ ہوتی ہے۔(ضیاالنبی ۵/ ۵۸۷)

حضور علیہ السلام کی انگوٹھی مبارک

حضور علیہ السلام نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اُسے دائیں ہاتھ میں صرف تین دن تک پہنا اور اُس کے نگینے کو ہاتھ کی ہتھیلی طرف رکھا۔صحابہ کرام نے بھی حضور علیہ السلام کی اقتداء میں سونے کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے انگوٹھی کو اُتار کر پھینک دیا اور قسم کھائی کہ پھر کبھی سونے کی انگوٹھی نہیں پہنیں گی۔

پھر جب سلاطین کو خطوط لکھنے کا مرحلہ پیش آیا تو عرض کی گئی کہ وہ لوگ مہر کے بغیر کسی خط کو قبول نہیں کرتے۔تو حضور علیہ السلام نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اُس کے اوپر محمد رسول اللہ کنندہ کروایا۔اور اس کو بائیں ہاتھ میں پہنا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق اس کا نگینہ ایسے پتھر کا تھا جو حبشہ میں پایا جاتا ہے۔

(سبل الہدیٰ، جلد:۷، صفحہ ۵۲۷،ضیاء النبی جلد:۵،صفحہ ۵۸۵)

حضور علیہ السلام کی کنگھی،سرمہ اور آئینہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام ان پانچ چیزوں کو نظرانداز نہیں فرماتے تھے۔آئینہ سرمہ دانی، کنگھی، تیل اور مسواک۔

اور سفر کے وقت آپ انہیں حضور علیہ السلام کے سامان مبارک میں رکھوا دیتی تھیں۔

حضور علیہ السلام کی کنگھی ہاتھی دانت کی تھی۔حضور علیہ السلام بستر میں جانے سے پہلے تین تین سلائیاں اثمد یا کالے سرمہ کی اپنی آنکھوں مبارک میں لگاتے تھے۔حضرت ابن عباس کے مطابق حضور علیہ السلام جب آئینہ دیکھتے تو فرماتے۔اے اللہ تعالیٰ تو نے میری ظاہری صورت کو حسین بنایا ہے۔الٰہی میرے اخلاق کو بھی حسین بنا دے اور میرا رزق میرے لیے وسیع فرما دے۔

(ضیاالنبی ۵/ ۵۸۹)

بال مبارک کٹوانا

حضور علیہ السلام جمعۃ المبارک کے دن اپنی مونچھوں کے بال مبارک کٹوانا اور اپنے ناخن مبارک اُتروانا مستحب سمجھتے تھے اور ناخنوں کو دفن فرما دیا کرتے تھے۔

امام احمد اور طبرانی کے روایت کرتے ہیں کہ منیٰ کے میدان میں قربانی کے جانور ذبح فرمانے کے بعد حضور علیہ السلام نے معمر کو حکم دیا کہ وہ حضور علیہ السلام کے بال مبارک کاٹے۔معمر اُسترا پکڑ کر حضور علیہ السلام کے قریب کھڑا ہوگیا۔اس وقت حضور علیہ السلام نے اپنی چشم مبارک سے معمر کو دیکھا اور فرمایا کہ اے معمر اللہ کے پیارے رسول (علیہ السلام) نے تجھے اپنے سر کے قریب کھڑا ہونے کی

اجازت دی ہے۔اس حال میں کہ تیرے ہاتھ میں اُسترا ہے۔انہوں نے عرض کی کہ بخدا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہے۔حضور علیہ السلام دیکھیں گے کہ میں کس مہارت سے موئے مبارک مونڈتا ہوں۔ پھر انہوں نے حضور علیہ السلام کے موئے مبارک کو مونڈا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت انہوں نے حجام کو حضور علیہ السلام کے سر مبارک کے بال مونڈتے ہوئے دیکھا کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے ارد گرد کھڑے ہیں اور ان کا مقصد تھا کہ حضور علیہ السلام کا کوئی بھی بال مبارک نیچے نہ گرنے پائے۔

اور امام مسلم اور بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت مطابق حضور علیہ السلام نے اپنے سر مبارک کو منڈوایا اور پہلے دائیں حصہ کے بال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے اور پھر بائیں حصہ کے بال بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے اور فرمایا:

اقسمه بين الناس۔ (سبل الہدیٰ، جلد:۷،صفحہ:۵۵۳)

ترجمہ: ان کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔

حضور علیہ السلام کی گھریلو استعمال کی چیزیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ان کے پاس حضور علیہ السلام کی ایک چارپائی،حضور علیہ السلام کا عصا مبارک، پیالہ مبارک، حضور علیہ السلام کا ایک تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ ایک چادر اور ایک کجاوہ تھا۔ جب لوگ آپ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوتے تو آپ فرماتے کہ ”یہ اس عظیم المرتبت ہستی کی میراث ہے،جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے قریش کو مکرم ومحترم کیا ہے،اور جس کے صدقے میں تمہیں ان عزتوں سے سرفراز کیا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے تبرکات کو ایک کمرے میں رکھا ہوا تھا اور ہر روز اُس کی زیارت فرماتے تھے اور وفود کو بھی ان تبرکات کی زیارت سے مشرف فرماتے تھے،اور فرماتے تھے کہ ”یہ اس عظیم القدر ہستی کی میراث ہے،جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو معزز ومکرم کیا،اور اس کی وجہ سے تمہیں عزت وناموری پر فائز کیا گیا۔

ان تبرکات میں کھردرے پٹھے سے بنی ہوئی چارپائی، کھجور کے پتوں سے بھری چمڑے کی گدی ایک بڑا پیالہ، ایک گلاس، چکی، ترکش جس میں تیر تھے۔ اون کا کپڑا،صوف کے وہ ٹکڑے جہاں سر اقدس کے پسینہ کے نشانات تھے۔ زیارت کرواتے تھے۔

ایک دفعہ ایک مریض نے آپ سے یہ کپڑا مانگنے کی درخواست کی تاکہ اس کا دھون اس کی ناک میں ٹپکایا جاسکے۔ آپ نے اُسے وہ کپڑا دیا۔اس نے اس کا دھون ناک میں ٹپکایا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے صحت عطا فرمادی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام کی ایک چٹائی مبارک تھی۔ جو رات کو لپیٹ دی جاتی تھی اور دن کو حضور علیہ السلام کے آرام کے لیے بچھا دی جاتی تھی۔ (سردی میں) رات کو بعض دفعہ حضور علیہ السلام اِس چٹائی کو ارد گرد کھڑا فرما کر نماز ادا فرماتے تھے۔

علامہ بلاذری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ قریش مکہ میں سونے کے لیے چار پایاں 1056 استعمال کرتے تھے۔ جب مدینہ منورہ میں حضور علیہ السلام حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر اقامت پذیر ہوئے تو آپ علیہ السلام نے چار پائی کے متعلق دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کی کہ بخدا ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہ بات اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے سُنی تو حضور علیہ السلام کے لیے ایک چار پائی بھیجی۔ جس کے بازو اور پائے ساگوان کی لکڑی کے تھے۔ حضور علیہ السلام اس پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ جب حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ ادا فرمائی گئی تو آقا علیہ السلام اِسی چار پائی پر تھے۔ اس کے بعد صحابہ کرام اِسی چار پائی پر اپنے مردوں کو دفن کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو بھی اِسی چار پائی پر دفن ہونے کے لیے لے جایا گیا۔

حضور علیہ السلام کے برتن مبارک

حضور علیہ السلام کے برتنوں میں ایک پیالہ کا نام ریان تھا۔ ایک کا مغیث تھا اور ایک اور پیالہ تھا جس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاندی کی زنجیر چڑھائی ہوئی تھی۔

ایک بڑا پیالہ تھا۔ جس کے چار کنڈے تھے۔ اس کا نام غرا تھا۔ اس کو چار آدمی اُٹھا سکتے تھے۔ ایک ڈول پتھر کا تھا۔ جسے مخضب کہا جاتا تھا۔ چمڑے کا ایک چھاگل تھا جس کا نام سادرہ تھا۔ اور شیشے کا ایک پیالہ تھا۔ یہ مصر کے بادشاہ مقوقس نے بطور ہدیہ حضور سرورِ کائنات علیہ السلام کو بھیجا تھا۔ ایک پیالہ مٹی کا تھا۔ ایک چوکور برتن تھا۔ جس میں شیشہ، کنگھی رکھی رہتی تھی۔ ایک سرمہ دانی اور ایک قینچی تھی جس کا نام زراع تھا۔ علاوہ تولنے کے لیے صاع اور مد کا پیمانہ تھا۔

حضور علیہ السلام کا سامانِ جنگ مبارک

حضور علیہ السلام کی گیارہ تلواریں تھیں۔ ان میں الماثور، ذوالفقار، قلعیہ، البطار، الحتف، مخذام، رسوب، عضب، قضیب، محصامہ، اللحیف تھیں۔

حضور علیہ السلام کے چھوٹے پانچ نیزے تھے۔ النبعہ، البیضاء، العنزہ، الہد، القمرۃ۔

بڑے نیزے بھی پانچ تھے جن میں المنوی اور المنثی شامل تھے۔

حضور علیہ السلام کے پاس چھ کمانیں تھیں۔ ان میں الروحاء، شوحط، الصفراء، السداس، الزوراء، الکثوم تھیں۔

حضور علیہ السلام کی سات زرہیں تھیں۔

السغدیہ، فضہ، ذات الفضول، ذات الوشاح، ذات الحواشی، البترآء، الخریق۔ (ضیاء النبی، جلد: ۵، صفحہ ۵۹۷ تا ۶۰۰)

عصا مبارک

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے:

1056 التوکؤ علی العصا من اخلاق انبیاء، کان رسول اللہ ﷺ عصا یتوکا علیھا و یامر بالتوکؤ علی العصا۔ (ابن جوزی، الوفا ۶۱۳، سیرۃ الرسول از علامہ ڈاکٹر طاہر القادری، جلد:۱۰،صفحہ ۴۲۶)

عصا مبارک کا سہارا لینا اور ٹیک لگانا انبیاء اکرام کی سنت ہے۔حضور علیہ السلام کے پاس ایک عصا مبارک بھی تھا۔جس پر آپ علیہ السلام ٹیک لگاتے تھے۔اور صحابہ کرام کو بھی عصا رکھنے اور اس پر ٹیک لگانے کی تلقین فرماتے تھے۔

فتح مکہ کے روز بھی حضور علیہ السلام جس جس بت کی طرف خانہ کعبہ میں اپنے عصا مبارک سے اشارہ فرماتے وہ دھڑام سے زمین پر جا گرتا تھا۔

قرآن پاک میں بھی سورۃ طٰہٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا ذکر آیا ہے۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ (سورۃ طٰہٰ، آیت:۱۷)

ترجمہ: اور اے موسیٰ (علیہ السلام) آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟

قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ (سورۃ طٰہٰ، آیت:۱۸)

ترجمہ: فرمایا: یہ میرا عصا ہے۔میں اس کے اوپر تکیہ کرتا ہوں اور اس کے ساتھ میں پتے جھاڑتا ہوں۔اپنی بکریوں کے لیے اور میرے لیے اس کے اور بھی فائدے ہیں۔

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زات باوجود علیم و خبیر اور ذرے ذرے کو جاننے کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیوں پوچھ رہے کہ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ لیکن ہر ذی شعور جانتا ہے کہ یہ تو بات کرنے کا ایک انداز ہے۔

ہمارے ہاں بعض لوگ ایسے ہیں۔جو صرف قرآن پاک کے ظاہری معنوں کو لے کر بغیر سمجھے ہوئے حضور علیہ السلام کی شان پاک کو اپنی محدود عقلوں سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہین۔حالانکہ اُن کی شان پاک کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ہے۔

آقا علیہ السلام کا دوا استعمال فرمانا

آقا دو جہاں سرورِ کائنات روحِ کائنات حضور علیہ السلام نے جڑی بوٹیوں سے علاج فرمایا۔جو کہ عین فطرت انسانی کے موافق ہے اور جس میں اونچ نیچ نہیں ہے۔

حضرت اسامہ بن شریک سے روایت ہے۔دیہاتیوں نے عرض کی: کیا ہم علاج معالجہ نہ کیا کریں۔حضور علیہ السلام نے فرمایا: کیوں نہیں؟ اللہ کے بندو دوا کیا کرو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی پیدا نہیں فرمائی جس کی شفا کسی علاج میں نہ رکھی ہو۔(ترمذی الجامع الصحیح، جلد:۴،صفحہ ۳۸۳)

حضور علیہ السلام نے کلونجی کو موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا فرمایا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

تمہاری دواؤں اور علاج معالجہ میں سے کسی چیز میں بھلائی کا کوئی عنصر ہے۔ تو پچھنے لگانے اور شہد لینے میں 1056
(بخاری الصحیح، جلد:۵، صفحہ ۲۱۵۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''اس عظیم کھجور عجوہ میں ہر بیماری کی شفا موجود ہے۔ اور اگر اِسے نہار منہ کھایا جائے تو یہ زہر کا تریاق ہے۔

اور حضرت عامر بن سعید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے صبح اُٹھتے ہی عجوہ کھجور سات دانے کھا لیے۔ اس دن اُسے جادو اور زہر بھی نقصان نہیں دے سکتے۔

حضور علیہ السلام نے ذات الجنب یعنی (پسلیوں کے درد کے علاج میں) ورس اور زیتون کے تیل کی افادیت کی تعریف فرمائی ہے۔

حضور علیہ السلام کو خدانخواستہ اگر کوئی زخم لگتا، یا کانٹا وغیرہ چبھتا تو آقا علیہ السلام اُس پر مہندی لگاتے تھے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ (سنا مکی) سنوت کو ضرور اپناؤ۔ کیونکہ اس میں تمہارے لیے ہر بیماری سے شفا ہے، سوائے سام کے۔ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ سام کیا ہے۔ فرمایا: ''موت''

حضور علیہ السلام نے بیماریوں کے جو قدرتی علاج تجویز فرمائے ہیں۔ اُن پر ایک کتاب طب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار میں آسانی سے دستیاب ہے۔

مسواک فرمانا

حضور علیہ السلام نے مسواک کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''مجھے مسواک کرنے کا حکم اِس تاکید سے دیا گیا کہ میں نے گمان کیا کہ اس کے متعلق قرآن مجید کی صورت میں احکام نازل ہوں گے۔'' (ابن حبان، الصحیح، جلد:۳، صفحہ ۳۵۴، رقم: ۱۰۷۲)

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اگر مجھے اپنی امت پر بوجھ کا احساس نہ ہوتا تو میں ان پر حکماً ہر نماز کے وقت مسواک کرنا فرض قرار دے دیتا۔
(احمد بن حنبل المسند، جلد:۱، صفحہ: ۲۴۷)

المعجزات

معجزہ اس امر کو کہتے ہیں جو عادت کے خلاف وقوع پذیر ہو اور معجزہ دکھانے والا منکرین کو اس معجزہ سے چیلنج کرے کہ اگر تم مجھے اللہ کا سچا رسول نہیں سمجھتے تو میرے چیلنج کو قبول کرو۔

معجزہ کی یہ تعریف تو کافروں کے لیے ہے۔ اور جو معجزہ ایمان والے مسلمانوں کو دکھایا جاتا تھا۔ اُس سے غرض اُن کا ایمان اور زیادہ مضبوط کرنا ہوتا تھا۔

سائنسی ایجادات میں تو بنیادی چیزیں اُس چیز کے ایجاد کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔ لیکن معجزہ میں بغیر کسی بنیادی چیز کے اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام وہ چیز کر دکھاتے ہیں۔ جس کی ضرورت ہوتی ہے۔

اکثر انبیاء علیہم السلام کو کوئی نہ کوئی خاص معجزہ عطا فرمایا گیا۔ لیکن حضور علیہ السلام نے جو بات بھی فرمانی چاہی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے حکم سے وہ وجود میں آ گئی۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے چاند کے دو ٹکڑے کرنے کو کہا۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور علیہ السلام کی اُنگلی سے اشارہ فرمانے سے وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور بعد میں اُسی طرح جا کر جُڑ بھی گیا۔ آج کی سائنس کئی ایٹمی دھماکے کر کے بھی چاند کو ایک جیسا دو ٹکڑے نہیں کر سکتی اور نہ ہی اُس کو دوبارہ جوڑ سکتی ہے۔

اللہ جل شانہٗ کی ذات پاک اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ طاقت اس لیے عطا فرماتے ہیں۔ تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے رسول علیہ السلام یا انبیاء علیہم السلام ہیں اور جب وہ کوئی سچا معجزہ دکھاتے ہیں۔ تو اُن کی گردنیں اُن کی عقلیں اُس چیز کے سامنے سربسجود ہو جاتی ہیں۔ قرآن پاک میں کئی ایک واقعات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کے ذکر ہوئے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہٗ کے مطابق حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے آپ سے یہ معجزہ طلب فرمایا کہ اس چٹان سے سرخ رنگ کی اونٹنی نکلے جو دس ماہ کی گابھن ہو اور نکلتے ہی وہ بچہ جنے تو پھر ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول علیہ السلام مانیں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے چٹان کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھٹ جائے۔ اور اس میں سے مطلوبہ اونٹنی نکلے۔ ایسا ہی ہوا۔ چٹان پھٹی اور اُس میں سے مطلوبہ اونٹنی نکلی اور اُس نے فوراً بچہ جنا۔

اِسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اژدہا بن جاتا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حکم الٰہی سے اندھوں کو بینا کرنا اور مُردوں کو زندہ کرنا۔

اللہ جل شانہٗ انبیاء کرام کو ایسی طاقت عطا فرما دیتے ہیں کہ اُن کی زبان اللہ تعالیٰ کی زبان بن جاتی ہے کہ اُن کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہر لفظ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پورا ہوتا ہے۔

القرآن: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (سورۃ احزاب) 1056

ترجمہ: اور (اے محمد ﷺ) جو آپ نے کنکریاں پھینکیں۔ وہ آپ نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔

القرآن: يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ۔

ترجمہ: اُن کے ہاتھ کے اوپر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا مقام تو بہت ہی عقل وخرد سے بلند ہے ہر کوئی اُس تک نہیں پہنچ سکتا حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بندہ مومن جب نوافل وغیرہ باقاعدگی سے پڑھتا رہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جب اُسے اپنا خاص قرب عطا فرما دیتے ہیں۔ تو اُس وقت اُس کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بن جاتے ہیں جن سے وہ کام کرتا ہے۔ اُس کی زبان اللہ تعالیٰ کی زبان بن جاتی ہے جس سے وہ بولتا ہے۔ اُس کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بن جاتی ہیں۔ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اُس کے کان اللہ تعالیٰ کے کان بن جاتے ہیں، جن سے وہ سنتا ہے۔ یعنی اُس کو بولنا اُس کا دیکھنا، اُس کا سننا اُس کا جانا آنا ہر ہر چیز عین حکم الٰہی کے مطابق ہو جاتی ہے۔ یعنی جس بات کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اُسے وہ کرتا ہے اور جس بات سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ اُس سے وہ منع ہو جاتا ہے اور یہ لوگ سچے اولیاء کاملین ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے ہاتھ سے خلاف عقل ہونے والے واقعات کو کرامات کہتے ہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد ختم ہوگئی اور معجزات بھی ختم ہو گئے لیکن اللہ جل شانہٗ نے حضور علیہ السلام کی برہان کو قیامت تک جاری وساری رکھا۔ اور اس سے اولیاء اللہ کی کرامات اظہار پذیر ہوتی رہتی ہیں۔

اس سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور کسی سچے کے ہاتھ پر تو ہو سکتا ہے لیکن کوئی جھوٹا اس قابل نہیں کہ وہ قدرت خداوندی کے ظہور کا مظہر بنے۔

لیکن جیسے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا جوڑا تخلیق فرمایا ہے۔ اس طرح کرامات کے برعکس غیر مسلموں سے اُن کے نفس کے مجاہدے کی وجہ سے اور اُن کی غلیظ حرکات جادو ٹونے کی وجہ سے اُن سے بعض معاملات جو ظاہر ہوتے ہین اُن کو استدراج کہتے ہیں۔ لیکن یہ چیزیں حق کے سامنے نہیں ٹھہر سکتیں۔ جس طرح حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے وقت ایک ہندو جوگی نے ہوا میں اُڑنا شروع کر دیا تو آپ کے حکم سے آپ کے جوتے ہوا میں بلند ہو کر اُس کے سر پر پڑنے لگے اور وہ زمین پر آ کر آپ کے قدموں پر گر پڑا۔

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے اژدہا بننے کو جادو سمجھ کر جادوگروں کو اکٹھا کر کے نعوذ باللہ آپ کو شکست دینے کی کوشش کی۔ تو اُن جادوگروں کی رسیاں جو سانپ بن کر دوڑتا محسوس ہو رہی تھیں سب کو یہ اژدہا نگل گیا۔ اور جادوگروں نے سمجھ لیا کہ یہ جادو نہیں بلکہ عین حقیقت ہے اور وہ آپ کے آگے سربسجود ہو گئے۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾

ترجمہ: اور جب حق آجاتا ہے تو باطل بھاگ جاتا ہے، کیونکہ باطل بھاگنے والا ہے۔

علماء کرام نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ معجزہ کو معجزہ اس لیے کہتے ہیں کہ عام انسان اس کو کرنے سے 1056 عاجز ہوتا ہے اور جو عادت کے خلاف وقوع پذیر ہوتا ہے۔

اپنی ضرورتوں اور اپنے کاموں کے لیے ہر انسان دوسرے انسان سے جڑا ہوا ہے۔ اور کوئی بھی انسان اکیلے اپنے سارے کام نہیں کر سکتا ہے اور تمام انسانوں سے مل کر ایک معاشرہ وجود میں آتا ہے اور اس میں ہر ایک انسان کو دوسرے کا کام کرنا پڑتا ہے اور جب تمام انسانوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہو تو لازمی اُن کی اصلاح احوال کے لیے کسی نہ کسی ایسی شخصیت کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ بھیجتے ہیں۔ جس کو نبی (علیہ السلام) کہا جاتا ہے۔ تاکہ وہ اُن کے رہن سہن اور ایک دوسرے کے ساتھ تمام معاملات کے قانون وضع کر سکے۔ اور ہر کوئی سکون اور محبت سے رہ سکے اور یہی انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہوتا ہے۔

اللہ جل شانہٗ نے انبیاء کرام علیہم السلام میں تین ایسی خوبیاں رکھی ہوتی ہیں جو خاص ہوتی ہیں۔

یعنی اُن کی قوت عاقلہ بغیر غلطی کے صحیح نتیجہ پر پہنچ جاتی ہے۔ وہ حالت بیداری میں فرشتوں کو دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنتے ہیں اور غیب کی خبریں جن کا تعلق ماضی حال یا مستقبل سے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دیتے ہیں اور تیسری خوبی وہ اس جہان کے مادہ میں جس طرح کا تصرف چاہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کو طاقت عطا فرما دیتے ہیں۔ وہ کر سکتے ہیں۔ وہ چاہیں تو پہاڑوں کو سونا بنا دیں۔ چاہیں تو ایک عام ڈنڈے کو اژدہا بنا دیں وغیرہ وغیرہ۔

قرآن پاک سارے کا سارا غیب کی خبریں ہیں۔

القرآن: ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ (سورۃ یوسف)

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں۔ جو ہم نے آپ (علیہ السلام) کی طرف وحی کی ہیں۔

القرآن: وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۝۲۳ (سورۃ البقرہ: ۲۳)

ترجمہ: اگر تمہیں شک ہو۔ اُس میں جو ہم نے نازل کیا۔ اپنے (برگزیدہ) بندے پر تو لے آؤ ایک سورت اس جیسی اور بلا لو اپنے حمایتیوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

قرآن پاک سے بڑا اور کوئی معجزہ نہیں ہے۔ اس دنیا میں فلسفہ پر ہزاروں، لاکھوں لوگوں نے سیر حاصل بحث مباحث کیے ہیں اور بڑی بڑی کتابیں لکھیں ہیں۔ لیکن اس لاحاصل بحث و مباحثہ میں سب نے اپنی ہی عقل کے گھوڑے دوڑائے ہیں۔ مطلب یہ کہ جو جانا نہیں جا سکتا۔ اُس کو ہم جاننا چاہتے ہیں اور جو سمجھا نہیں جا سکتا۔ اُس کو ہم سمجھنا چاہتے ہیں۔ اس عالم محسوسات میں عقل و فہم کی کم عقلی اور بے بسی تو ہمارے سامنے صاف نظر آتی ہے۔ تو ماورائے محسوسات میں ہماری عقل و فہم ہمیں کیا بتا سکتی ہے۔

حضور علیہ السلام کو اللہ جل شانہٗ نے اس پوری کائنات کے ذرے ذرے پر حکومت عطا فرمائی ہے۔

چاند تو ایک طرف حضور علیہ السلام نے سورج کو حکم فرمایا۔ تو وہ واپس لوٹ آیا یہ حضور علیہ السلام کا ایک بین معجزہ ہے۔ 1056

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت العمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور علیہ السلام آرام فرمارہے تھے اور آپ علیہ السلام کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود گور مبارک میں تھا۔ اسی اثناء میں نزول وحی شروع ہوگئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جنہوں نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ اٹھنے کی جسارت نہ کرسکے اور سورج غروب ہوگیا۔ جب آقا علیہ السلام اُٹھے تو پوچھا کیا تم نے عصر کی نماز پڑھی؟ عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نہیں پڑھی۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے اپنے رب کے حضور یوں دعا فرمائی:

اللهم انهٔ کان فی طاعتك وطاعة رسولك فاردُدْ علیه الشمس۔

اے میرے اللہ (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) تیری اطاعت اور تیرے رسول (علیہ السلام) کی اطاعت میں تھے۔ مہربانی فرما کر سورج کو واپس لوٹا دے۔ (تاکہ یہ نماز ادا کرسکیں)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا۔ سورج غروب ہونے کے بعد دوبارہ (واپس آگیا) طلوع ہوگیا۔ اور اُس کی روشنی پہاڑوں پر چمکنے لگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اُٹھے، وضو فرمایا اور نماز عصر ادا کی۔ پھر سورج غروب ہوا۔ یہ واقعہ فتح خیبر سے واپسی پر صہباء کے مقام پر رونپذیر ہوا۔ (زینی دحلان، السیرۃ النبویہ، جلد: ۳ صفحہ: ۱۱۸)

معجزہ معراج

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ①

ترجمہ: ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کروائی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ بابرکت بنا دیا ہے جس کے گرد ونواح کو تاکہ ہم دکھائیں۔ اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں، بیشک وہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ (پچھلے صفحات نمبر ۲۲۴ تا ۲۳۹ پر یہ واقعہ تفصیل سے درج ہے)

نزول بارانِ رحمت کے معجزے

حضور علیہ السلام نے بارہا دفعہ قحط اور خشک سالی میں دعا فرمائی۔ تو فوراً بارش اِس موسلا دھار کی ہوئی کہ ہر طرف جل تھل ہو گئی۔ اور یہ واقعہ تو حضور علیہ السلام کے بچپن میں بھی ہوا۔ جب ہر طرف مکہ مکرمہ میں قحط پڑ گیا۔ تو حضرت عبدالمطلب حضور علیہ السلام کو ساتھ لے کر کعبہ شریف میں تشریف لے گئے اور آقا علیہ السلام کی پشت مبارک کعبہ شریف سے لگا دی۔ اور حضور علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی۔

حضور علیہ السلام نے اپنے پیارے پیارے ننھے ہاتھ دعا کے لیے اُٹھائے اور اُسی وقت بادل امڈ امڈ کر آئے اور ہر طرف بارش 1056 نے سے جل تھل ہوگئی اور اِس موقع پر حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار فرمائے۔

ے وَ اَبیض یستق الغمام بوجھہٖ
ثمال الیتٰمی عصمۃ لِلّاَرَامِلِ

ترجمہ: کہ یہ میرا بھتیجا گوری گوری رنگت والا جس کے چہرے کی خیرات سے بارش برستی ہے اور وہ یتیموں اور بیواؤں کا آسرہ ہے۔

پانی کا کثیر ہونا

کئی ایک غزوات میں پانی کی قلت کے دوران حضور علیہ السلام نے کسی برتن کے تھوڑے سے پانی میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا۔ تو اُس ہاتھ مبارک کی اُنگلیوں میں سے پانی کے فوارے پھوٹنے لگے اور تمام لشکر بمع ان کے جانوروں کے سب سیراب ہو گئے۔

تھوڑے کھانے کا زیادہ ہونا

کئی ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے تھوڑے سے کھانے پر برکت کے لیے دعا فرمائی تو یہ کھانا اِتنا کثیر ہوگیا کہ تمام لشکر اور تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور اُسے اپنے تھیلوں میں بھی بھر لیا۔

تھوڑے دودھ کا زیادہ ہونا

کئی ایک مواقع پر حضور علیہ السلام کی برکت سے تھوڑا دودھ بہت زیادہ ہوگیا۔ حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھ لگانے سے سوکھی خشک بکریوں کے تھنوں مین اتنا دودھ آ گیا کہ تمام برتن بھر گئے۔

حضور علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا

امام بیہقی دلائل نبوۃ میں روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اُس نے کہا کہ میں اُس وقت تک اسلام نہیں قبول کروں گا۔ جب تک آپ میری بیٹی کو قبر سے زندہ نہ کر دیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اُس کی قبر دکھاؤ۔ وہ حضور علیہ السلام کو اُس کی قبر پر لے گیا۔ حضور علیہ السلام نے اُس کو بلایا۔ اُس نے قبر میں مٹی کے نیچے سے جواب دیا۔ میں حاضر ہوں۔ ساری سعادتیں آپ کے لیے ہیں۔ اُس سے حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا تو اس دنیا میں واپس آنا چاہتی ہے۔ اُس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں واپس آنا پسند نہیں کرتی کیونکہ میں نے اپنے اللہ تعالیٰ کو اپنے ماں باپ سے کہیں زیادہ شفیق

ومہربان پایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے وقت ایک آدمی عین جوانی میں کہیں وبا سے موت کے گھاٹ اُتر گیا۔ آقا علیہ السلام نے اِس کی وفات پر اِس کی آنکھیں بند کیں۔ اور اس کے غسل کا حکم دیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اس کی ماں کو بلانے کا حکم دیا۔ اُس کی بوڑھی ماں آئی اور اپنے بیٹے کی موت کے غم میں نڈھال ہوگئی۔ اور اُس نے حضور علیہ السلام کے وسیلہ جمیلہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں خلوص دل سے دعا کی: ''اے اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ میں خوشی سے اسلام لائی اور بتوں سے نفرت رکھتے ہوئے میں نے ان کی بندگی کا پٹہ اپنے گلے سے اُتار پھینکا۔ اور میں تیرے دربار میں حاضر ہوئی ہوں۔ تاکہ تو مجھے اپنی رحمت سے نوازے۔ اے اللہ میرے بچے کی موت سے بتوں کے پجاریوں کو خوش ہونے کا موقع نہ دے اور مجھ پر اس مصیبت کا بوجھ نہ ڈال جس کے اُٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں۔''

جونہی اُس نے دعا ختم کی تو بچے نے اپنے پاؤں ہلائے اور اپنے چہرہ سے چادر ہٹا کر اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ بہت دیر تک زندہ رہا۔

طبری، خطیب بغدادی، ابن عساکر، ابن شاہین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمائی ہے کہ ایک روز حضور علیہ السلام بڑے غمزدہ اور افسردہ خاطر تھے۔ آقا علیہ السلام حجون کی وادی میں تشریف لے گئے اور کچھ دیر وہاں ٹھہرے رہے اور کچھ دیر بعد واپس تشریف لائے تو چہرہ مبارک پر فرحت وشادمانی کے آثار نمایاں تھے۔ آپ علیہ السلام سے وجہ پوچھی۔ تو فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے ایک سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری التجا کو شرف قبولیت بخشا اور میری والدہ کو زندہ کیا۔ وہ قبر سے باہر آئیں اور مجھ پر ایمان لائیں اور وہ پھر اپنے مزار پرانوار میں چلی گئیں۔ اور ایک دوسری روایت کے مطابق جو وہ بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس میں صرف والدہ ماجدہ کا نہیں بلکہ والدین کریمین کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ کیا۔ وہ مجھ پر ایمان لائے اور اپنے مزارات میں واپس چلے گئے۔

ہر ذی شعور اور صاحب عقل کو حضور علیہ السلام کے والدین کریمین کے ایماندار ہونے پر یقین ہے۔ حضرت ابونعیم اپنی سند سے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں ایک دفعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے چہرہ انور کو متغیر دیکھا۔ تو گھبرا کر اپنی بیوی سے کہا کہ کیا کوئی چیز کھانے کے لیے ہے انہوں نے عرض کی کہ صرف تھوڑے سے جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور انہوں نے جو پیس کر روٹی پکائی اور روٹی کو شوربے میں ڈال کر ثرید بنا کر سارے کھانے کو حضور علیہ السلام کے پاس لے آئے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ساری قوم کو بلانے کا فرمایا۔ چنانچہ وہ سب کو بلا لائے۔ تمام لوگ ٹولی ٹولی بن کر اندر آئے اور کھانا کھا کر واپس چلے جائے۔ حضور علیہ السلام نے تمام لوگوں سے گوشت کھانے لیکن بکری کی ہڈیاں نہ توڑنے کا فرمایا۔ سب لوگ کھانا کھا چکے تو ہڈیوں کو جمع کیا گیا۔ حضور علیہ السلام نے ان ہڈیوں پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا اور کچھ پڑھا۔ ہم نے دیکھا کہ چشم زدن میں وہ ہڈیاں ساتھ ملیں۔ گوشت نے ان کو ڈھانپ لیا اور وہ بکری فوراً زندہ ہو کر کان ہلانے لگی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس بکری کو لے کر اپنے گھر گئے۔ اُن کی بیوی نے بکری کو دیکھا تو کہنے لگی۔ کیا یہ وہی بکری ہے۔ جس 1056 کر کے ہم نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں یہ وہی بکری ہے۔ بیساختہ اُن کی زبان سے نکلا۔ اشھد انہٗ رسول اللہ۔ (سیرت الرسول ڈاکٹر طاہر القادری ۱۰/ ۶۶۱ تا ۶۵۸)

بچوں کا گفتگو فرمانا

ابن قانع سے مروی ہے کہ حج الوداع کے موقع پر مکہ مکرمہ میں حضور علیہ السلام تشریف لائے تو آقا علیہ السلام کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اہلِ یمامہ سے ایک شخص ایک بچے کو لپیٹ کر لایا جس کی اُسی روز پیدائش ہوئی تھی۔ حضور علیہ السلام نے اِس بچے سے پوچھا۔ یا غلام من انا؟ اے بچے بتا میں کون ہوں؟ اُس بچے نے فوراً جواب دیا کہ انت رسول اللہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ صدقت بارك الله فيك تم نے سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ اتنا کہہ کر بچہ خاموش ہوگیا۔ جب بڑا ہوا تو ہم اُسے مبارک یمامہ کہہ کر پکارتے تھے۔ (ضیاالنبی ۵/ ۶۳۷)

بیماروں کا شفایاب ہونا

حضور علیہ السلام کی دعا برکت سے کئی ایک لاعلاج مریض چشم زدن میں شفایاب ہو گئے۔ کئی ایک کی ضائع شدہ آنکھیں دوبارہ اُن کی آنکھوں میں فٹ کر دیں اور اُس کی نظر دوسری آنکھ سے بھی تیز ہوگئی۔ اور کئی ایک کے ٹوٹے بازو جوڑ دیے۔ اور کئی ایک کی ٹوٹی ہڈیاں دوبارہ درست فرما دیں اور کئی ایک زخموں کو مندمل فرما دیا کہ دوبارہ نشان تک نہ رہا۔

حضور علیہ السلام کی دعاؤں کی برکت

اللہ جل شانہٗ قیامت کو بھی اُمت کے حق میں حضور علیہ السلام کی دعاؤں کو اپنی جناب میں یقیناً قبول فرمائیں گے کیونکہ آقا علیہ السلام نے جس جس کے لیے بھی دعا کی اُس کو قبول فرمایا گیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے مال کی برکت کے لیے دعا فرمائی۔ تو آپ مٹی کو ہاتھ ڈالتے تو سونا بن جاتی تھی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے ترکے کے سونے کو کلہاڑوں سے تقسیم کیا گیا اور آپ نے ایک ہزار گھوڑے پچاس ہزار دینار کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیا۔ اور اپنے ایک باغ کو امہات المومنین کے لیے وقف فرما دیا۔ یہ باغ چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا۔ اور ایک سو مجاہدین بدر جن میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ سب کو چار چار سو اشرفی دی گئی۔ (ضیاالنبی ۵/ ۶۷۷)

چیزوں کی ماہیت تبدیل ہوگئی

جنگ بدر میں حضور علیہ السلام نے ایک صحابی کی تلوار ٹوٹ جانے پر اُسے ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی وہ تلوار بن گئی اور وہ

ایسی تلوار تھی جو بڑی تیز دھار والی تھی۔ حضرت امام احمد، ابو یوسف خدری سے روایت کرتے ہیں ایک رات حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ 1056 نے عشاء کی نماز ادا کی۔ رات بڑی تاریک تھی اور بادل بھی چھائے ہوئے تھے۔ حضور علیہ السلام نے اُنہیں ایک ٹہنی عطا فرمائی اور اُنہیں فرمایا کہ گھر جاؤ یہ ٹہنی تمہارے راستہ کو روشن کردے گی۔ اس کی روشنی دس گز آگے اور دس گز پیچھے ہوگی۔ جب تم گھر میں داخل ہو۔ تو ایک سیاہ چیز نظر آئے گی۔ اُس کو مارنا اور گھر سے نکال دینا۔ کیونکہ وہ شیطان ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ چلے تو اِس ٹہنی نے ان کے راستہ کو روشن کر دیا۔ اور جب وہ گھر پہنچے تو ایک سیاہ ہیولہ نکلا آپ نے اُس کو مار دیا۔

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ذمہ چالیس اوقیہ سونے کا قرض تھا۔ وہ پریشان تھے۔ حضور علیہ السلام نے اُنہیں ایک سونے کا انڈہ مرحمت فرمایا تو اُنہوں نے عرض کی کہ یہ کیسے میرا سارا قرض اُتارے گا۔ حضور علیہ السلام نے اُسے اپنی زبان مبارک سے لگا کر دیا۔ تو وہ آپ علیہ السلام کی برکت سے اِتنا بھاری ہوگیا کہ اُس سے چالیس اوقیہ قرض بھی اُتر گیا اور وہ پھر بھی بچ گیا۔ (ضیا النبی ۵/۷۶۹)

نباتات کا حضور علیہ السلام کا حکم ماننا

امام بیہقی، بزار اور دارمی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں وہ حضور علیہ السلام کے ہم رکاب تھے کہ اعرابی حضور علیہ السلام کے نزدیک آیا۔ حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ کدھر جا رہے ہو۔ اُس نے کہا: اپنے اہل وعیال کے ہاں۔ حضور علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ کیا تیرے دل میں کوئی بھلائی حاصل کرنے کا شوق ہے۔ اُس نے پوچھا کہ کون سی بھلائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے فرمایا کہ تو گوائی دے۔

ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ وان محمدا عبدہٗ ورسولہ۔

اعرابی نے پوچھا کہ کوئی گواہ ہے جو آپ کی صداقت کی گواہی دے۔ حضور علیہ السلام نے وادی کے کنارے پر بیری کے درخت کو فرمایا کہ یہ گواہ ہے اور اُس کو اشارہ کیا۔ وہ اپنی جڑوں کو سمیٹتا ہوا حضور علیہ السلام کی طرف دوڑا چلا آیا اور آ کھڑا ہوا۔ حضور علیہ السلام نے اُس سے تین بار پوچھا کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ درخت نے جواب میں تین بار ہی آقا علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کی۔

پھر حضور علیہ السلام نے اُس کو واپس اپنی جگہ پر جانے کا حکم فرمایا۔ وہ فوراً واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اُس اعرابی نے فوراً ایمان لانے کے بعد کہا کہ میں اپنی قوم کو بھی جا کر ایمان لانے کا کہوں گا۔ اور اگر وہ نہ مانی تو میں واپس آ کر ہمیشہ حضور علیہ السلام کے ساتھ رہوں گا۔ (زینی دحلان ''السیرۃ النبویہ'' جلد: ۳، صفحہ ۱۲۱)

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت میں بیان کیا ہے کہ ایک سفر میں وہ حضور علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ حضور علیہ السلام ایک وسیع وادی میں اُترے میں حضور علیہ السلام کے ساتھ لوٹا لے کر گیا تا کہ حضور علیہ السلام قضائے حاجت فرما سکیں۔ وہاں کوئی اوٹ نہیں تھی۔ وادی کے کنارے پر دو درخت تھے حضور علیہ السلام نے ایک درخت کی ٹہنی کو پکڑا اور اُسے فرمایا کہ میرے سامنے باذن اللہ سر جھکا دو۔ وہ اس اونٹ کی طرح جس میں نکیل ڈال دی ہو۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ چل پڑا۔ اِسی طرح حضور علیہ السلام نے

دوسرے درخت سے فرمایا۔ وہ بھی چلتا ہوا آیا اور دونوں درخت آپس میں مل گئے۔ حضور علیہ السلام نے ان کی اوٹ میں رفع حاجت فرمائی۔ اس کے بعد دونوں درخت حضور علیہ السلام کے حکم فرمانے سے دوبارہ جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ پہنچ گئے۔

(سیرۃ النبویہ زینی دحلان ۳/۱۲۱)

ستون کا رونا

حضور علیہ السلام مسجد نبوی میں جس ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو جب آقا علیہ السلام کے لیے منبر تیار کر دیا گیا تو آقا علیہ السلام اُس پر آ کر خطبہ ارشاد فرمانے لگے تو وہ ستون بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگا۔ حضور علیہ السلام نیچے اُترے اور اُسے اپنے سینے سے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے اُسے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو جنت میں تجھے گھاڑ دوں (وہ ستون کھجور کے تنے کا تھا) تاکہ اولیاء اللہ تیرا پھل کھائیں۔ حضور علیہ السلام نے اُس کا جواب سننے کے لیے اپنے کان مبارک اُس کی طرف لگائے۔ اُس نے عرض کی کہ مجھے جنت میں گھاڑ دیں۔ تاکہ میرا پھل اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے کھائیں۔

(سیرۃ النبویہ زینی دحلان ۳/۱۳۲)

جمادات کا بولنا اور اطاعت کرنا

امام احمد، بخاری اور ابن ماجہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ تو جلال نبوت کے باعث احد پہاڑ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے اُسے ٹھوکر لگائی اور فرمایا کہ

اُثبت اُحد فانما علیك النبی و صدیق و شهیدان۔

اے احد ٹھہر جا کہ تیرے اوپر ایک نبی (علیہ السلام) ایک اِس کا صدیق اور دو شہید ہیں۔

امام بیہقی، بزار، طبرانی، ابن عساکر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جس کا خلاصہ ہے کہ اُنہوں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک میں کنکریوں کو تسبیح کرتے ہوئے سنا۔ (السیرۃ النبویہ از زینی دحلان ۳/۱۲۸)

جانوروں کی اطاعت

امام احمد، نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس کا مفہوم ہے کہ ایک دفعہ ایک اونٹ نے سرکشی شروع کر دی اور وہ کوئی کام نہیں کرتا تھا اور نہ اپنے اوپر کسی کو سوار ہونے دیتا تھا۔ حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ حضور علیہ السلام تشریف لے گئے۔ اونٹ نے حضور علیہ السلام کو دیکھا تو دوڑ کر آیا اور حضور علیہ السلام کے سامنے سجدے میں گر پڑا۔ اور منہ کا حصہ حضور علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا۔ حضور علیہ السلام نے اس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر اس کو فرمایا کہ وہ اپنے مالک کا جو پہلے کام کرتا تھا۔ اب بھی کیا

کرے۔ وہ تابع فرمان ہوگیا۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ حیوانات کے مقابلے میں ہمارا زیادہ حق ہے کہ آپ علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کسی انسان کے لیے درست نہیں کہ وہ کسی انسان کو سجدہ کرے۔ اگر یہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (سیرۃ النبویہ از زینی دحلان ۳/ ۱۳۳)

بکریوں کا سجدہ کرنا

امام احمد، بزار، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور ایک انصاری رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں پر بکریوں کا ریوڑ تھا۔ حضور علیہ السلام کے نور نبوت کو دیکھ کر وہ سب سجدہ میں گر گئیں۔

بھیڑیے کا گواہی دینا

ابن مصعب سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ایک بھیڑیے کو ایک ہرنی کا تعاقب کرتے دیکھا کہ ہرنی حدود حرم میں داخل ہوگئی تو بھیڑیے نے تعاقب چھوڑ دیا۔ یہ لوگ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے تو بھیڑیا ان کو دیکھ کر اِن کے قریب آیا اور بولا کہ اس سے بھی تعجب خیز بات یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ابن عبداللہ تم میں موجود ہیں۔ وہ تمہیں جنت کی طرف بلا رہے ہیں اور تم دوزخ کی طرف دعوت دے رہے ہو۔ ابوسفیان نے صفوان کو کہا کہ لات و عزیٰ کی قسم! اگر یہ قصہ اہلِ مکہ کو جا کر سناؤں تو وہ اپنا دین چھوڑ کر اسلام قبول کرلیں گے۔

(زینی دحلان، السیرۃ النبویۃ، جلد: ۳، صفحہ ۱۳۶، ضیاء النبی جلد: ۵، صفحہ: ۸۲۴)

گدھے کا گفتگو کرنا

ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ خیبر کے قلعوں کو جب حضور علیہ السلام نے فتح کیا۔ تو حضور علیہ السلام نے وہاں ایک کالے رنگ کا گدھا دیکھا۔ حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے۔ اُس نے کہا: قال یزید بن شھاب۔ پھر اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کیے۔ ان میں سے ہر ایک پر اللہ تعالیٰ کے ایک نبی علیہ السلام نے سواری کی۔ مجھے بھی توقع تھی کہ حضور علیہ السلام مجھ پر سواری فرمائیں گے۔ کیونکہ میرے دادا کی نسل سے اب کوئی گدھا باقی نہیں رہا اور انبیاء میں سے حضور علیہ السلام کے بغیر اور کوئی نہیں رہا۔

اگر گدھوں تک کو پتہ ہے کہ حضور علیہ السلام آخری اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ تو وہ آدمی چوپایوں گدھوں سے بھی بدتر ہیں جو حضور علیہ السلام کو آخری نبی علیہ السلام نہیں مانتے۔ (ضیاالنبی ۵/ ۸۲۴)

1056

گوہ کا گفتگو کرنا

بیہقی، طبرانی، حاکم، ابن عدی، دارقطنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ جس کا مفہوم ہے کہ ایک دفعہ ایک اعرابی ایک گوہ کو اپنی آستین میں چھپا کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ یہ کون سا گروہ ہے۔ اسے کہا گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام ہیں۔ اُس نے کوئی بدتمیزی کے الفاظ کہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اجازت دیں تاکہ اس کا سر قلم کر دیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کو پتہ نہیں کہ حلیم کا کتنا اونچا مقام ہے۔ اُس اعرابی نے گوہ باہر نکالی اور وہ اعرابی پھر کہنے لگا کہ میں آپ پر اُس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا۔ جب تک کہ یہ گوہ حضور علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتا۔

حضور علیہ السلام نے گوہ سے فرمایا: "یا ضب" اے گوہ۔ اُس نے جواب دیا:

لبيك وسعديك يا زين من وافى القيامه۔

میں حاضر ہوں۔ تمام سعادتیں اور ارجمندیاں حضور علیہ السلام کے قدموں میں ہیں۔ اے قیامت کے قریب آنے والوں کی زینت۔

حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا:

من تعبد۔

تو کس کی پوجا کرتا ہے۔

گوہ نے جواب دیا میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے۔ جس کی بادشاہی زمین میں ہے۔ جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ جس کی رحمت جنت میں ہے اور جس کا عتاب آگ میں ہے۔

حضور علیہ السلام نے اُس سے پوچھا:

وما آنا۔

میں کون ہوں؟

اس نے جواب دیا:

رسول رب العالمين۔ خاتم النبيين قد افلح من صدقكَ وَقد خاب من كذبكَ۔

آپ رب العالمین کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ خاتم النبیین ہیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی۔ وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہوا۔ جس نے جھٹلایا وہ خائب و خاسر ہوا۔

اپنی گوہ سے حضور علیہ السلام کی رسالت کی گواہی سُن کر وہ بدو مسلمان ہو گیا۔ اُس نے پڑھا:

اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله حقا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

جب میں حاضر ہوا تھا تو اُس وقت روئے زمین پر حضور علیہ السلام سے زیادہ (نعوذ باللہ) کوئی شخص ناپسند نہ تھا۔ 1056
اور اب اس وقت بخدا آپ مجھے میری جان میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

پھر اُس نے عرض کی کہ اس وقت میرے جسم کا ہر بال، میرے جسم کا چمڑہ، میرا داخل اور خارج باطن اور ظاہر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آیا ہے۔ حضور رحمت عالم سرورِ کائنات علیہ السلام نے فرمایا:

ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے تجھے اس دین حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جو دین ہمیشہ غالب و سربلند ہوتا ہے۔ اس کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا:

نماز کے بغیر اللہ تعالیٰ دین کو قبول نہیں فرماتا۔ قرآن کریم کی تلاوت کے بغیر نماز قبول نہیں۔ اگر تو ایک مرتبہ سورۃ قل ھو اللہ احد پڑھے گا تو تجھے قرآن پاک کے تیسرے درجے کا ثواب ملے گا۔ اگر دو دفعہ پڑھے گا تو دو تہائی ثواب ملے گا اور اگر تین مرتبہ پڑھے گا تو پورے قرآن پاک کا ثواب ملے گا وہ حیرت سے کہنے لگا:

نعم اللہ الھنا، یقبل الیسیر و یعطی الکثیر۔

ہمارا خدا بہترین خدا ہے۔ تھوڑی چیز قبول فرماتا ہے، اس کے بدلے میں بڑا اجر دیتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ کیا کوئی مال و دولت ہے۔

اس نے عرض کی کہ میرے قبیلہ بنی سلیم میں مجھ سے زیادہ اور کوئی مفلس و تنگدست نہیں۔

حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو اس کی مالی اعانت کے لیے فرمایا۔

صحابہ کرام نے اس پر اپنے عطیات کی بارش کر دی۔ یہاں تک کہ وہ دولت مند ہو گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی حاضر خدمت تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں اس اعرابی کو ایک اونٹنی دیتا ہوں۔ جو دس ماہ کی گابھن ہے اور غزوہ تبوک میں حضور علیہ السلام نے مجھے عطا فرمائی تھی۔ وہ اتنی تیز رفتار ہے کہ اگر آخر میں ہو۔ تو سب سے آگے نکل جاتی ہے۔ کوئی اور اونٹنی اس کو مل نہیں سکتی۔ یہ اللہ کے راستہ میں پیش کر کے اس کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بختی اونٹ سے کم ہے اور عربی اونٹ سے اعلیٰ ہے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا کہ تم نے جو اونٹنی دی ہے اور اس کی خوبیاں کی ہیں۔ کیا آپ میں تجھے اُس کی خوبیاں نہ بتاؤں جو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تجھے عطا فرمائے گا۔ عرض کی ضرور مہربانی فرمائیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے ایسی اونٹنی عطا فرمائے گا۔ جو موتیوں سے بنی ہوگی۔ جس کے پاؤں سبز زمرد کے ہوں گے جس کی گردن زرد زبرجد کی ہوگی جس کے اوپر ہودج ہوگا۔ اور ہودج کے اوپر سندس اور استبراق کی چادریں ہوں گی۔ وہ تجھے اُٹھا کر پل صراط سے اس تیزی سے گذرے گی۔ جس طرح بجلی کوندتی ہے۔

جب یہ اعرابی رخصت ہوا۔ راستہ میں اسے بنی سلیم قبیلہ کے ایک ہزار نوجوان ملے۔ وہ سارے اونٹوں پر سوار تھے۔ ہر

ایک کے ہاتھ میں نیزہ اور تلوار تھی۔ اس اعرابی نے پوچھا کہ کدھر جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ﷺ ہے۔ اعرابی نے کلمہ طیبہ پڑھا کر اُنہیں بتایا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے اور اپنا سارا واقعہ تفصیل سے بتایا۔ اس کی بات سن کر سب نے کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہو کر حضور علیہ السلام کے حاضر خدمت ہو گئے۔ حضور علیہ السلام نے ان کا استقبال فرمایا اُنہوں نے عرض کی کہ کچھ فرمائیں۔ حضور علیہ السلام نے ان کو فرمایا کہ خالد بن ولید کے پرچم کے نیچے اکٹھے ہو جاؤ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام پر اہلِ عرب یا اہلِ عجم میں سے یک بارگی ایک ہزار لوگ صرف یہیں پر ایمان لائے۔ (ضیاالنبی ۵/ ۸۲۵ تا ۸۳۰)

ہرنی کا گفتگو کرنا

ابونعیم، طبرانی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سرکار دو جہاں سرورِ کون و مکان حضور رحمت اللعالمین ﷺ صحرا میں تشریف فرما تھے۔ اچانک آقا علیہ السلام نے آواز سنی یا رسول اللہ یا رسول اللہ یا رسول اللہ۔ حضور علیہ السلام نے آواز کی طرف توجہ فرمائی تو دیکھا کہ ایک ہرنی ہے۔ جسے ایک اعرابی نے باندھ رکھا ہے اور خود پاس کپڑا تان کر سو رہا ہے۔ حضور علیہ السلام نے ہرنی سے دریافت فرمایا:

ما حاق بك۔

تمہیں کیا تکلیف ہے؟

اُس نے جواب دیا کہ اس اعرابی نے مجھے شکار کیا ہے اور میرے دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ حضور علیہ السلام آزاد فرمائیں تو جا کر اُن کو دودھ پلا آؤں۔ پھر لوٹ آؤں گی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا واقعی لوٹ آؤ گی۔ اُس نے کہا کہ اگر لوٹ کر نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے اُس عذاب سے دوچار کرے۔ جو لگان وصول کرنے والوں کے لیے مقرر ہے۔ حضور علیہ السلام نے اُس کی رسی کھول دی۔ وہ دوڑتی ہوئی چلی گئی۔ جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلایا۔ اور واپس لوٹ آئی۔ حضور علیہ السلام نے پھر اُسے باندھ دیا۔ اِتنی دیر میں وہ اعرابی بیدار ہو گیا اور حضور علیہ السلام سے پوچھنے لگا۔ میرے لیے کوئی حکم ہے؟ حضور علیہ السلام نے اُسے فرمایا کہ اِس ہرنی کو آزاد کر دو۔ اُس نے تعمیل کی اور اس ہرنی کو آزاد کر دیا۔ ہرنی شدت سے مسرت سے پاؤں مارتی ہوئی زبان فصیح میں کہہ رہی تھی۔

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد انك رسول الله۔ (سیرۃ النبویہ از زینی دحلان ۳/ ۱۴۰۔ ۱۳۹)

شیر کی اطاعت

حضرت امام بخاری اپنی تاریخ اور بیہقی اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا ایک غلام تھا۔ جس کا نام سفینہ تھا۔ حضور علیہ السلام نے اسے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ یہ اس وقت یمن کے امیر تھے۔ راستہ میں شیر سامنے آ گیا۔ انہوں نے

اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے شیر! خبردار میرا نام سفینہ ہے اور میں حضور علیہ السلام کا غلام ہوں۔ میرے پاس حضور علیہ السلام کا گرامی نامہ ہے۔''

شیر حضور علیہ السلام کا نام مبارک سنتے ہی فوراً چلا گیا۔

اس کے علاوہ بے شمار واقعات میں سے صرف چند ایک پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی حضور علیہ السلام کے صدقے میں آپ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری نصیب فرمائے۔ اس میں سراسر ہماری ہی ذات کا بھلا ہے۔

(ضیاء النبی از پیر کرم شاہ الازہری، جلد:۵ صفحہ ۸۱۰ تا ۸۳۳)

امام بیہقی حضور علیہ السلام کے معجزات بارے لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے معجزات تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ہیں۔ بعض اہلِ علم نے اِن کی تعداد ایک ہزار بتائی ہے اور امام سیوطی فرماتے ہیں کہ ان معجزات کی تعداد ایک قول مطابق ایک ہزار اور ایک قول کے مطابق تین ہزار کے قریب ہے۔ قرآن کریم بھی حضور علیہ السلام کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ معجزہ وہ ہوتا ہے۔ یا اس کو معجزہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں عقل عاجز آجائے تو پھر قرآن پاک ایک ایسا معجزہ ہوا۔ جس کی تفاسیر تمام مخلوق مل کر بھی نہیں کر سکتی۔ بلکہ اُس کا ایک ایک حرف ایک ایسا معجزہ ہے۔ جس کے معانی میں سمندر پنہاں ہیں۔ اس صورت میں حضور علیہ السلام کے معجزات کو کوئی شمار ہی نہیں کر سکتا ہے۔

حالت نماز میں بھی حضور علیہ السلام کے حکم کی اطاعت سے نماز نہیں ٹوٹتی

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نماز ادا کر رہا تھا۔ حضور علیہ السلام میرے قریب سے گزرے اور مجھے آواز دی۔ میں نماز ادا کرنے کی بنا پر تاخیر سے حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''تمہیں کس چیز نے میرے پاس آنے سے روکا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے ایمان والو۔ جب بھی تمہیں رسول (علیہ السلام) کسی کام کے لیے بلائیں، جو تمہیں جاودانی زندگی عطا کرتا ہے تو اللہ اور اُس کے رسول (علیہ السلام) کو فرمانبرداری کے ساتھ جواب دیتے ہوئے فوراً حاضر ہو جانا چاہیے۔

حضور علیہ السلام کے چودہ نقباء یا وزیر

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھ سے قبل ہر نبی علیہ السلام کو سات نقباء یا وزیر دیے گئے تھے اور مجھے چودہ دیے گئے ہیں یہ چودہ لوگ سات قریش سے اور سات مہاجرین سے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ قریش سے حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق، حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت علی، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں مہاجرین سے حضرت مقداد، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوذر، حضرت حذیفہ، حضرت سلمان، حضرت عمار اور حضرت بلال رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

1056

اجنبی زبانوں کا ماہر بنانا

حضور ﷺ نے ایک دن میں مختلف اطراف میں چھ سفیر بھیجے۔ یہ تمام عربی بولنے والے عرب تھے۔لیکن حضور ﷺ کے فرمانے کی برکت سے یہ جس بھی ملک میں گئے۔اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے وہاں کی زبان اِن کی زبان پر فرفرواں فرمادی۔

(ضیاالنبی ۵/ ۸۳۴)

امورِ غیبیہ

حضور ﷺ کے یہ بھی معجزوں میں سے امورِ غیبیہ کے متعلق آگاہ فرمانا ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے تمام واقعات کا ذکر فرمایا اور تمام فتنوں کے قائدین جن کے پیروکاروں کی تعداد تین سو یا اس سے زائد تک پہنچ چکی ہو۔کا نام بتایا۔اس کے باپ اور قبیلہ کا نام بھی بتایا اور اس کی ایسی شناخت کروائی کہ اس کے بارے میں کسی کو شبہ نہ رہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اس دنیا سے رحلت سے پہلے ہمیں ہر اس پرندے کے بارے میں بتایا جو فضا میں اپنے پروں کو حرکت دیتا ہے۔

فتح مکہ کے بارے میں حضور ﷺ نے لوگوں کو پہلے بتا دیا تھا۔بیت المقدس کے فتح ہونے کی خوشخبری عطا فرمائی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں یہ فتح ہوا۔

حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مدینہ پر چڑھائی کی جائے گی۔ چنانچہ یزید کے زمانے میں حرہ کے قتل عام کا واقع پیش آیا۔مسجد نبوی ﷺ میں تین دن تک نہ اذان ہوئی اور نہ اقامت ہوئی۔اس دوران بعض صحابہ کرام۔

حضور ﷺ کی قبرِ انور سے اذان واقامت کی آواز سنتے رہے۔

فتح خیبر کے متعلق فرمایا تو وہ فتح ہوا قیصر و کسریٰ کے خزانوں کے متعلق خوشخبری سنائی۔اللہ تعالیٰ نے وہ مسلمانوں کو عنایت فرمائے۔

امت کے تہتر فرقوں کا بتایا کہ صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا اور آج ایسا ہی ہوا ہے، اور نجات کا راستہ حضور علیہ السلام نے اپنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا راستہ بتایا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگرچہ آج تم فقر و افلاس سے دوچار ہو۔لیکن اس زمانے میں ہر چیز کی فراوانی ہوگی۔آج تم بہتر ہو۔کیونکہ وہ رزق جو تمہاری ضروریات پوری کرسکے اس کثرت رزق سے بہتر ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر

دے اور تمہارے دل و دماغ کو بھی تھکا دے، اور بدن کو بھی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں مال و دولت کی اتنی فراوانی بخشے گا کہ تمہاری نشست گاہوں میں بہترین قالین بچھاتے جائیں گے۔ صبح کے وقت ایک لباس پہنیں گے، اور شام کے وقت دوسرا لباس زیب تن کریں گے۔ کھانے کے وقت دسترخوان بچھائے جائیں گے مختلف کھانوں کی کثرت ہوگی۔ وہ یکبارگی دسترخوان پر نہیں سجائے جائیں گے۔ بلکہ پہلے ایک کھانا رکھا جائے گا۔ جب اس سے فارغ ہوں گے۔ تو دوسرا رکھا جائے گا اس کے بعد تیسرا، چوتھا۔

تمہارے مکانوں کی دیواروں پر کپڑوں کے غلاف لگائے جائیں گے۔ اُنہیں اس طرح ڈھانپ دیا جائے گا۔ جس طرح کعبہ کا غلاف ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے بنی امیہ کو برسر اقتدار آنے کی اطلاع اپنی امت کو دی اور پھر ان مظالم اور تباہ کاریوں سے بھی اپنی امت کو مطلع فرمایا جو ان سے ہوں گی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ اچھے اچھے لوگ اُٹھتے جائیں گے اور بدکار باقی رہیں گے۔ جس طرح تلچھٹ باقی رہ جاتی ہے۔ ایسے بدقماش لوگوں کی اللہ تعالیٰ کی جناب میں کوئی قدر و منزلت نہیں۔

امام ترمذی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے نزدیک ماہ و سال سے برکت اُٹھا لی جائے گی۔ سال ایک ماہ کی طرح ہو جائیں گے۔ ماہ ایک ہفتہ کی طرح۔ ہفتہ ایک دن کی طرح اور ایک دن ایک گھڑی کی طرح ہو جائے گا اور ایک گھڑی چشم زدم میں ختم ہو جائے گی۔ یعنی سالوں اور دنوں سے برکت اُٹھا لی جائے گی۔ علم قبض کر لیا جائے گا۔ اور فتنے رونما ہو جائیں گے۔

امام ترمذی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضور آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت میں برپا ہونے والے فتنوں کا ذکر کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے۔ ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ جبکہ یہ مظلوم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے ایک قمیض پہنائے گا اور اس کے مخالفین اُس قمیض کو اُتارنا چاہیں گے۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس قمیض کو ہرگز نہ اُتارنا۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کے قطرے قرآن کریم کی اس آیت پر گریں گے۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ

اور ایسا ہی ہوا۔ اس وقت آپ تلاوت فرما رہے تھے۔ دشمن آپ کے گھر کی پچھلی دیوار پھاند کر اندر آئے اور آپ پر حملہ کیا۔ اِس وقت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین باہر دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔ اور آپ کا خون مبارک اس آیت شریف پر گرا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اور سب سے آخری دجال کا ہوگا۔

حضور علیہ السلام کے صدقے میں اللہ تعالیٰ ہم سب کو دجال کے فتنے اور تمام آفات و بلیات سے دونوں جہانوں میں محفوظ رکھے اور حضور علیہ السلام کی محبت میں زندہ رکھے اُسی پر مارے اور اُسی میں اُٹھائے۔ آمین

حضور علیہ السلام نے غیب کی اتنی خبریں ہمیں دی ہیں کہ کوئی ان کا احاطہ نہیں کرسکتا ہے۔

(سیرت الرسول از ڈاکٹر طاہر القادری صاحب ۱۰/ ۵۴۸ تا ۵۴۳) (ضیاالنبی ۵/ ۸۳۴ از پیر کرم شاہ صاحب الازہری مدظلہٗ)

وصلی اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون وعدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون۔

درود وسلام

القرآن: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے حضور علیہ السلام پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ پس اے ایمان والو تم بھی اُن پر درود وسلام بھیجو (جس طرح اُن پر بھیجنے کا حق ہے)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا یہ مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے ذکر کو بلند کر کے اس کے دین کو غلبہ دے کر اس کی شریعت پر عمل برقرار رکھ کر اس دنیا میں حضور علیہ السلام کی شان پاک بڑھاتا ہے۔ اور روزِ محشر امت کے لیے حضور علیہ السلام کی شفاعت قبول فرما کر اور حضور علیہ السلام کو بہترین اجر وثواب عطا فرما کر اور مقام محمود پر فائز فرما کر اولین و آخرین میں حضور علیہ السلام کی بزرگی نمایاں فرما کر اور تمام تعریفوں پر حضور علیہ السلام کو سبقت بخش کر حضور علیہ السلام کی شان کو آشکارہ فرمائے گا۔

اللہ جل شانہٗ ہر ہر گھڑی اپنی رحمتیں حضور علیہ السلام پر نچھاور فرماتے رہتے ہیں۔ اور اسی طرح فرشتے بھی ہر وقت اُن پر درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں۔ پس ہم سب کو بھی ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے چلتے پھرتے حضور علیہ السلام پر درود وسلام بھیجتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرا اُمتی جو مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھے گا۔ اُس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود شریف پڑھے گا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اُس پر لازم ہے کہ وہ مجھ پر درود شریف پڑھے۔

حضرت عبداللہ، حضرت زین العابدین، امام حسین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے روایت کیا ہے کہ بخیل ہے۔ وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

ہر محفل کے اختتام اور اذان شریف کے بعد بھی درود شریف پڑھنا چاہیے اور مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے درود شریف پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی رحمت کے دروازے کھولنے کی التجا کرے۔ اور مسجد سے باہر نکلتے وقت بھی پہلے درود شریف پڑھے اور بعد میں اللہ تعالیٰ سے اپنی رحمت کا سوال کرے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب تم نماز پڑھ چکو تو بیٹھو۔ اللہ

تعالیٰ کی حمد وثنا پڑھو۔اور مجھ پر درود بھیجو۔پھر دعا مانگو: 1056

دعا کے آخر میں بھی درود شریف پڑھنا چاہیے کیونکہ وہ دعا جس کے ساتھ درود شریف نہ ہو۔زمین وآسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تشہد میں جب تو السلام علیك ایھا النبی کہتا ہے۔تو اُس وقت حضور علیہ السلام کو اپنے دل میں حاضر کر۔اورحضور علیہ السلام کی ذات اقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ عرض کر۔اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں اس ناچیز کی طرف سے آپ پر ہوں۔زبان سے یہ کہے اور دل میں قوی اُمید رکھے کہ مجھ ناچیز کی طرف سے حضور علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں درود شریف پیش کیا جارہا ہے۔

حضور علیہ السلام کا نام نامی سنتے ہی درود شریف کا پڑھنا ہر ایک پر واجب ہے۔(ضیاالنبی ۵/ ۹۴۸ تا ۹۲۸)

اللھم صل وسلم علی سیدنا و مولانا محمد نبی امی عالی القدر عظیم الجاہ و علی آلہ و صحبہ و بارك وسلم اللھم صل وسلم علی سیدنا و مولانا محمد النور زات و سِرّ ثر ار سِرّ و جمیع اسماء و الاثار عدد ما فی علمك بدوامك الاوصاف والصفات و علی آلہٖ و صحبہٖ و بارك وسلم وسلمو تسلیماً کثیرا کثیرا برحمتك یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین یاارحم الرحمین۔

احقر العباد نثارالنبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ

موت کے بعد زندگی

زندگی کا سفر موت سے ختم نہیں ہوتا بلکہ مَرنے کے بعد بھی جاری و ساری رہتا ہے۔

القرآن: كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: تم کس طرح اللہ تعالیٰ کا انکار کر سکتے ہو۔ حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تمہیں زندگی بخشی پھر تمہیں موت سے ہمکنار کرے گا۔ اور پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اُس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

یہاں دو موتیں اور دو زندگیوں کا ذکر ہے۔ پہلی موت سے مراد اِنسان کے سفر زندگی سے آغاز سے قبل حالت ہے۔ جب وہ والد کی پشت اور ماں کے رحم میں نطفہ کی شکل میں تھا۔ دوسری موت وہ ہے جس کا نظارہ ہم اپنی روز مرہ کی زندگی میں کرتے ہیں اور اسی طرح دو زندگیاں ہیں۔

پہلی زندگی سے مُراد عالم شہادت کی موجودہ زندگی اور دوسری سے مراد عالم برزخ یعنی موت کے بعد سے قیامت تک کی زندگی ہے۔

امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ اُس زندگی میں بدکاروں کی مقید روحیں عذاب میں مبتلا رہتی ہیں اور نیکوکاروں پر باری تعالیٰ کی نعمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ وہ آپس میں ملتی ہیں۔ دنیا میں جو واقعات گذرے ہوتے ہیں۔ اُنہیں یاد کرتی ہیں اور اُن واقعات پر جو دنیا کو پیش آتے ہیں۔ تبادلہ خیال بھی کرتی ہیں۔ (ابن قیم) (سیرۃ الرسول از علامہ طاہر القادری جلد: ۱۰، صفحہ ۷۳۸)

کافر کی روح بھی زندہ ہوتی ہے۔ تو عذاب محسوس کرتی رہتی ہے اور یہ مقام سجین کا ہے۔

اور جو مومن و مسلمان ہیں۔ اُن کی روحیں علیین میں رہتی ہیں۔

اور شہدا کو تو مردہ کہنے کے متعلق بھی منع فرمایا گیا ہے۔

القرآن: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

ترجمہ: اور مردہ نہ کہو جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیے جائیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم اُن کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

اور ایک جگہ فرمایا ہے:

القرآن: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے جائیں۔ اُنہیں ہرگز مردہ خیال بھی نہ کرنا۔ بلکہ وہ اپنے رب کے

حضور زندہ ہیں۔ اُنہیں جنت کی نعمتوں کا رزق دیا جاتا ہے۔ 1056

شہید کو یہ مرتبہ اُس کی بزرگی اور کرامت کے سبب دیا جاتا ہے۔ جس کی خاطر وہ اپنی زندگی کو آخری وقت میں اللہ تعالیٰ کی خاطر جانتے بوجھتے اُس کی راہ میں قربان کر دیتا ہے۔

پس اگر شہید رضائے الٰہی میں ایک لمحہ کی موت حاصل کرنے کے بعد ہمیشہ کے لیے زندہ ہو گیا۔ تو جس نے ساری زندگی اپنے آپ کو اللہ جل شانہٗ کی رضا کے خنجر تلے قربان کیے رکھا۔ ہمیشہ ہر ہر قدم پر اپنی خواہشات کو اُس کی رضا پر قربان کیا۔ اپنا آرام اپنا چین اپنا سکون اُس کی محبت میں قربان کیا۔ راتوں کی نیندیں گنوائیں۔ دل کا قرار گنوایا۔ ہر دم اُس کی یاد میں مضطرب رہا۔ نہ دن کا ہوش کیا۔ نہ رات کا خیال کیا۔ نہ سردی دیکھی۔ نہ گرمی نہ بارش کا خیال کیا۔ نہ سرد ہواؤں کے جھکڑ اُس کو قرار دے سکے۔

کشتگاں خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

اور ڈاکٹر علامہ اقبال صاحب اپنے اشعار میں فرماتے ہیں:

غافل اِسے سمجھا ہے، اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

اور شہید جب انتقال کرتا ہے۔ تو اُس کو اللہ جل شانہٗ کے حضور لے جا کر اُس کا دیدار کرایا جاتا ہے۔ جس کی بدولت اُسی حیات جاودانی ملتی ہے۔

احیاء علوم الدین میں امام غزالی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جسم سواری ہے اور اُس کا سوار روح ہے۔ سواری بدل جاتی ہے اور سوار وہی رہتا ہے۔

تو اولیاء اللہ اجمعین بھی اللہ جل شانہٗ کی تسلیم کے خنجر سے ہر دم ذبح ہوتے رہتے ہیں اور ساری زندگی اپنی خواہشات کو مار کر اس کے حضور میں اپنا سر جھکا دیتے ہیں۔ تو اُن کا درجہ اُس شہید سے جس نے مرتے وقت خدا تعالیٰ ذات کے لیے اپنے آپ کو قربان کر دیا اور یہ جو ہمیشہ اُس کی راہ میں اپنے نفس کو قربان کرتے رہتے ہیں۔ بدرجہا زیادہ ہے اور اگر شہید اللہ جل شانہٗ کی راہ میں زندہ وسلامت اور رزق دیا جاتا ہے۔ تو یہ بدرجہ اتم اُس کی راہ میں زندہ وسلامت اور رزق دیے جاتے ہیں اور اُس کے سچے دوست صدیقوں کی بات ہی کچھ اور ہے اور جہاں اولیاء کاملین کا درجہ ختم ہوتا ہے۔ وہاں سے صحابی کا درجہ شروع ہوتا ہے۔ اور جہاں صحابی کا درجہ ختم ہوتا ہے۔ وہاں سے نبیوں علیہم السلام کے درجات شروع ہوتے ہیں اور جہاں انبیاء کرام علیہم السلام کے درجات ختم ہوتے ہیں۔ وہاں سے حضور علیہ السلام کا درجہ مبارک شروع ہوتا ہے۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اللہ جل شانہ نے قرآن پاک میں انبیاء کے درجے کے بعد صدیقوں کااور پھر شہیدوں کااور پھر صالحین کاذکر فرمایا ہے:

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ

ترجمہ: اور وہ انبیاء اور صدیقوں اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔

تو پھر حضور علیہ السلام کی برزخی زندگی کے بارے میں کوئی کیا قیاس کرسکتا ہے۔کوئی اتنا شعور ہی نہیں رکھتا۔جو کوئی کچھ بھی بیان کرتا ہے۔اپنا علم ہی بیان کرتا ہے۔حضور علیہ السلام کی ذات پاک اس سے وراء الوراء ہے۔

حضور علیہ السلام اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔امت کے درود وسلام کو سنتے ہیں اور اُس کا جواب بھی دیتے ہیں کہ قبر مومن کے لیے جنت کے باغوں سے ایک باغ بن جاتا ہے اور کافروں کے لیے دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جاتا ہے۔

معراج شریف کی رات حضور علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور علیہ السلام کے پیچھے آپ علیہ السلام کی اقتداء میں بیت المقدس میں نماز ادا فرمائی۔تو یہ اپنی قبروں میں زندہ تھے۔تب ہی انہوں نے نماز ادا فرمائی۔اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کی روحوں کو ہر ایک جگہ جانے کی طاقت عطا فرما دیتے ہیں کہ وہ چشم زدن میں وہاں پہنچ جاتی ہیں۔حضرت شداد بن اوس روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بیشک تمہارے دنوں میں افضل جمعہ کا دن ہے۔کیونکہ اس دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اُسی دن پہلا اور دوسرا صور پھونکا جائے گا۔لہٰذا اُس دن تم کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔بیشک تمہارے درود مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں۔

ایک صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ بعد از وصال ہمارے درود آپ علیہ السلام کی خدمت میں کیسے پیش کیے جائیں گے۔حالانکہ آپ علیہ السلام کا جسم اطہر تو بوسیدہ (یعنی مٹی) ہو چکا ہوگا۔

حضور علیہ السلام نے جواب فرمایا:

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل أجساد الانبیاء (علیہم السلام)

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء (علیہم السلام) کے جسموں کو کھائے۔

انبیاء کرام علیہم السلام اجساد مثالی کے ساتھ حج ادا کرتے ہیں۔جبکہ اُن کے اجساد حقیقی اُن کی قبروں میں ہی محفوظ رہتے ہیں۔اجساد مثالی کو عربی میں ارواح متمثلہ بھی کہتے ہیں۔اُن کی روحیں متمثل ہو کر جسم مثالی کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام پر جاتی ہیں۔کیونکہ روح عالم امر سے ہے۔اس لیے روح جہاں بھی جائے اُس کا تعلق اصل کے ساتھ برقرار رہتا ہے اور جس طرح ماں کے پیٹ میں بچہ کی کل کائنات ہوتی ہے جب وہ جنم لیتا ہے تو اُس کو ماں کے پیٹ کے مقابلے میں اِس دنیا کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔اِسی طرح یہ کائنات ماں کے پیٹ کی طرح ہے اور عالم امر کے مقابلے میں یہ کائنات

ماں کے پیٹ کی طرح ہے۔

آج کل کی برقی مقناطیسی لہروں نے قرب و بعد کا فاصلہ ختم کر دیا ہے۔ ہم اپنی ٹی وی سکرین پر دنیا میں ہر جگہ ایک ہی وقت میں ایک ہی پروگرام کو دیکھ رہے اور سن رہے ہوتے ہیں۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک جو لہروں کو اتنی طاقت بخش سکتی ہے۔ وہ روح کو اس سے زیادہ طاقت عطا فرما سکتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے ہمیں ایک دعا سکھلائی ہے کہ

اللھم رزقنا حبك وحب من یحبك و عملك من یقربنا الیك وحب الیك احب من الماء بارد لا تشان۔

ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنی محبت روزی فرما اور جس سے تو محبت کرتا ہے۔ اُس کی محبت عطا فرما اور اُن کاموں کی محبت عطا فرما۔ جن سے تیرا قرب نصیب ہو اور اپنی محبت کو میرے لیے ٹھنڈے پانی سے جو پیاسے کو بڑا عزیز ہوتا ہے، سے بھی زیادہ کر دے۔

تو اس رو سے ہمارے لیے حضور علیہ السلام کی محبت اُس کے انبیاء کرام علیہم السلام کی محبت۔ حضور علیہ السلام کے بیت اطہار آپ علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات ہماری مائیں جو ہیں۔ حضور علیہ السلام کے خلفاء راشدین حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام اولیاء کاملین جو حضور علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں اور تمام صالحین امت محمدیہ ﷺ کی محبت لازمی ہے۔ اور اُن عملوں کی محبت بھی لازمی ہے۔ جن سے اللہ جل شانہٗ کا قرب نصیب ہو اور اللہ جل شانہٗ کی محبت کو سب چیزوں سے زیادہ کرنا لازمی ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کا ایمان اُس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کو اُس کی جان اُس کے مال اُس کی اولاد ہر ہر چیز سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔

تمت بالخیر

اللہ ہمیں حضور علیہ السلام کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ جل شانہٗ حضور علیہ السلام کی تمام امت پر رحم و کرم فرمائے اور ہمیں حضور علیہ السلام کی محبت میں زندہ رکھے اُسی پر خاتمہ فرمائے اور اُسی پر زندہ فرمائے اور قیامت کو حضور علیہ السلام کی شفاعت نصیب فرمائے اور جنت میں حضور علیہ السلام کی رفاقت محض اپنی کریمی اور حضور علیہ السلام کی رحمت للعالمینی کے صدقے میں نصیب فرما دے۔

آمین ثم آمین

بجاہ نبی کریم رحمت للعالمین شفیع المذنبین و صلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ خیر خلقه و نور عرشہٖ سیدنا و مولانا محمد و اٰلہٖ و اصحابہٖ اجمعین برحمتك یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین۔

احقر العباد نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ لاہور

حضور علیہ السلام سے محبت

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی اٰل ابراھیم انك حمید مجید۔ اللھم بارك علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انك حمید مجید۔

یعقوب بن عبدالرحمٰن حضرت سہیل سے وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ میری اُمت میں سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے۔ وہ اس بات کو دوست رکھیں گے کہ ان سے ان کے اہل وعیال اور مال ومنال کو لے لیا جائے اور اس کے عوض انہیں میری ایک جھلک نصیب ہو جائے۔ (ضیاء النبی جلد ۵ صفحہ ۹۶۱)

دراصل حضور علیہ السلام سے محبت ہی اللہ تعالیٰ عزوجل سے محبت کی علامت ہے۔

القرآن: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

ترجمہ: اے حبیب آپ فرمائیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ والناس اجمعین۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی اُس وقت تک سچا مومن نہیں بن سکتا جب تک میں اُس کے نزدیک اپنی اولاد اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص میں تین باتیں ہیں وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔

ا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل اور حضور علیہ السلام سے محبت اس کی تمام لوگوں سے زیادہ ہو۔

۲۔ وہ جس شخص سے محبت کرتا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کرتا ہے۔

۳۔ وہ کفر کی طرف لوٹنے کو اِس قدر ناپسند کرتا ہے جس طرح دوزخ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

(ضیاء النبی جلد ۵ صفحہ ۹۵۸)

اور اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو خوشخبری عطا فرمائی ہے جن کے دل حضور علیہ السلام کی محبت میں تڑپ رہے ہیں جن کی جانیں حضور علیہ اسللا م پر فدا ہو رہی ہیں۔ جن کے شب و روز حضور علیہ السلام کے غم میں گزر رہے ہیں۔

تنم فرسودہ جاں پارا ز ہجراں یارسول اللہ

یارسول اللہ ﷺ آپ کے فراق میں میرا جسم فرسودہ ہو چکا ہے اور میری جان میرے جسم میں پارے کی طرح پھڑک رہی ہے۔ اور وہ آپ علیہ اسللا م کے پاؤں کے ذروں کو چومنے کو بے تاب ہے۔

؎ نہ دارم جُز تو ملجا اے نہ دارم جُز تو ماوا اے
توی بس ساز و سامانم اغثنی یا رسول اللہ

اے میرے کریم آقا علیہ السلام آپ کے سوا نہ تو کوئی میرا ہمدرد ہے اور نہ ہی آپ کے سوا میرے درد کا کوئی علاج ہے۔ میرا صرف اور صرف سارا ساز و سامان پس صرف آپ علیہ السلام کی ذات پاک ہی ہے۔ پس بندہ نوازی فرمائیں اور میری مدد فرمائیں۔

؎ خسرو تو بس بلند شوی در طریق عشق
گویا پابائے بوس سگانش رسیدہ ای

خسرو علیہ الرحمۃ کا مقام عشق میں بہت بلند ہو چکا ہے۔ جس دن سے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی گلی کے کتوں کے پاؤں کا بوسہ لیا ہے۔

عشق و محبت کی لذت کے مزے جو صحابہ کرام و رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لیے۔ اُن کا کیا ہی کہنا ہے۔
اُن کا عشق اُن کی محبت کے ساتھ اُن کو وصال بھی میسر تھا۔
ہر کسی کا اپنا نصیب ہوتا ہے۔ کسی کو عشق و محبت فراق کے ساتھ بھی ملتا ہے۔
لیکن اُن کے وصال میں بھی لذت ہے اور اُن کا فراق بھی وصال جیسا ہے۔

؎ پیا اِس شرط پہ کھیلوں گی پیار کی بازی
جیتوں تو تجھے پاؤں ہاروں تو پیا تیری

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جب گنتی شروع کی جائے تو سب سے پہلے ایک آتا ہے اور جب ایک میں پھر ایک ہی ملایا جائے تو دو کا ہندسہ وجود میں آتا ہے اور پھر دو میں پھر ایک کو ملایا جائے تب ہی تین کا ہندسہ وجود میں آتا ہے اور اِسی طرح

گنتی میں ایک کو ملاتے جائیں گے تو تب ہی اگلا ہندسہ وجود میں آئے گا اور جتنی بھی گنتی بنتی جائے گی ہر ایک میں ایک 1056 ل ہوگا اور ہر ایک حضور علیہ السلام کی ذات پاک ہے کہ کائنات کی ہر ہر چیز نے حضور علیہ السلام کی وجہ سے ہی ظہور پایا ہے۔

کائنات کا ذرہ ذرہ حضور علیہ السلام کو پہچانتا اور آقا علیہ السلام کا ادب کرتا ہے سوائے ان لوگوں کے کہ جن کی قسمت میں اللہ جل شانہٗ نے ازل سے بدبختی نہ لکھ دی ہو۔

امام بخاری کے دادا اُستاد امام عبدالرزاق اپنی تالیف ''المصنف'' میں حضرت جابر بن عبداللہ سے ایک حدیث نقل فرماتے ہیں جسے آئمہ اور محدثین کی کثیر تعداد نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ اللہ جل شانہٗ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جابر (رضی اللہ عنہ) بے شک اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی (علیہ السلام) کا نور اپنے نور سے (بغیر اپنے نور کو تقسیم کیے لفظ کن سے) پیدا فرمایا۔ پھر وہ نور مشیت ایزدی کے مطابق جہاں چاہتا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتہ تھا نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی نہ سورج تھا، نہ چاند نہ جن تھا نہ انسان۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا فرمائے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا۔ دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش اور چوتھے حصے کو پھر چار حصوں میں تقسیم فرمایا تو پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی فرشتے اور چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم فرمایا تو پہلے حصے سے آسمان، دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ۔

یہ حدیث قبولِ عام کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔

(بشکریہ سیرت الرسول از ڈاکٹر طاہر القادری جلد ۱۰، صفحہ ۴۵۱، قسطلانی المواہب اللدنیہ جلد:۱، صفحہ ۷۱)

ہر ذی روح کے دل میں اللہ جل شانہٗ کی محبت اور حضور علیہ السلام کی محبت ایک قدرتی چیز ہے اور کچھ نہ کچھ حصہ ہر ایک کو ملا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ (مفہوم) ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے تو اس کے ماں باپ اُس کو یہودی، پارسی، عیسائی وغیرہ وغیرہ بنا دیتے ہیں۔

تو جن جن لوگوں کو اللہ جل شانہٗ نے اپنی اور اپنے پیارے حبیب محبوب علیہ السلام کی محبت کے لیے چن لیا ہے تو ان کے دلوں کو اس نور ازلی کی محبت سے اتنی آگاہی فرما دی ہے اور ہر کوئی اپنے حصہ کے مطابق اللہ جل شانہ اور حضور علیہ السلام سے محبت کرتا ہے۔ حضور علیہ السلام کی ایک دعا کا مفہوم ہے کہ یا اللہ تو میرے نور میں اضافہ فرما اور میرے حضور میں اضافہ فرما اور میرے عشق میں اضافہ فرما اور میرے سرور میں اضافہ فرما اور میری محبت میں اضافہ فرما۔ اور ایک اور دعا کا مفہوم ہے کہ یا اللہ تو مجھے اپنی محبت کی روزی عطا فرما اور جس سے تو محبت فرماتا ہے اُس کی محبت عطا فرما اور اُن عملوں کی محبت عطا فرما جن سے تیرا قرب نصیب ہو اور اپنی محبت کو ہمارے لیے ٹھنڈے پانی سے بھی مرغوب تر بنا دے۔ سب سے پہلے اس محبت سے تمام انبیاء علیہم السلام کو حصہ ملا، پھر صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پھر اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کو اور پھر لوگوں کو اپنے اپنے نصیب کے مطابق۔ جس طرح 1056 اللہ جل شانہٗ نے دنیاوی رزق و روٹی و روپیہ پیسہ کی تقسیم فرمائی ہے اسی طرح اپنی محبت کی روزی کو بھی تقسیم فرمایا ہے۔

اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنے اور اپنے حبیب علیہ السلام کے عشق حقیقی سے جو کہ دراصل اللہ تعالیٰ کا ہی عشق ہے بہت زیادہ حصہ عطا فرمایا تھا کہ اُن کی جانیں ہر دم حضور علیہ السلام پر فدا ہونے کے لیے تیار رہتی تھیں۔ اُن کا جینا اُن کا مرنا، اُن کا دن اُن کی رات اُن کا اُٹھنا اُن کا بیٹھنا اُن کا چلنا پھرنا سب حضور علیہ السلام کے لیے تھا۔ وہ ہر دم حضور علیہ السلام کی ذات پاک کے لیے تڑپتے رہتے تھے اور اس کے بعد اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کو یہ چیز درجہ بدرجہ ملی اور پھر عام مخلوق کو اُن کے حصے کے مطابق ملی۔ حضور علیہ السلام کی ذات باصفات میں اللہ جل شانہٗ نے ہر ہر خوبی تمام مخلوقات سے بدرجہ اتم عطا فرمائی۔ کیونکہ ہر ہر مخلوق کو حضور علیہ السلام کے حصہ میں ہی سے جو کچھ ملا وہ ملا۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام زندگی حضور علیہ السلام پر قربان کر دی۔ حضور علیہ السلام کی محبت کے بدلے میں کفار مکہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرے مبارک پر ٹھڈے مار مار کر اتنا سجا دیا کہ آنکھیں بمشکل نظر آتی تھی اور آپ بے ہوش ہو گئے تو جب ہوش آیا تو سب سے پہلے یہ سوال کیا کہ میرے محبوب میری جاں میری جان کی جان حضور علیہ السلام کا کیا حال ہے؟ ہجرت کے وقت آپ حضور علیہ السلام کے کبھی آگے کبھی پیچھے کبھی دائیں اور کبھی بائیں چلتے۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) یہ کیا کر رہے ہو؟ عرض کی کہ مجھے جس سمت سے دشمن کے حملے کا خوف ہوتا ہے میں اُس طرف ہو جاتا ہوں۔ آپ نے اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام کے لیے اپنے گھر کا سارا مال و متاع ہر ہر چیز آپ علیہ السلام کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

القرآن: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

ترجمہ: جس نے رسول (علیہ السلام) کی اطاعت کی اُس نے گویا اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت کی۔

تو اطاعت تب ہی ہوتی ہے جب دل میں عشق ہوتا ہے، شوق ہوتا ہے تڑپ ہوتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے سوائے میری جان کے دنیا کی تمام چیزوں سے پیارے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل پر توجہ فرمائی اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ نہ محبوب ہو جاؤں۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل کی دنیا ہی بدل گئی اور دست بستہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اُس ذات پاک کی قسم جس نے آپ ﷺ پر قرآن پاک نازل فرمایا ہے کہ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب تر ہو گئے ہیں۔

غزوہ تبوک کے موقع پر سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام کی محبت میں اتنا زیادہ

مال دیا کہ حضور علیہ السلام خوش ہو گئے۔ حضور علیہ السلام محبت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مال کو اپنی جھولی مبارک میں اُلٹ پلٹ کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) چاہے جو بھی عمل کریں نقصان نہیں دے گا۔ (یعنی آپ اس کارخیر کی بدولت کوئی ایسا خدا اور اُس کے رسول علیہ السلام کو ناخوش کرنے والا کام ہی نہیں کرسکیں گے) جس طرح کہ حضور علیہ السلام نے اصحاب بدر کے متعلق ارشاد فرمایا تھا کہ آج کے بعد ان کو کوئی بھی عمل نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تو اپنی جان ہی حضور علیہ السلام پر فدا کی ہوئی تھی۔ حضور علیہ السلام کی ہجرت کے وقت جب کافر گھر سے باہر ننگی تلواریں لیے نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کو قتل کرنے کے مضموم ارادہ سے جمع تھے تو آپ حضور علیہ السلام کے بستر مبارک پر حضور علیہ السلام کی چادر مبارک اوڑھ کر سو گئے کہ کافر یہی سمجھتے رہے کہ حضور علیہ السلام سوئے ہوئے ہیں۔ آپ کی اِس ادا کو دیکھتے ہوئے اللہ جل شانہٗ نے حضرت میکائیل اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا کہ میں نے تم دونوں میں بھائی چارہ فرما دیا ہے تو تم میں سے کون ہے جو اپنے نفس کو اپنے بھائی کے نفس پر قربان کرسکتا ہے تو دونوں فرشتوں نے یہ وزن نہ اُٹھایا تو اللہ جل شانہٗ نے فرمایا کہ دیکھو میں نے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کے درمیان مواخات (بھائی چارہ) قائم کر دیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو اپنی جان کو حضور علیہ السلام کے نفس پر یعنی حضور علیہ السلام کی جان پر قربان کرنے کے لیے آپ (علیہ السلام) کے بستر (مبارک) پر لیٹ گئے ہیں۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ حضور علیہ السلام ہمارے نزدیک ہمارے مالوں سے اولاد سے، ہمارے ماں باپ سے اور پیاسے کو ٹھنڈا پانی جتنا محبوب ہوتا ہے اُس سے بھی زیادہ محبوب تر تھے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ایک دفعہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جو ان دو بچوں سے محبت کرتا ہے اور ان کے والد اور والدہ ماجدہ سے محبت کرتا ہے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ اور میرے درجہ میں ہوگا۔ (ضیاء النبی جلد پنجم صفحہ ۹۶۰)

الحدیث: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔

آدمی اُسی کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اُس کی محبت ہے۔

ہمارے پیر و مرشد خواجہ گوہر دین رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۵۲ء جیبنڈ شریف کڑیانوالہ ضلع گجرات کی خدمت عالیہ میں میرے دادا حضور صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے دنیا کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر مارتے ہوئے ساری زندگی گزار دی۔ دادا جان فرماتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نیند میں بھی ایک سانس ہوا کا لیتے اور دوسرا سانس لینے سے پہلے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے وقت سحری فرمایا کہ میاں میری چادر (دھسے) جو جلالپور جٹاں ضلع گجرات لے جا اور رجا کر رفو کروا کے لے آ۔ جب میں نے دھسہ لیا تو آپ نے فرمایا کہ میاں اس کو اوپر لے لے جب میں نے دھسہ اپنے اوپر اوڑھا۔ تو میرے دل کی کشف کی دنیا کھل گئی اور میں نے اس کشف میں حضرت صاب قبلہ کے دل کو دیکھا کہ اس پر خدا اور اس کے رسول علیہ السلام کی

محبت کے بڑے بڑے چیرے آئے ہوئے ہیں۔حضرت صاحب قبلہ جب حج کے بعد مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے 1056 اور جب حضرت سید عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری دی تو آپ بے اختیار اپنی اور امت کی والدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عرض کرنے لگے کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ ہماری حضور علیہ السلام کے ساتھ بڑی محبت ہے لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حضور علیہ السلام کے ساتھ محبت دیکھ کر ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنی محبت کو بہت ہی کم تصور کرتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کے ایک صحابی جب بھی آقا علیہ السلام کے پاس حاضر ہوتے تو ٹکٹکی باندھ کر حضور علیہ السلام کو دیکھتے رہتے تھے حضور علیہ السلام نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ تو نے کیا حال بنا رکھا ہے۔اس نے عرض کی کہ میرا باپ اور میری ماں دونوں آپ پر قربان ہوں دل اداس ہوتا ہے تو حضور علیہ السلام کو دیکھ کر دل کو تسلی دے لیتا ہوں لیکن جب قیامت کا دن ہوگا اور حضور علیہ السلام کا مقام بہت ارفع و اعلیٰ ہوگا۔تو میں کیسے حضور علیہ السلام کا دیدار کرسکوں گا۔

حضور علیہ پر یہ آیت شریف نازل ہوئی:

القرآن: وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًا ؕ﴿۶۹﴾ (سورۃ انساء ۶۹)

ترجمہ: جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور اُس کے رسول (علیہ السلام) کی تو وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔یعنی انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین اور کیا ہی اچھے یہ ساتھی ہیں۔

حضور علیہ السلام نے اس صحابی کو یہ آیت شریف سنا کر اُس کے دِل کو راحت پہنچا دی۔

اور زندگی کا مقصد بھی خدا اور اس کے رسول علیہ السلام کی محبت و اطاعت ہے۔اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

القرآن: قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ وَاِخۡوَانُكُمۡ وَاَزۡوَاجُكُمۡ وَعَشِيۡرَتُكُمۡ وَاَمۡوَالُ ۨاقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَتِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ‌ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۲۴﴾ (سورۃ توبہ ۲۴)

ترجمہ: میرے پیارے حبیب ﷺ آپ فرمایئے اگر میں تمہارے باپ اور رتمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں او اور تمہارے کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار اندیشہ کرتے ہو جس کے مندے کا اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو۔تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اورس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ لائے اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو نافرمان ہو۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے اخبار میں ہے کہ میرے وہ بندے جنہوں نے مجھ سے اپنا منہ بالکل موڑا ہوا ہے اگر اُن کو

بھی میری اُن سے محبت کا اندازہ ہو جائے تو اُن کے جوڑ تھرک تھرک کر تھرک تھرک کر اپنے جسموں سے علیحدہ ہو جائیں 1056 میری محبت اُن لوگوں سے کتنی ہوگی جو مجھ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور میں اُن کو یاد کرتا رہتا ہوں۔ اور اے داؤد علیہ السلام یہ لوگ مجھے ملنے کے لیے چاہتے ہیں کہ ہمیں موت آجائے (کیونکہ موت کے بغیر اللّٰہ جل ثانہٗ سے ملاقات نہیں ہو سکتی ہے۔ او موت محبوب کو محبوب سے ملانے کے لیے ایک پل ہے تاکہ ہم اللہ جل شانہٗ سے مل سکیں)۔ اور میں زمین و آسمان کا کوئی بھی کام کرنے سے ہچکچاتا نہیں ہوں لیکن ان کو موت دینے سے ہچکچاتا ہوں کیونکہ دنیا میں میری نظر کا محور صرف یہی لوگ ہوتے ہیں۔ اور اے داؤد علیہ السلام ان لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ جب اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اور رات آجاتی ہے۔ اور ہر کوئی اپنے محبوب کے پاس قرار پکڑتا ہے۔ سرگوشیاں جنم لیتی ہیں تو میرے یہ عاشق گرم گرم بستر چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں کوئی ان میں کھڑا ہو کر مجھے یاد کرتا ہے۔ کوئی سجدہ میں یاد کرتا ہے اور اے داؤد علیہ السلام جب میں دیکھتا ہوں کہ میرے ان عاشقوں کے دل رو رو کر میری یاد میں گل گئے ہیں۔ تو میں ان کے دلوں میں سوراخ کر دیتا ہوں جب وہ مجھے دیکھنا چاہیں تو اس سوراخ میں سے جھانک کر میرا دیدار کر سکتے ہیں۔ مجھے دیکھ سکتے ہیں۔

اور اے داؤد علیہ السلام اگر تو میرے ان عاشقوں کی زیارت کرنا چاہتا ہے۔ تو تجھ کو یہ لوگ لبنان کی پہاڑیوں میں ایک چشمہ کے کنارے ملیں گے۔ انہیں میرا اسلام کہنا۔ حضرسیدنا داؤد علیہ السلام ان کی زیارت کے لیے لبنان کی پہاڑیوں میں چشمے کے کنارے تشریف لے گئے تو یہ لوگ آپ کو دیکھ کر اِدھر اُدھر ہونے لگے۔ تو آپ علیہ السلام نے ان کو آواز دی کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں وہ آپ کی آواز سن کر آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ تم لوگوں کو سلام دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ مجھ سے اپنی حاجتیں بیان کرو میں ان کو پورا کروں گا۔ اور یہ اٹھارہ عاشق اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی حاجتیں بیان کرتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک خدا پاک کی زیارت پاک سے سوائے اس اور کوئی چیز بھی نہیں مانگتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کو یہ وحی بھیجی کہ تم علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ۔ میں تم میں ہر ایک اپنا دیدار عطا فرماؤں گا۔ واقعی ان لوگوں کی حشمت کا کیا کہنا جو دن رات ہر گھڑی خدا اور اس کے رسول علیہ السلام کی محبت میں غرق رہتے ہیں۔ اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام کی محبت کا درس خود اللہ رب لعزت لوگوں کو دے رہے ہیں۔ اور بار بار حضور علیہ اسلام کی تعظیم کا فرما رہے ہیں۔" کہ میرے پیارے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تمہاری آوازیں بھی اونچی نہیں ہونی چاہیں۔ کہ کہیں تمہارے سارے اعمال ہی نہ ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر ہی نہ ہو۔"

اور بدّو لوگ جو حضور علیہ السلام کے پاس آ کر حضور علیہ السلام کے گھر کے دروازے سے باہر زور زور سے آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا نام لے کر پکارنے لگے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن پاک میں سرزنش فرمائی اور فرمایا کہ وہ انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ وخود ان کے پاس تشریف لے آتے۔

حضور علیہ السلام کے تمام صحابہ اکرام بھی آقا علیہ السلام پر تن من دھن سے قربان تھے اور حضور علیہ السلام کے ہر ہر فرمان پر بلا چون و چرا عمل کرتے تھے۔ صحابہ اکرام کے بعد تابعین اور تبع تابعین اس کے بعد اولیاء اکرام رضوان علیہم اجمعین

تمام لوگوں نے اپنی زندگیاں حضور علیہ السلام کی تابعداری میں صرف فرما دیں سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کی محبت میں اپنا زندگی کا ایک ایک پل بسر فرمایا۔ جنگ احد میں جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے دندان مبارک کی شہادت کا سنا تو اپنے تمام دانت ایک ایک کر کے شہید کر لیے کہ حضور ﷺ کا نہ جانے کون سا دانت شہید ہوا ہے۔ اور میرا دانت سلامت ہے یہ عشق کی باتیں ہیں محبت کیا باتیں ہیں۔ وارفتگی کی باتیں ہیں یہ وہی سمجھ سکتا ہے جس کو عشق حقیقی کا مزہ لگا ہے۔ اگر دنیا کے محمول عشق میں لوگ اپنا تخت تک چھوڑ سکتے ہیں۔ اور اپنی ہر چیز فدا کر سکتے ہیں۔ تو وہ رب العزت جس نے یہ دنیا کا معمولی عشق پیدا فرمایا ہے اس کے اپنے عشق اور اس کے رسول ﷺ کے عشق کی لذت کی کیا کیفیت ہوگئی۔ اس کا وہ ہی اندازہ کر سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی لذت سے روشناس کرایا ہے۔

لیکن یہ محبت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ ہر کوئی اس کو حاصل کر سکے۔ یہ تو اس کو ملتی ہے۔ جس کو اللہ رب العزت چاہتے ہی۔ اگر کوئی تمام دنیا کو اور جو کچھ بھی دنیا میں ہے اس کو خرچ کر کے بھی محبت کو حاصل کرنا چاہے تو نہیں حاصل کر سکتا۔ اور اگر تمام دنیا مل کر بھی جس شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول پاک علیہ السلام کی محبت رکھ دی ہے کو نکالنا چاہیے۔ تو اس کو نکال نہیں سکتی ہے۔

القرآن: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④

ترجمہ: یہ اللہ جل شانہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ رب العزت بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔ (سورۃ جمعہ، ۴)

جسے چاہا در پہ بلالیا۔ جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت حباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اصحابہ اکرام نے مکہ مکرمہ میں تپتی ریت پر لیٹ کر اور کافروں کے سلگاتے ہوئے کوئلوں پر لیٹ کر اس محبت کو ثابت کر دیا۔ وہ کون سی لذت تھی۔ جس کے آگے دنیا کی تمام تکلیفیں ہیچ تھیں۔

جنہاں دکھاں تے دلبر راضی سکھ انہاں توں وارے ہو
دکھ قبول محمد بخشا راضی رہن پیارے ہو

میاں محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے یہ اشعار ہیں۔

یہ مقام تسلیم ہے کہ محبوب کے عطا کیے ہوئے غم بھی

بھی بندہ پھولوں کا ہار سمجھتا ہے لیکن ہر کوئی اِس پر ثابت قدم رہ نہیں سکتا ہے۔ اور نہ ہی ہر کوئی اس چیز کا دعوی کر سکتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگا کرو۔

صحابہ اکرام نے بڑی مشکل سے یہ دین ہم تک پہنچایا ہے ہم کو یہ مفت میں مل گیا ہے۔ صحابہ اکرام نے اس کے لیے

بہت قربانیاں دیں۔ ہم لوگوں کو بغیر قربانی کے یہ سب کچھ مل گیا ہے۔ یا اللہ حضور ﷺ کے صدقے میں تمام امت کو عطا فرما۔ اس پر رحم فرما اس کو بخش لے۔ اس کو مصائب و تکالیف اور بیماریوں سے نجات عطا فرما۔ اور جس جس مشکل میں جو جو کوئی بھی پھنسا ہے اس سے اس کو نکال لے۔ یا اللہ تمام امت مرحومہ کو بخش لے اور اس کو قبر میں اور حشر میں راحت عطا فرما۔ اور نیکیوں کا سب کا اعمال نامہ کو پکڑانا اور تمام امت مرحومہ کو پل صراط پر ثابت قدم رکھنا اور جنت میں حضور ﷺ کے ساتھ محض اپنے فضل و کرم اور حضور ﷺ کے صدقے میں سب امت مرحومہ کو داخل فرمانا۔ اور حضور ﷺ کی ہمائیگی میں رکھنا اِن کے سوا ہمارا کوئی آسرہ نہیں ہے۔ کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ ہمارا کوئی دعوی نہیں ہے۔ ہمارا کوئی بھی اعمال تیری جناب کے لائق نہیں ہے۔ کہ انہیں ہم تیری جناب میں پیش کر سکیں۔ ہمیں کوئی امید ہے تو یہ ہے کہ تو نے حضور ﷺ کی امت میں پیدا کیا ہے۔ اور حضور ﷺ کے صدقے میں ہی تو ہم پر اپنا رحم فرمائے گا۔ ہم تجھ سے حضور علیہ السلام کی وہ دعا مانگتے ہیں جو آقا ﷺ نے عرفات کے میدان میں مانگی تھی۔ اے اللہ تو میری گفتگو کو سنتا ہے۔ میری قیام گاہ کو دیکھ رہا ہے۔ میرے باطن اور ظاہر کو جانتا ہے۔ میرے حالات میں سے کوئی چیز بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں میں ایک غمزدہ اور فقیر کی طرح تیری جناب میں فریاد کرنے والا ہوں۔ گناہوں کا اقرار و اعتراف کرنے والا ہوں۔ میں تجھ سے ایک مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں اور ایک گناہ گار ضعیف اور کمزور عاجز کی طرح عاجزی کرتا ہوں۔ اور تیری جنات میں اس طرح دعا کرتا ہوں جس طرح ایک ڈرنے والا نابینا دعا مانگتا ہے۔ جس کی گردن تیرے لیے جھک گئی ہے جس کے آنسو تیرے ڈر سے بہہ رہے ہیں جس کا جسم عاجزی کر رہا ہے۔ جس کی ناک تیری بارگاہ میں خاک آلود ہے۔ اے میرے اللہ مجھے شقی نہ بنانا اور میری دعا قبول کرنا اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک کرنا۔ اے ان سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے۔ اور ان سب سے بہتر جو عطا کرتے ہیں۔ (ضیاالنبی ۴۔ ۷۵۹)

میں حضور ﷺ کی اس دعا کے ساتھ اپنی کتاب کا اختتام کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اسے حضور علیہ السلام کے صدقے میں اپنی جناب میں باریابی عطا فرما کے اور اسے امت محمدیہ ﷺ کی ہدایت کا موجب بنائے۔ اور اس کے صدقے میں ہمیں اپنا اور حضور ﷺ کا عشق و محبت اور درد عطا فرمائے۔ اور خاتمہ بالخیر فرما کر ہمیشہ ہمیشہ ہمیں حضور ﷺ کے قدموں میں رکھے۔ اور حضور ﷺ کے دیدار کی زیارت عطا فرماتا رہے اور اپنے دیدار سے بھی ہمیں جنت میں سرفراز فرماتا رہے۔

آمین ثم آمین بجاہ نبی کریم روؤف الرحیم و علیہُ آلہ وسلم و اصحابہ اجمعین الی یوم
الدین برحمتك یا الرحم الراحمین یا آرحم الرحمین یا ارحم الرحمین اللھم صلی علی سیدنا
نبینا و مولانا محمد نور ذات وسِر اثرار جمیع لاسماء ولاوثار و صفات وعلیہ آلہ وصحبہ و
امہ تہ اجمعین برحمتك یا الرحم الرحمین یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین

تمت بالخیر

آپ کی دعاؤں کا طلبگار، احقر الحباد العباد، خاکپائے اولیا اللہ

نثار النبی ابوعبداللہ ابوحبیب اللہ بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ لاہور پاکستان تمت بالخیر۔

1056

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

القرآن: وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: اور جو نعمت تیرے رب نے تیرے اوپر فرمائی ہے اس کو بیان فرمائیں۔

مخلوق کو دکھا کر نیکی کا کوئی کام کرنا ریا کہلاتا ہے اور مخلوق کے خوف سے کسی نیکی کے کام کو نہ کرنا یہ بھی ریا ہے۔ اس چیز کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ کے مطابق مخلوق تمہارے لیے ایسی در و دیوار جیسی ہونی چاہیے کہ اس کی کوئی پروا تیرے دل میں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے باوجود گناہ گار ہونے کے اپنی بے پایاں نعمتیں عطا فرمائیں۔ کیوں کہ اس کی رحمت کی گھٹائیں خطا کاروں پر ہی کھل کر برسا کرتیں ہیں اگر اس کے بندے گناہ ہی نہ کیا کرتے تو ستار العیوب اور غفار الذنوب جو اس کے نام مبارک ہیں۔ ان کا ظہور کب ہونا تھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بندہ جان بوجھ کر سوچ سمجھ کر گناہ کرے بلکہ خدانخواستہ اس کے نہ چاہتے ہوئے بھی کبھی کبھار اگر اس سے شیطان کوئی گناہ کروالے تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ پیش کرے۔ سچے دل سے نادم ہو کر آگے سے گناہ نہ کرنے کا عہد کرے اور اس کے رسول پاک علیہ السلام کے صدقے کا وسیلہ اس کی جناب میں پیش کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ بعض نیک بندوں سے بھی بعض دفعہ کوئی گناہ اس لیے سرزد ہو جاتا ہے کہ نیکی کرنے سے جو عجب دل میں پیدا ہو جاتا ہے جب وہ اپنے گناہ کی طرف دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تو گناہ گار ہی ہوں یہ سب نیکی صرف میرے رب کی طرف سے ہی ہے۔

اور حضور علیہ السلام کی ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اگر اس کے بندے گناہ نہ کریں تو وہ ان کو ہلاک کر دے اور نئے لوگ پیدا فرما دے۔ جو گناہ کریں اور پھر معافی مانگیں اور وہ ان کو معاف فرما دے۔

اور قیامت کو آقا علیہ السلام جب اپنی امت کو باوجود گناہ گار ہونے کے جب بخشوا لیں گے تو لوگوں کو پتہ چلے گا۔ کہ آقا علیہ السلام کی کتنی بلند شان پاک ہے۔

بچپن میں والد صاحب فرماتے تھیں کہ میں نے ایک دن تمہیں اپنی گود میں لیے یہ شعر پڑھے:

؎ من بندہ آں روئے کہ دیدن نہ گزارن
دیوانہ زلف کہ کشیدن نہ گزارن

تو ان کو سن کر تو رو پڑا تھا۔

ان کا ترجمہ یہ ہے کہ میں اس صورت پاک کا غلام ہوں کہ جس کو دیکھنے کی مجھ میں تاب نہیں اور اس زلف کا دیوانہ ہوں کہ جس تک پہنچنے کی مجھ میں تاب ہی نہیں۔

اس ترجمہ کی سمجھ تو مجھے نہ آئی ہوگی لیکن شاید والد صاحب کو روتا دیکھ کر میں بھی رو پڑا ہوں گا۔مطلب یہ ہے کہ1056لیٰ اپنی اور اپنے رسول پاک ﷺ کی محبت کی چاشنی اگر چاہیں تو بچپن میں ہی اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہیں عطا فرما سکتے ہیں۔

بچپن سے ہی ولی کامل میرے دادا حضور صوفی محمد چراغ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی شفقت و کرم شامل حال رہی لیکن ساری زندگی انہوں نے اپنے آپ کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔میرے پیر و مرشد خواجہ گوہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کی کامل نظر عنایت ان کے شامل حال تھی۔اور وہ ہر دم اپنے پیر و مرشد اور حضور علیہ السلام کی تابعداری میں رہے۔اور عین جوانی ہی میں اُنہوں نے دنیا کو خیر باد کہہ دیا تھا۔

اور ہر وقت انہوں نے ہم لوگوں کو اپنے ساتھ رکھا۔

اکثر وہ ہم کو ساتھ لے کر پیر خانہ تشریف لے جاتے۔انبیاء اکرام علیہ السلام اجمعین کے مزارات پر ساتھ لے کر جاتے۔

۱۹۷۸ء میں تقریباً ۱۹ سال کی عمر میں مَیں جرمنی چلا گیا۔تو والدہ نے خواب میں دیکھا کہ تم دونوں بھائی سمندر میں نہا رہے ہو۔اور پیر و مرشد خواجہ گوہر دین رحمتہ اللہ علیہ کنارے پر کشتی لے کر کھڑے ہیں۔کہ خدانخواستہ اگر ڈوبنے لگیں تو کشتی میں ان کو بٹھا کر بچا لیں۔

بیس سال کی عمر میں جرمنی میں سب سے پہلے پاک محمدی مسجد فرینکفرٹ میں مَیں اعتکاف بیٹھا تو وہاں کی رنگینیوں سے میرا دل اچاٹ ہو گیا۔ایک دِن خواب میں مجھے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت نصیب ہوئی اور میں ان کی زیارت کے لیے دل میں بہت رو رہا تھا۔

ایک دن خواب میں میں نے دیکھا کہ کعبہ شریف میں باب اسلام کی طرف سے میں اندر داخل ہوا۔اور پھر کعبہ شریف پر میری نظر پڑی تو میں نے حضور علیہ السلام کی ساری امت کی اصلاح اس پر رحم اور اس کی مغفرت کے لیے دعا مانگی۔اور پھر ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ کعبہ شریف کے صحن میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے اگلی سے پچھلی صف میں کھڑا ہوں اچانک اگلی صف میں ایک آدمی کی جگہ مجھے خالی نظر آتی ہے۔اور میں نماز کی حالت میں ہی چلتا ہوا اگلی صف کے خلا کو پورا کر دیتا ہوں اور میرے اور کعبہ معظمہ کے درمیان کوئی چیز بھی حائل نہیں رہتی۔

۱۹۸۱ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے حج کی سعادت نصیب فرمائی تو میری دونوں خوابوں کو سچ کر دکھایا۔اور میں ہو بہو جیسے خواب میں دیکھا تھا حقیقت میں ویسا ہی دیکھا۔

حج کے دوران عرفات شریف کے میدان میں حج کے دن کی ظہر و عصر کی نمازیں اکھٹی پڑھنے کے بعد جب میں حضور علیہ السلام کی جائے خطبہ کی جگہ پر پہنچا۔تو جتنا کرم عرفات کے شریف کے میدان میں مجھ پر ہوا زندگی میں اتنا کرم کبھی نہ ہوا تھا۔

عرفات میں حج کرنے کے بعد جب میں مزدلفہ مناسے مناسک حج سے فراغت کے بعد ایک دن محلہ ملاوی میں اپنے گھر بیٹھا ہوا تھا۔کہ اچانک مجھ کو کعبہ شریف اتنا یاد آیا۔اتنا یاد آیا۔اتنا یاد آیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اس وقت میں نے دوپہر کو کھانا

کھانا شروع ہی کیا تھا۔کعبہ شریف کو دیکھنے کے لئے دل اتنا مچلا کہ میں کھانا بھول گیا۔کوئی نوالہ میرے حلق سے نیچے نہیں جا رہا تھا۔

میرا دل بچوں کی طرح زور زور سے رونے کے لیے چاہ رہا تھا۔میری حالت میں تبدیلی نہیں آ رہی تھی۔

اچانک ہمارے پانچ ساتھیوں نے ہم سے مدینہ منور جانے کی اجازت چاہی ہم ان کے گلے ملے اور وہ رخصت ہو گئے لیکن میرا دل اب بھی بہت بے قرار رہا۔ چند ہی منٹوں کے بعد ان میں سے ایک آدمی واپس آیا۔اور اس نے کہا کہ ہماری گاڑی کی بناوٹ اس طرح ہے کہ اس کی ڈکی اس کے اندر ہی ہے۔ یہ لڑکا جو جرمنی سے اکیلا حج کرنے آیا ہے۔اگر اس نے مدینہ منورہ جانا ہے۔،تو پچھلی جگہ پر وہ آرام سے جا سکتا ہے۔

میں بے اختیار مدینہ منور جانے کے اٹھ کھڑا ہوا اور میرے بے قرار دل کو جو کعبہ کو دیکھنے کے لیے مچل رہا تھا کو قرار آ گیا۔اور تب مجھے سمجھ آئی کہ کعبے کا کعبہ دراصل مجھے بلا رہا تھا۔دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

از طاعت الٰہی دیدن جمال احمد

واز حب مصطفائی دریافتم خدارا

اور واقعی جب میری گاڑی مدینہ طیبہ کے سفر پر روانہ ہوئی تو میرے بے قرار دل کو قرار آ گیا۔

اس سفر کے لیے اس زیارت کے لیے میں کتنا تڑپا اور کتنا بے قرار ہوا تھا۔اور زندگی کے اکیس سال میں نے گن گن کر گزارے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے صدقے میں مجھ ناچیز پر کرم فرمایا تھا۔اور مجھے حج کی سعادت نصیب فرمائی تھی اس سے ایک سال پہلے میں نے اپنے والدین کے حج کے لیے جرمنی سے سپانسر بھیجے تھے۔اور وہ حج کر آئے تھے۔انہوں نے وہاں میرے حج کے لیے بھی بہت دعائیں کیں تھیں۔

اس حج کرنے کے لیے میں نے جرمنی میں اپنے سٹوڈنٹ ویزے کیلیے جو کہ ایک ماہ بعد لگنے والا تھا۔اور مجھ کو فرینکفرٹ یونیورسٹی میں میڈیکل داخلہ ملنے والا تھا۔ ہر چیز کو خیر باد کہہ دیا۔کیونکہ حکومت جرمنی نے کہا تھا۔کہ اگر تم اس وقت چلے گئے تو تمہاری ہر چیز ہر ویزہ وغیرہ کینسل کر دیں گے۔لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت اور حضور علیہ السلام کی زیارت کی خوشی میں میں نے ہر چیز کو ہیچ سمجھا۔اور کسی چیز کا میرے دل میں قلق بھی نہ ہوا۔مدینہ منورہ میں نو دن حاضری رہی۔صبح و شام اور ہر وقت آقا علیہ السلام کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا رہا۔ پورے نو دن ایک عجیب قسم کی خوشی دل میں چھائی رہی اور حضور علیہ السلام کی ظاہری و باطنی وہ بندہ نوازیاں ہوئیں کہ بیان سے باہر تھیں۔آخر رو رو کر جدا ہوا۔مکہ مکرمہ واپس آیا۔محلہ ملاوی میں اپنے مکان کی چھت پر کھلے آسمان تلے سویا ہوا تھا کہ خواب میں اپنے آپ کو مدینہ منورہ میں پایا۔میں حضور علیہ السلام کے دروازے پاک کے آگے کھڑا تھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔اور آس پاس کوئی بھی آدمی نہیں تھا۔میں دروازے سے اندر چلا گیا۔آگے حضور علیہ السلام کی نورانی قبر مبارک کی زیارت کی اور واپس کھلے دروازے سے باہر آ گیا۔

میں دوسرے دن سویا تو پھر ہو بہو پہلے دن والا خواب دیکھا لیکن اس میں فرق یہ تھا۔کہ آقا علیہ السلام کی قبر مبارک سے اس

دن پردہ ہٹ گیا۔ اور آقا علیہ السلام اپنی قبر سے باہر تشریف لے آئے میں نے جی بھر کر حضور علیہ السلام کی زیارت کی۔ اس کے بعد 1056 علیہ السلام میرے ساتھ باہر کو چلے میں آقا علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چلا حضور علیہ السلام کھلے دروازے سے باہر تشریف لائے اور مجھے رخصت کیا تو میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں واقعی چند دنوں کے بعد پاکستان کے لیے رخصت ہوگیا۔ پاکستان واپس آنے کے بعد جب اپنے پیرومرشد کے پوترے پیر حبیب اللہ صاحب کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو انہوں نے کسی خواب وغیرہ کے متعلق پوچھا۔ میں نے آقا علیہ السلام کی زیارت کا خواب سنایا۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا کوئی بات بھی فرمائی میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے خوشخبری سنائی کہا انشاء اللہ پھر زیارت ہوگی۔ اور حضور علیہ السلام انشاء اللہ تم سے بات بھی فرمائیں گے۔

میں نے آپ کا شکریہ ادا کیا پیرومرشد کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کچھ دنوں کے بعد مجھے پھر حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف فرمایا۔

میں نے دیکھا کہ تین قبریں ساتھ ساتھ ہیں۔ ایک میں حضور علیہ السلام دوسری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تیسری قبر مبارک میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ اچانک ان قبروں پر سے پردے ہٹ جاتے ہیں اور حضور علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ باہر تشریف لے آتے ہیں۔

آقا علیہ السلام نے سفید جوڑا زیب تن فرمایا ہوا ہے۔ اور سر مبارک پر سفید رنگ کے عمامے کا تاج سجایا ہوا ہے آقا علیہ السلام چہل قدمی فرماتے ہوئے آجارہے ہیں۔ اور میں آقا علیہ السلام کی زیارت کر رہا ہوں۔ آقا علیہ السلام کے چہرے کی نورانیت کی رونقیں میں اپنے اندر سمیٹ رہا ہوں۔

اچانک میں دیکھتا ہوں کہ میں زمین پر وضو کے لیے بیٹھا ہوا ہوں اور میرے آگے پانی کا لوٹا بالکل خالی پڑا ہوا ہے۔ میرے دائیں طرف حضور علیہ السلام تشریف فرما کھڑے ہیں۔ اور میریے بائیں طرف میرے بالکل ساتھ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ میں اپنے لوٹے کو خالی دیکھ کر بے اختیار حضور علیہ السلام کی طرف دیکھتا ہوں۔ آقا علیہ السلام میری نظروں کا مطلب سمجھ جاتے ہیں۔ اور نظر عنایت فرماتے ہیں اور جب میں دوبارہ لوٹے کی طرف دیکھتا ہوں تو وہ تین چوتھائی بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اچانک سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ''پانی؟'' میں کہتا ہوں ''ہاں پانی'' سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک خالی پوا ہے۔ لیکن جب وہ اس کو میرے لوٹے کے اوپر انڈیلتے ہیں تو اس سے صاف پانی نکلتا ہے۔ اور میرا لوٹا بھر جاتا ہے اور اس کے بعد میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

پھر زندگی کے کافی دن بیت جاتے ہیں۔ میرے دل کو یقین ہے کہ میرے پیرومرشد کے جو بیٹے پیر حبیب اللہ صاحب نے مجھے آقا علیہ السلام کی بات کرنے کی کوشخبری سنائی تھی تو آقا علیہ السلام مجھ سے خواب میں ضرور کوئی بات فرمائیں گے۔ اور اسی انتظار میں آقا علیہ السلام کی زیارت کے انتظار میں زندگی کے نشیب وفراز گزارنے لگا۔

ایک دن میں سویا تو قسمت بیدار ہوگئی اور میں نے دیکھا کہ بہت زیادہ مخلوق حضور علیہ السلام کی زیارت کے لیے بے

تاب ہوئی ہے۔ اور ان کے لئے ایک حد قائم کر دی گئی ہے وہ آگے نہیں جاسکتے ہیں اور حضور علیہ السلام ان سے ذرا ﷺ پر ایک اونچی جگہ تشریف فرما ہیں اور اپنے پیر و مرشد کے صدقے میں میں اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کے پاس کھڑے پاتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ آقا علیہ السلام کچھ فرما رہے ہیں میں کان آقا علیہ السلام کے نزدیک کرتا ہوں تو حضور علیہ السلام سرورِ کائنات ﷺ نہایت ٹھہر ٹھہر کر سورۃ والناس کی تلاوت فرما رہے ہیں۔

ایک ایک لفظ الگ الگ گنا جاسکتا ہے۔

تلاوت فرمانے کے بعد آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سورۃ والناس کا وظیفہ کیا کرو آقا علیہ السلام یہ الفاظ اردو میں ادا فرماتے ہیں۔

پھر یوں ہی زندگی بسر ہونے لگی دل میں بار بار یہ خیال آتا کہ کہاں میں اور کہاں حضور علیہ السلام کی ذات پاک مجھ ناچیز پہ اتنا کرم کیا واقعی مجھے آقا علیہ السلام کی زیارت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

القرآن: بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: بلکہ انسان اپنے نفس پر بصیرت رکھتا ہے۔ چاہے وہ کتنے بہانے بناتا پھرے۔ (سورۃ القیامۃ)

اس دوران رمضان شریف آگیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام اور پیر و مرشد کے صدقے مجھے اعتکاف کی سعادت بخشی ان دنوں چند دن ہی ہوئے میری شادی ہوئی تھی۔ اور میں اکثر جمعہ خواجہ پیر سیال خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت ہی زیرک اور درویش صفت مرید خاص شیخ الحدیث خواجہ بشر الدین معظمی صاحب کے پیچھے محلہ خواجگان میں یہاں میاں جلال دین کی مسجد میں پڑھتا تھا کہ اعتکاف میں سورہ یوسف کی تلاوت کرتا ہوا جب اس آیت شریف پر پہنچا۔

القرآن: فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ: اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا والی ہے مجھے اسلام پر موت عطا فرما اور مجھے صالحین کے ساتھ ملا دے۔ (سورۃ یوسف)

تو رو رو کر میرا حال دگرگوں ہو گیا میں اتنا بے حال ہوا کہ بیٹھے ہوا کھلے قرآن پاک کو گود میں لیے مسجد میں اپنی اعتکاف کی جگہ میں مجھے اونگھ آگئی خواب میں دیکھتا ہوں کہ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام صاحبزادہ بشر الدین صاحب کی ملتی جلتی شکل میں تشریف فرما ہیں۔ اور مسجد میاں جلال دین میں کھڑے ہیں۔ اور یوں لگتا ہے جیسے جمعہ کی نماز ابھی ابھی ختم ہوئی ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرے کے ایک ایک پور پور سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔ میں خواب میں آپ علیہ السلام سے عرض کرتا ہوں کہ میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔

آپ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں آپ مسکراتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات کی جو تمہیں زیارت ہوئی ہے

وہ سچ ہوئی ہے۔اور جو وظیفہ آپ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔اسے کیا کرو اور ساتھ ساتھ جو دعا میں پڑھتے پڑھتے میں مجھے 1056 [illegible]تی تھی۔(جو میں نے اوپر درج کی ہے) اس کا بھی وظیفہ کیا کرو۔اور میری آنکھ کُھل گئی قرآن پاک کی سورہ یوسف کی وہی آیت شریف میرے آگے کھلی ہوئی پڑی ہے۔

زندگی پھر یونہی بسر ہونے لگی۔ان دنوں مولانا محمد الیاس قادری صاحب مدظلہ کی جماعت آہستہ آہستہ پروان چڑھ رہی تھی اور آپ کا کافی چرچا ہو رہا تھا۔گجرات میں ان کے عقیدت مندوں نے ان کا ایک اجتماع رکھا میں نے ان کے آنے سے ایک دن پہلے خواب میں دیکھا کہ میں کچہری روڈ نارمل سکول کی گراونڈ میں (جہاں ان کا اجتماع ہونا تھا) داخل ہونے لگا ہوں تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا ہے کہ اس گراونڈ میں اس وقت حضور علیہ السلام بھی تشریف لائے ہوئے ہیں۔اس لیے اپنے جوتے گراونڈ کے باہر ہی اتار دوں۔میں جوتے باہر ہی اتار دیتا ہوں اور بڑے ادب واحترام سے گراونڈ میں داخل ہوتا ہوں۔اچانک حضور سرورِ کائنات ﷺ کو نہایت ہی جوانی کی حالت میں میں دیکھتا ہوں آقا علیہ السلام کو جوانی کی حالت میں صرف تہہ بند میں دیکھنے کا مجھے شوق حضور علیہ السلام کی ایک حدیث پاک کے مطابق جب ایک صحابی آقا علیہ السلام کے دروازے پر تشریف لائے تو آقا علیہ السلام ان سے ملاقات کے اشتیاق میں فوراً اپنے تہہ بند کو گھسیٹتے ہوئے اٹھے ہوا تھا حضور علیہ السلام نہایت ہی صحت مند جسم کے ساتھ نہایت ہی چوڑے سینے مبارک کے ساتھ کھڑے ہیں آقا علیہ السلام کے نیم گھنگھریالے بال اور آقا علیہ السلام کی داڑھی مبارک کی میں زیارت کر رہا ہوں۔حضور علیہ السلام کا پیٹ مبارک بالکل ہی اندر ساتھ لگا ہوا ہے اور مسلسل بھوک کی وجہ سے آقا علیہ السلام کے پیٹ مبارک پر اتنے بل پڑے ہوئے اور وہ اتنے باریک اور ساتھ ساتھ ہیں کہ گنے نہیں جاسکتے۔

میں آقا علیہ السلام کو دیکھتے ہی حضور علیہ السلام کے قدموں پر گرتا ہوں۔ان کے بوسے لیتا ہوں اور اٹھ کر حضور علیہ السلام کے ہاتھوں مبارک کو بھی چومتا ہوں۔اور زبان سے کہتا ہوں۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انك رسول اللہ۔

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔

زمانہ کی مسافتیں ختم ہوجاتی ہیں اور میں اپنے آپ کو آقا علیہ السلام کے عین زمانے میں محسوس کر رہا ہوں۔آقا علیہ السلام کے پہلو میں بیٹھا ہوں آپ کی باتیں سن رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ حضور علیہ السلام کی جو باتیں دوسروں کو بتائی جاتی ہیں وہ حدیث کہلاتی ہیں۔اور میری آنکھ کھل جاتی ہیں۔لیکن خواب کے بعد آقا علیہ السلام کی کوئی بات مجھے یاد نہیں رہتی ہے۔

زندگی یونہی اپنی آب وتاب کے ساتھ گزرتی رہتی ہے۔

ایک دن سوتا ہوں یا تو قسمت جاگ اٹھی حضور آقا علیہ السلام کو اپنے چند صحابہ کے ساتھ ایک چھوٹی پہاڑی پر تشریف فرما دیکھتا ہوں۔اور کفار مکہ کو آقا علیہ السلام کے بالمقابل سامنے میدان میں بہت زیادہ تعداد مین ہاتھوں میں نیزے وغیرہ لیے ہوئے اکھٹے جمع دیکھتا ہوں۔اچانک حضور علیہ السلا م اپنی جگہ سے پرواز فرماتے ہوئے کفار کے سروں پر آ کر معلق ہو

جاتے ہیں نیچے سے کفار آقا علیہ السلام کو اپنے برچھوں اور نیزوں سے نعوذ باللہ گھائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔لیکن حضور علیہ السلام ان کی پہنچ سے بہت اوپر ہیں ۔اور آقا علیہ السلام باوجود ان کی ان حرکتوں کے نہایت شفقت سے ان کی طرف دیکھ رہے ۔کہ شاید یہ یا ان کی اولادوں میں سے کوئی مسلمان ہو جائے ۔

پھر کافی دن گزر گئے ہیں ان کو شمار نہیں کرسکتا ۔ایک دن خواب میں حضور علیہ السلام نے کرم فرمایا اور اپنے گجرات گھر کے برامدے میں مجھے حضور علیہ السلام کی زیارت ہوگئی ۔حضور علیہ السلام برامدے میں تشریف فرما تھے ۔اور پاس تھوڑی دور میری والدہ بیٹھی تھیں ۔اور میری والدہ کے ہاتھ میں اعمال نامہ ہے ۔جس کے کاغذ کی دوسری طرف تمام زندگی کی نمازوں روزوں حج وغیرہ سب چیزوں کے نمبر اس کاغذ کی دوسری طرف نیم گول دائرہ میں چھوٹے سے لکھے ہوئے تھے اور میں نے دیکھا کہ میری والدہ پر جیسے نزع کی کیفیت اعمال نامہ کے فکر سے طاری ہے ۔میری والدہ مجھے اپنا اعمال نامہ دیتی ہیں میں وہ اعمال نامہ حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں پیش کرتا ہوں ۔آقا علیہ السلام وہ اعمال نامہ لے کر اللہ تعالیٰ کی ذات پاک جو صحن میں نہایت سفید داڑھی کے ساتھ نہایت ہی خوبصورت شکل میں تشریف فرماہیں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ۔اور اپنی نظروں ہی نظروں میں سفارش فرماتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ اس سفارش کو اشارے سے ہی قبول فرماتے ہیں ۔اور حضور علیہ السلام وہ اعمال نامہ مجھے واپس والدہ کو دینے کے لیے لوٹاتے ہیں ۔اور میں وہ اعمال نامہ لے کر خوشی خوشی والدہ کے پاس آتا ہوں ۔اور مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے ۔کہ میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں ۔اور میں اپنی والدہ کو عرض کر رہا ہوں ۔امی جان اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخش لیا ہے ۔امی جان اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخش لیا ہے ۔

اور میں وہ اعمال نامہ اپنی والدہ کو واپس دے دیتا ہوں ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور مجھے موضع ہیڈ مرالہ کے پاس موضع شیخ چوگانی میں سیدنا حضرت طانوح علیہ السلام اور سیدنا حضرت آمنون علیہ السلام کے مزارات جو برلب دریا ہیں ۔پر بند تعمیر کروانے کی سعادت عطا فرمائی ۔یہ انبیاء اکرام یہاں کئی ہزار سال پہلے تشریف لائے ان کے مزارات کی نشاندہی ہمارے پیرو مرشد قبلہ حضرت خواجہ گوہر دین مدظلہ تعالیٰ نے جو کشف القبور میں بہت دسترس رکھتے تھے ،نے فرمائی اور مزارات تعمیر کروائے ۔

آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق بخشی اور میں تقریباً آٹھ دس سال ان بندوں کی تعمیر کے لیے لاہور سے لے کر اسلام آباد تک بھاگتا رہا ۔ ۱۹۹۳ء میں اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور جلا پور جٹاں کے چوہدری گل نواز وڑائچ کے تعاون سے ان کی تعمیر مکمل ہوئی ۔تو سیدنا حضرت طانوح علیہ السلام کی خواب میں مجھے زیارت ہوتی ہے ۔اور آپ نے ایک سبز رنگ کی چادر مجھے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے جانے کا حکم فرمایا۔جب میں نے وہ چادر لی ۔تو پھر اچانک میں نے اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کی خدمت میں پایا ۔میں نے آقا علیہ السلام کے ہاتھوں پیروں کے بوسے لیے اور وہ چادر آقا علیہ السلام کو پیش کی ۔آقا علیہ السلام نے اسے قبول فرمایا۔

اور انہی دنوں مجھے حضرت آمنون علیہ السلام کے مزار مبارک پر اپنے پیرو مرشد خواجہ گوہر دین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی ۔آپ نے اپنے سر پر سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تاج ولایت عمامہ مبارک سر پر سجا رکھا ہے ۔اس تاج مبارک کو دیکھ میرے دل میں کچھ خیال آیا۔میرے سر پیر ومرشد نے میرا خیال دل میں بھانپ لیا۔اور نہایت محبت سے میری طرف دیکھا اور مسکرائے ۔

ایک دن میں نے خواب میں اپنے پیرومرشد کی اپنے مزار مبارک میں زیارت کی مزار مبارک کے داخلی دروازے پر اونچے ہو کر خواجہ میرے پیرومرشد اس طرح تشریف فرما ہیں کہ آپ کا سر مبارک او پر محراب تک پہنچا ہوا ہے ۔آپ مجھے دیکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہم گوش برآواز مہربانی فرماتے ہیں ۔اور گوش برآواز یہ ہے کہ جب بھی کوئی جہاں بھی کوئی ہمارا تصور بھی کرتا ہے ۔ہم اس کی مدد کو پہنچے ہیں ۔

ہاں واقعی اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو اِتنی دسترس عطا فرمائی ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی ہر مصیبت زائل کر سکتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ ایک ڈاکٹر ایک سرجن کے ہاتھ میں کسی کی شفاء رکھ دیتا ہے اسی طرح سب کچھ کر سکنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی ہے ۔لیکن وہ اپنے بندوں میں سے اپنی مخلوق میں سے جس ہاتھ میں چاہے شفا رکھ سکتا ہے جس طرح قرآن پاک کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردے کو زندہ فرما دیتے اور بیمار کو شفا عطا فرما دیتے ۔اندھے کو بینائی دے دیتے ۔جتنا جتنا اختیار اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو عطا فرمایا ہے ۔وہ اُتنا دوسرے کی مدد کر سکتا ہے ۔کرتا اصل میں خود اللہ تعالیٰ ہے ۔لیکن وہ جس سے چاہے وہ کام کرواتا ہے ۔رازق تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے لیکن کسی کے منہ میں لقمہ کیا اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ مبارک سے بھی کبھی ڈالا ہے ۔وہ ایک دوسرے کی مدد اپنی مخلوق سے کرواتا ہے ۔حالانکہ وہ خود سب کچھ کرنے پر قادر ہے ۔لیکن یہ سنت جاریہ ہے ۔اللہ ہمیں حق کو حق کرکے دکھائے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور باطل کو باطل کر کے دکھائے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ہمارے آقا حضور علیہ السلام اسی طرح دعا مانگا کرتے تھے ۔یہ آپ کی سنت ہے ۔

ایک دفعہ پھر میں سویا ہوا تھا کہ قسمت جاگ اٹھی اور میں نے اپنے آپ کو جینڈر شریف میں پایا۔ چند ایک کھجوروں کے درخت ساتھ ساتھ اگے ہوتے تھے اور دور دور تک کوئی مکان نہیں تھا۔ان درختوں کے ساتھ صرف ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کے آگے چار دیواری اور باہر ایک بڑا دروازہ تھا۔میں گیٹ کے راستے اندر داخل ہوا اور آہستہ سے دروازہ کھولا کہ کہیں آقا علیہ السلام کو تکلیف نہ ہو۔حضور علیہ السلام دروازہ کے پاس ہی تشریف فرما تھے ۔میں سلام کے بعد آقا علیہ السلام کے پیروں کے پاس بیٹھ گیا۔آپ کو دبانے لگا۔تھوڑی دیر بعد دبانا چھوڑا تو آقا علیہ السلام نہایت محبت سے میری طرف دیکھ رہے تھے ۔اور آپ نے مسکراہٹ کے ساتھ میرا نام نثارالنبی لیا اور میری آنکھ اس جہان سے بند ہو کر اس جہان میں آ کھلی ۔

ایک دن میں سویا تو خواب میں آسمان پر جنت کو ایک چاند کی شکل میں چمکتے ہوئے دیکھا۔ میں نے جنت میں

جانے کا ارادہ کیا اور ایک قدم اس میں جانے کے لئے اٹھایا تو دوسرا قدم جنت میں جا پڑا اور اس کی رنگینیوں میں خوابوں میں کھو کر سیر کرنے لگا۔ لیکن میرے دل میں خیال آیا۔ کہ میں جس راستے سے جنت میں آیا ہوں میں نے اِسی راستے واپس بھی دنیا میں جانا ہے۔ میں وہ راستہ نہ بھولوں۔ گو کہ میرا دل جنت میں سے جانے کو نہیں کر رہا۔ لیکن چونکہ میرے رب کی مرضی ہے۔ کہ میں ابھی دنیا میں رہوں۔ اور میں اپنی مرضی پر اپنے رب کی مرضی کو ترجیح دیتا ہوں۔

اب مدت ہوگئی ہے حضور علیہ السلام کی زیارت کے شوق میں۔ لیکن کوئی پیش نہیں جا رہی۔ میرا رب بھی کریم ہے۔ اور میرے آقا علیہ السلام بھی کریم ہیں کمی ہم میں ہی ہے۔ وہ جس وقت چاہیں کرم فرما سکتے ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ آپ کی عطا کے مقابلے میں ہمارے دامن کی حقیقت ہی کیا ہے۔ یارسول اللہ ﷺ آپ نے ہی فرمایا ہے کہ شیطان میری شکل نہیں بنا سکتا اور جس نے مجھے دیکھا۔ سچ دیکھا۔ یارسول اللہ ﷺ اپنا کرم فرمائیے اور بار بار مہربانی فرماتے رہیے۔ ایک بزرگ کو ایک رات خواب میں سترہ دفعہ دیدوزیارت ہوتی۔ ستارویں دفعہ آقا علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ میری زیارت کے لیے اتنا بے تاب نہ ہوا کر۔

میرے پیرو مرشد کے دوسرے پوترے جناب محترم میاں محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے عاجزی سے ساری زندگی اپنے نام کے ساتھ کبھی پیر نہ لکھا بلکہ میاں لکھتے رہے اور جو نہایت ولی اکمل تھے۔ بلکہ وہ جس کو چاہتے ولی بنا سکتے تھے، کے پاس بہت پریشانی کی حالت میں گیا حضور نے شفقت فرمائی۔ اور رات آٹھ بجے چاندنی رات میں حضور پیرو مرشد خواجہ گوہر دین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لیے بھیجا۔ میں حاضری دے کر واپس لوٹا تو آپ انتظار فرما رہے تھے۔ آپ نے میرے لیے دعا فرمائی اور میں پیر کرم شاہ صاحب کی سیرت النبی ﷺ کی کتاب ضیاالنبی پڑھتے پڑھتے سو گیا تو اللہ تعالیٰ نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف فرما دیا۔ پھر میں اٹھ گیا۔ اور شکرانے کے اور تہجد کے نفل ادا کیے اور دوبارہ سویا تو اللہ تعالیٰ نے کمال کرم فرمایا اور حضور علیہ السلام اور میرے پیرو مرشد کے طفیل مجھے دوبارہ آقا علیہ السلام کے دیدار سے مشرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور اولیاء اسی طرح بندے کی مدد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی تمام امت پر رحم فرمائے۔ اس کی مدد فرمائے۔ اس کو تکلیفوں مصیبتوں سے نجات عطا فرمائے اس کی مدد فرمائے اور ساری امت مرحومہ کو بخش دے۔

آمین بجاہ نبی کریم رؤوف الرحیم ﷺ۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انك حمید مجید۔ اللھم بارك علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انك حمید مجید۔

احقر العباد خاکپائے اولیاء اللہ
نثارالنبی بن محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ

ماخذ و مراجع

قرآن مجید فرقان حمید
ضیاء النبی پیر کرم شاہ صاحب الازہری بھیرہ شریف
سیرت ابن ہشام سیرت ابن اسحاق
السیرۃ النبویہ ابن کثیر
السیرۃ الجلیلہ امام محمد ابو زہرہ
انسان العیون
المرقع النبوت (اغا اشرف علی)
عیون الاثر
دلائل النبوۃ البیہقی
الوثائق السیاسیہ
سنن ابن داؤد
الطبقات
امتاع الاسماع للمقریزی
انساب الاشراف
کتاب الروح
فروع کافی۔کتاب الروضہ
مدارج النبوۃ
کتاب السلطانیہ۔کتاب الخراج
حجۃ اللہ علی العالمین
روح المعانی
بخاری شریف
رحمت للعالمین
سیرت الرسول ڈاکٹر طاہر القادری صاحب
معجم البلدان
السیرہ النبویہ سید سلیمان ندوی
البدایہ النہایہ
روح المعانی
الروض الانف
النساب الاشراف
الاکتفاء
معجم البلدان ۱۔ ۳۹۹
اوتائق السیاسیہ
انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا ۱۹۶۲۔ ۳
رسول رحمت
فیض الباری
الوثائق السیاسیۃ
ابن سعد طبقات الکبری
فتح الباری
المفردات۔